سُفراء الرسول ﷺ کے "تعارف و خصوصیات" پر مشتمل

سلطنتِ مدینہ کے

سفیرِ صحابہ رضی اللہ عنہم

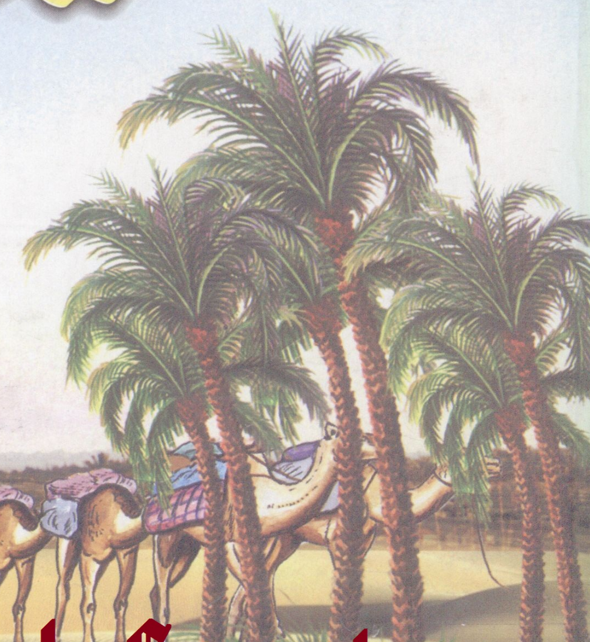

تالیف

تبسم محمود غضنفر
ایم اے اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)
پنجاب یونیورسٹی لاہور

www.KitaboSunnat.com

ناشر
ضیاء احسان پبلشرز
لاہور

ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سفراء الرسول ﷺ کے "تعارف و خصوصیات" پر مشتمل

سلطنتِ مدینہ کے

سفیر صحابہ رضی اللہ عنہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

سلطنت مدینہ کے
سفیر صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف:

تبسم محمود غضنفر

گولڈ میڈلسٹ
پنجاب یونیورسٹی لاہور

پروف ریڈنگ
حافظ محمد انور زاہد

تاریخ اشاعت
اگست ۲۰۰۲ء

مطبوعہ
علی آصف پرنٹرز لاہور

جملہ حقوق بحق
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
محفوظ ہیں

ناشر
ضیاء احسان پبلشرز لاہور

ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA
HAQ STREET URDU BAZAR
LAHORE.2 PAKISTAN
TEL; 042- 7321865

E MAIL . nomania2000@hotmail.com

نمبر 15017

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشرہ الرسول ﷺ کے تعارف وخصوصیات پر مشتمل

سلطنت مدینہ کے

سفیر صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف

تبسم محمود غضنفر

گولڈ میڈلسٹ

پنجاب یونیورسٹی لاہور

ضیاء احسان پبلشرز لاہور

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

E MAIL nomania2000@hotmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

248.81

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر 1

فہرست

سفارت ۔ تعارف و تاریخ

سفارت ۔ لغوی و اصطلاحی معانی 17
سفارت کے لیے اصطلاحات 18
سفارت اور ڈپلومیسی 20
سفارت کی ضرورت و اہمیت 21
قبل از اسلام سفارتی تعلقات کی نوعیت 23
عہدِ قدیم میں سفارت کے مقاصد 26
نبی کریم ﷺ کی سفارتی حکمت عملی اور اس کے نتائج 27
عہدِ جدید میں سفارت کا آغاز و ارتقا 31

باب نمبر 2

عہدۂ سفارت اور اس کے تقاضے

☆ سفیر کا مفہوم 35
☆ سفیر کا انتخاب 39
☆ سفیر کی خصوصیات 40
☆ سفیر کے فرائض 43
☆ سفیر کے حقوق 44

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمشق میں تبلیغِ اسلام 145
ہوذہ بن علی الحنفی ؓ کی طرف سفیرِ رسول ﷺ کی روانگی 148
جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کی طرف سفیرِ رسول ﷺ کی روانگی . 151
منذر بن ساوی کی طرف 157
حارث بن عبد کلال الحمیری کی طرف 162
ذوالکلاع اور ذوعمرو کی طرف 164
نجاشی کو دعوتِ اسلام 165
سفارتِ عثمان بن عفان ؓ 172

باب نمبر 5

سفراء الرسول ﷺ کی خصوصیات

کمالِ اسلام 177
اطاعتِ رسول 180
فصاحت و بلاغت 184
علم 187
حسنِ اخلاق 189
صبر و تحمل 193
شجاعت 196
حکمت و دانائی 199

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ سازی 202
شخصی وجاہت 205

باب نمبر 6

اثرات ونتائج

دینی اثرات 211
معاشرتی اثرات 215
سیاسی اثرات 218
معاشی اثرات 220

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ چند

الحمد اللہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین امابعد

سید المرسلین' خاتم النبین' حبیب العالمین' رحمۃ العالمین' شفیع المذنبین' شاہ عرب وعجم ﷺ کی تربیت یافتہ ہستیاں صحابہ کرام ؓ جن کے سینوں پر انوار رسالت ؐ براہِ راست پڑے جنہوں نے اپنی ایمانی آنکھوں سے چہرہ نبوت کا دیدار کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جنہوں نے آغوشِ نبوت میں پرورش پانے کا اعزاز حاصل کیا۔ جو دبستانِ رسالت ؐ سے جہانبانی و جہاں آرائی کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ جو ایمان کامل' یقین محکم اور عمل پیہم کا حسین مُرقع تھے' جو جرأت و شجاعت' محبت و مؤدت کا دلآویز پیکر تھے۔ جن کا گذر جہاں سے بھی ہوا' وہاں کی فضائیں ایمانی خوشبو سے معطر ہو گئیں' گلشنِ انسانیت کے بند غنچے کھلنے لگے۔ خزائیں بہار آشنا ہو گئیں۔ آغوشِ نبوت ؐ سے تربیت پا کر صحابہ کرام ؓ ہر میدان میں قائدانہ کردار ادا کرنے کے لئے اکنافِ عالم میں پھیل گئے۔ حکمرانی و جہانبانی' سیادت و قیادت' میدان ہائے جہاد و قتال' عمرانیات و معاشیات اور سفارت کاری کے میدان میں ماہرانہ طور پر انتظام و انصرام کا ایسا دلکش انداز اپنایا کہ دنیا والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ منتخب صحابہ کرام ؓ نے سفارت کاری و پیغام رسانی کے میدان میں ایسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے کہ شاہی درباروں کے حاشیہ نشین ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہ گئے کہ یہ نرالی شان والے لوگ کس دنیا کے باسی ہیں؟

نبی کریم ﷺ کے جملہ سفرائے کرام عظمت کے مینار تھے۔ ان میں شاہین کا تجسس' عقاب کی نگاہ' شیروں کا حوصلہ' چیتے کا عزم' پہاڑوں کا وقار' سمندروں کا تموج' دریاؤں کا شور' آبشاروں کا ترنم' پھولوں کی مہک' بلبل کی چہک' سبزہ زاروں کی لطافت' بادِ صبا کی ٹھنڈک اور طوفانوں کی ہیبت پائی جاتی تھی۔ وہ جدھر سے بھی گزرے اپنی یادوں کے خوشگوار اثرات چھوڑتے چلے گئے۔

عزیزم دخترم تبسم محمود (ایم اے اسلامیات' گولڈ میڈلسٹ) نے دربارِ رسالت ؐ کے سفیر صحابہ کرام ؓ کے سفارتی کارناموں کو علمی اور تحقیقی انداز میں قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

یہ تحقیقی کام شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے ان کے ذمے لگا گیا۔ جس کی راہنمائی اور نگرانی قابل صد احترام جناب ڈاکٹر محمد حماد لکھوی حفظ اللہ نے کی۔ میں تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں کہ ان کی راہنمائی میں اُردو ادب میں ایک مفید کتاب کا اضافہ ہوا میں شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کے جملہ اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں۔ جن کی تعلیم و تربیت سے عزیزم دخترم تبسم محمود کو ایم اے اسلامیات ۲۰۰۱ میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس علمی مقالے کا نام ''سفراء الرسول تعارف و خصوصیات'' تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن اسے کتابی صورت میں پیش کرتے ہوئے قارئین کرام کی سہولت کی خاطر اس کتاب کا نام سلطنتِ مدینہ کے سفیر صحابہ ﷺ رکھا گیا ہے' کتاب کی اہمیت' انداز تحریر اور اس کے مستند ہونے کے بارے میں تو قارئین کرام ہی بہتر فیصلہ صادر کریں گے۔

اس کتاب کی طباعت و اشاعت کا سہرا میرے تراجم و تصانیف کے ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور کے سر ہے۔ جنھوں نے اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس کتاب کو انتہائی دیدہ زیب اور دلکش انداز میں زیور طباعت سے آراستہ کر کے اہل علم اور اہل دانش کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس ادارے کو مسلسل ترقی و کامرانیوں کی منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھیں اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

وصلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم۔

محمود احمد غضنفر

۲۸۔ اگست ۲۰۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے عظیم اور قابلِ قدر والدین کے نام جن کی محبتوں'
شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت مجھے یہ مقام نصیب
ہوا کہ میں
''سفراء الرسول ﷺ۔تعارف وخصوصیات''
جیسے اہم ترین' اعلیٰ اور ارفع ترین موضوع پر خامہ فرسائی
کی سعادت حاصل کر رہی ہوں۔

نسیم محمود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ تشکر

مقالہ ھذا کی تشکیل تنہا میرے بس کی بات نہ تھی۔ بہت سے اسباب بہت سے سہارے میرا ساتھ دیتے رہے جن میں سب سے اعلیٰ وارفع سہارا اللہ ربّ العزت کی ذات کا رہا جس کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ دیگر اسباب بھی اسی اعلیٰ وارفع ذات کے فراہم کردہ تھے جو قدم قدم پر میرے معاون بنے۔

اس ضمن میں میں اپنے نگران مقالہ استاذِ محترم جناب محمد حماد لکھوی کی صدقِ دل سے ممنون ہوں کہ جن کی پیشہ وارانہ اور ہمدردانہ راہنمائی اگر شاملِ حال نہ ہوتی تو اس تحقیقی سفر کی رکاوٹیں عبور نہ ہوتیں۔ میں اپنے والدِ محترم ومکرم محمود احمد غضنفر کی شکر گزار ہوں کہ جن کی خواہش پر میں نے اس بارِ گراں کی ذمہ داری اٹھائی' جن کی راہ نمائی میرے شاملِ حال رہی اور جن کے نادر اسلامی کتب کو جمع کرنے کے شوق نے میرے مقالہ کی تکمیل کی راہ میں کچھ آسانیاں پیدا کردیں اور جن کی ذاتی لائبریری سے مجھے بھرپور استفادہ کا موقع ملا۔

اظہارِ تشکر کا مقصد ادھورا رہ جائے گا۔ اگر میں اپنی والدہ محترمہ کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جن کی بدولت آج میں اس مقام پر ہوں۔ آج میں جو کچھ ہوں اپنی والدہ کی دعاؤں اور ان کی کوشش کی وجہ سے ہوں جنہوں نے ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔

اس کے علاوہ میں مشکور ہوں اپنی بہن حمیرا کی' بھائی حافظ ضیاء الرحمٰن کی اور اپنی دوست ثمینہ علی کی کہ جنہوں نے میری بھرپور معاونت کی۔ آخر میں شکریہ ادا کروں گی ان تمام اساتذہ کا جو ہمارے لیے مینارۂ نور ہیں۔ اور جن سے میں نے اپنے حصے کی روشنی حاصل کی۔

ان کے علاوہ میرے تشکر کے حقدار ہیں لائبریری ادارۂ علوم اسلامیہ' مین لائبریری جامعہ پنجاب' دیال سنگھ لائبریری' مکتبہ سلفیہ لائبریری' اور ادارۂ معارف اسلامی منصورہ کے تمام اسٹاف ممبران کہ جنہوں نے کتب کی فراہمی میں میری ہر ممکن مدد کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان سب کو اجرِ عظیم سے نوازے اور میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تبسم محمود

(ایم-اے-گولڈ میڈلسٹ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (۵:۶۷)

نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم موصول ہوا اور آپ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔

اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے اہل خانہ کو اسلام کی تبلیغ کی اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں اس دعوت کو عام کیا تین سال خفیہ تبلیغ کے بعد آپ ﷺ نے اعلانیہ دعوت اسلام دی۔اس کے نتیجے میں آپ کو ہر طرح ڈرایا' ستایا اور دھمکایا گیا لیکن آپ ﷺ نے نہ حق کے راستے کو چھوڑا اور نہ تبلیغ کے عمل کو' دن بدن آپ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے مظالم میں بھی۔جن سے تنگ آ کر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی۔ان مہاجرین نے بھی نبی کریم ﷺ کے سفارتی مشن کو آگے بڑھایا اور تبلیغی فرائض سرانجام دیے۔جب قریشِ مکہ کے مظالم مکہ میں رہنے والے مسلمانوں پر حد سے زیادہ بڑھ گئے تو نبی کریم ﷺ نے اذنِ الٰہی سے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

مدینہ جا کر تاریخ کا ایک نیا باب رقم ہوا۔مکہ میں تو قریش عالمی مشن کی راہ میں رکاوٹ تھے۔لیکن ہجرتِ مدینہ کے بعد امت کی شیرازہ بندی کا کام ممکن ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اپنے نصب العین کے حصول کے لیے عالم گیر کوششیں شروع کر دیں۔اور اس کا مرکز عرب کو بنایا۔قبائل کے سرداروں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے اور سلاطین کے پاس سفراء کو مکتوبِ گرامی دے کر روانہ کیا۔اس طرح سے آپ ﷺ نے ایک ایسے سفارتی نظام کی بنیاد رکھی جو کہ مہذب حکومتوں میں رائج ہوتا ہے۔اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے اس پہلو کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ہر کوئی اس حقیقت کو یقیناً قبول کرے گا کہ نبی کریم ﷺ تاریخ انسانی کی وہ بین الاقوامی اور عالمگیر شخصیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو یقیناً قبول کرے گا کہ نبی کریم ﷺ تاریخ انسانی کی وہ بین الاقوامی اور عالمگیر شخصیت ہیں کہ جنہوں نے بین الملکی، بین الریاستی اور بین الاقوامی تعلقات کو منضبط اور مرتب کرنے کے لیے نہ صرف جامع اصول دیے بلکہ ان اصولوں کی بنیاد پر خود بھی ہمعصر ریاستوں اور قبائل سے بین الاقوامی سطح پر تعلقات رکھے۔

دو حکومتوں کے درمیان تعلقات کا وسیلہ جو ذات ہوتی ہے وہ ایلچی یا سفیر کہلاتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی ہم عصر ریاستوں سے تعلقات قائم کرنے کے لیے اور ان تک دعوتِ اسلام پہنچانے کے لیے اپنے جانثار صحابہ کرامؓ میں سے سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے چند صحابہ کرام کو منتخب کیا۔

چونکہ اسلامی نظامِ سفارت کا مقصد ہی اسلامی تحریک کا فروغ اور اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے بہ نفسِ نفیس اور آپ ﷺ کے سفراء نے بلاخوف وخطر اور بلاتامل پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ تحریک اسلامی کے مبلغ اور داعی کی حیثیت سے سفارت کے فرائض سرانجام دیے اور اس فریضے کی انجام دہی میں نہ تو کوئی اکتاہٹ محسوس کی اور نہ کسی قسم کی تنگی اور خوف، نہ ہی اس بات کی پرواہ کی کہ مخالفین ان کا کیسا استقبال کرتے ہیں اور کیسا سلوک کرتے ہیں۔ بلکہ پورے خلوص، لگن اور محبت ومحنت کے ساتھ اپنے مشن کی تکمیل کی اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے کسی قسم کی سستی یا کمزوری کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ بلکہ صحیح اور دوٹوک بات کہہ کر اپنے مؤقف پر سختی سے عمل پیرا ہوئے۔ اور ان کی اس جرأت، بے باکی اور دوٹوک انداز کو دیکھ کر بادشاہ اور درباری حیران اور ششدر رہ گئے۔

زیرِ نظر کتاب کا موضوع بھی یہی سفرائے عظام ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے عائد ذمہ داری کو کما حقہ پورا کیا۔ ایسا اندازِ بیان اختیار کیا کہ جس میں صداقت اور راستبازی کا بھرپور مظاہرہ تھا۔ پروقار اندازِ تکلم تھا۔ اور تمام سفراء متانت اور سنجیدگی کا مکمل اور عمدہ نمونہ تھے۔

نبی کریم ﷺ نے ان سفراء کے ذریعے اپنی معاصر حکومتوں تک جو خطوط پہنچائے ان سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں کس طرح کا انقلاب برپا کرنے کی طرف قدم اٹھایا تھا۔ آپ ﷺ کی اس تعلیم کی بدولت ایک جاہل اور پسماندہ قوم ہر لحاظ سے ایک بالیدہ اور بالغ نظر قوم بن گئی۔ اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جو تمام اعلیٰ اخلاق واوصاف کا مرقع تھا۔

اگرچہ اس کے پیچھے نبی کریم ﷺ کی حکمت بالغہ ہی کارفرما تھی۔ لیکن اس میں کچھ عمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کرداران سفراء کا بھی تھا۔ جنہوں نے ان مکاتیب کو ان حکومتوں کے سربراہوں تک پہنچایا۔ اس مقالہ میں انہی سفراء کا تعارف اور ان کی خصوصیات کا تذکرہ ہے۔ اور اس مقالے کو میں نے موضوع کی وسعت کے سبب چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب میں میں نے سفارت کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور قدیم نظامِ سفارت اور جدید نظامِ سفارت کے مابین فرق اور ان کے آغاز کی بابت وضاحت کی کوشش کی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی سفارتی سرگرمیوں کو بیان کیا ہے۔

دوسرے باب میں میں نے سفیر کا مفہوم واضح کیا ہے۔ اس کی ذمہ داریاں اور حقوق وفرائض اور خصوصیات بیان کی ہیں تاکہ اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ سفارت کے فرائض سرانجام دینے والے فرد کو کن خوبیوں کا مرقع ہونا چاہیے۔

تیسرے باب میں ان سفراء کا تعارف ہے اور ان سلاطین اور امرا کا بھی کہ جن کی طرف ان سفراء نے سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔

چوتھے باب میں ان سفراء کی دعوتی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جو انہوں نے بلاخوف وخطر سرانجام دیں اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

پانچویں باب میں سفرائے عظام کی ان خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ جن کی بنا پر انہیں نبی کریم ﷺ کی طرف سے سفارت کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

چھٹے باب میں ان اثرات کا تذکرہ ہے جو سفراء کی دعوت کے نتیجے میں عرب کے اردگرد کی ریاستوں میں ظاہر ہوئے اور اس دعوت سے اسلام مختلف ممالک میں پہنچا اور اس وقت ان ممالک کے سلاطین نے اسلام کی دعوت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ ان ممالک کے کونے کونے میں اسلام کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔

میں نے اپنے اس مقالے میں اپنے موضوع "سفراء الرسول ﷺ تعارف وخصوصیات" سے انصاف کرنے کی اور تحقیق کے معیار پر پورا اترنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اور جتنا کر سکی اسے صفحۂ قرطاس پر بکھیر دیا وہ رب کریم کی عطا ہے اور جو کمی رہ گئی وہ میری خطا ہے۔

﴿وماتوفیقی الا باللہ﴾

"تبسم محمود"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۱

سفارت .... تعارف وتاریخ

- سفارت .... لغوی واصطلاحی معانی
- سفارت کے لیے اصطلاحات
- سفارت کی ضرورت واہمیت
- قبل از اسلام سفارتی تعلقات کی نوعیت
- عہد قدیم میں سفارت کے مقاصد

جغرافیائی۔ سیاسی اور اقتصادی معلومات کا جمع کرنا۔

فوجی طاقت کا جائزہ

بادشاہ کی حیثیت اور اقتدار سے متعلق معلومات حاصل کرنا

- رسول اکرم ﷺ کی سفارتی حکمت عملی اور اس کے نتائج
- عہدِ جدید میں سفارت کا دوبارہ آغاز اور ارتقا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارت۔ تعارف و تاریخ

لغوی معانی : سفارت کا مادہ سفر ہے جسکے معانی "پردہ ہٹانے" کے ہیں: جیسے

سَفَرَ الْعِمَامَةَ عَنِ الرَّأْسِ[1] "اس نے سر سے عمامہ اتار دیا"

لسان العرب میں اس کے معانی "کھولنے" کے بیان ہوئے ہیں۔ جیسے

﴿سَفَرَتِ الْمَرْأَةُ وَجْهَهَا اِذَا كَشَفَتِ النِّقَابَ عَنْ وَجْهِهَا﴾[2]

"عورت نے اپنا چہرہ کھولدیا جب اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹادیا"

لسان العرب میں سفر کے معانی پردہ اٹھانے کے بھی بیان ہوئے ہیں۔ جیسے

سَفَرْتُ بَيْنَ الْقَوْمِ اَسْفِرُ سِفَارَةً اَيْ كَشَفْتُ

مَافِيْ قَلْبِ هٰذَا وَ قَلْبِ هٰذَا لَاُصْلِحَ بَيْنَهُمْ[3]

القاموس المحیط میں سفر کے معانی روشن ہونا بیان ہوئے ہیں جیسے الصبح یسفر "صبح روشن ہوگئی"۔[4] اس سے لفظ سفارت ہے۔ لسان العرب میں لفظ سفارت کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

﴿وَقَدْ سَفَرَ بَيْنَهُمْ يَسْفِرُ سَفْرًا سِفَارَةً وَسِفَارَةً معنى اصلح﴾[5]

تاج العروس میں اصلاح کے لیے وسیلہ بننے کے عمل کو سفارت کہا گیا ہے۔ جیسے

﴿يُرَادُ بِهَا التَّوَسُّطُ لِلْاِصْلَاحِ﴾[6]

"سفارت کی ایک تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے۔"

﴿وَظِيْفَةُ السَّفِيْرِ وَ مَقَامُهُ فِيْ اِصْطِلَاحِ اَرْبَابِ السِّيَاسِيَّةِ﴾[7]

"ارباب سیاست کی اصطلاح میں سفیر کے منصب اور مقام کو سفارت کہا جاتا ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں سفارت اس قسم کی خدمت کو کہتے تھے جو ایک معزز انسان کے سپرد ہوتی اور جب قریش میں کوئی باہمی لڑائی ہوتی یا ان کی کسی دوسرے قبیلے سے نبرد آزمائی ہوتی تو

۱۔ الراغب الاصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غرایب القرآن۔ ص۔ ۲۸۰ (سفر)، مطبع مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۶۱ء ۲۔ ابن منظور، ابوالفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، ۴/۳۷۰ (سفر) مطبع دار صادر۔ بیروت، ۱۹۵۵ء ۳۔ لسان العرب ۴/۳۷۰

۴۔ محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ص ۵۶۳، مطبع مؤسسۃ الرسالت ۱۹۹۳ء ۵۔ لسان العرب ۴/۳۷۰

۶۔ الحسینی الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ تاج العروس من جواہر القاموس۔ ۱۲/۴۱، التراث العربیہ وزارت اعلام الکویت، ۱۹۷۳ء ۷۔ معلم بطرس البستانی محیط المحیط، ۱/۴۱۳ مکتبہ لبنان۔ بیروت۔ ۱۹۷۷ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معزز شخص کو معاملات طے کرنے کے لیے اس قبیلے کے پاس بھیجا جاتا اور قریش نے اس خدمت کے لیے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مامور کیا تھا۔[۸]

سفارت کے لیے اصطلاحات

ایلچی:۔Elci: سفارت کا فریضہ سرانجام دینے والے کے لیے بہت سی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جن میں سے ایک اصطلاح ''ایلچی'' کی بھی ہے۔ یہ ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی ''قاصد'' کے ہیں۔ ترکی زبان میں یہ لفظ زمین یا قوم کے بادشاہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اصل معنی قاصد کے ہی ہیں۔ جیسا کہ Encyclopaedia of Islam میں بیان ہوا ہے۔

Elci , a turkish word meaning envoy, In some eastern turkish texts the word appears to denote the ruler of a land or people. Its normal meanings however since early times has been that of envoy or messenger usually in a diplomatic.Sometimes, in mystical literature, in a figurative religious sense. In Ottoman Turkish it became the normal word for an ambassador, together with the more formal Arabic term " Sefir"[۹]

ڈپلومیسی Diplomacy: سفارت کے لیے ایک اصطلاح ڈپلومیسی کی بھی ہے۔ جو انگریزی زبان میں استعمال ہوتی ہے۔ جس کے معانی Shorter Oxford English Dictionary میں اس طرح بیان ہوئے ہیں۔

Diplomacy:The management of international relations by negotiation[۱۰]

۸۔ ابن عبد البر' الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' ۲/۴۵۹۔ حاشیہ بر اصابہ فی تمیز الصحابۃ از ابن حجر عسقلانی' دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ لبنان۔ ۱۳۲۸

۹۔ The Encyclopaedia of Islam vol II (C-G)p.694(Elci) E.J Brill 1965 London.

۱۰۔ The shorter Oxford English Dictionary of Historical Principles vol-I (A-M)P 514 oxford clarenden Press 1959.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ڈپلومیسی بات چیت یا وفود کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات کا طریق کار ہے۔"

ڈپلومیسی کی تعریف ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے۔

The method by which relations are adjusted and managed by ambassadors and envoys [۱۱]

Ernest Satow نے Diplomacy کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

Diplomacy is the application of intelligence and tact of the conduct of official relations between the government of independent state [۱۲]

"ڈپلومیسی ذہانت اور مہارت کے اس استعمال کو کہتے ہیں جو ریاستوں کی حکومتوں کے درمیان سرکاری تعلقات کے معاملے میں عمل میں لائی جاتی ہے۔"

"المنار" میں ڈپلومیسی کی جو تعریف کی گئی ہے اس کے مطابق لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک سے معاملہ کرنا Diplomacy کہلاتا ہے جیسا کہ اس میں بیان ہوا ہے۔

"دبلوماسیه" تلطف و کیاسة فی معاملة الناس حسن التانی [۱۳]

Encyclopaedia of Brittanica میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"Diplomacy is the art of conducting international negotiations.." [۱۴]

انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا کی یہ تعریف ڈپلومیسی کو ایک فن قرار دیتی ہے اور بین الاقوامی سطح پر وفود کا تبادلہ اسی فن کا مرہون منت ہے۔

ڈپلومیسی کا ایک مختصر تجزیہ اگرچہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا بین الاقوامی قانون کے ساتھ قریبی رابطہ ہے تاہم یہ ذہنی کاوش کی ایک الگ شکل ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی زمانہ

۱۱۔ The shorter Oxford English Dictionary of Historical Principles vol-I (A-M)P.514

۱۲۔ Satow s.Ernest, A Guide to Diplomatic Practice Book I , chapter I, P.I (diplomacy) glasgow university press 1966

۱۳۔ Hasan,S.Karmi Al-Manar English Arabic dictionary P.175(diplomacy) Beirut 1971

۱۴۔ Encyclopedia of Brittanica , vol-7 P.404-London1951

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس لفظ ڈپلومیسی کو بین الاقوامی تعلقات کے لیے اچھے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس کو خفیہ معاہدوں، خفیہ اتحاد و جارحیت کے غیر ذمہ دارانہ بلکہ دھوکے دہی کے خطوط پر چلایا گیا اور اس کو دھوکا دہی کا علم ہی کہا جاتا تھا اور انیسویں صدی تک سفیر کو ایک دیانتدار کاذب سمجھا جاتا تھا جو صرف اپنی ہی ریاست کے مفادات کا تحفظ کرتا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ باقاعدہ گفت و شنید، واضح شرائط پر ہونے والے معاہدات کے طریقوں نے ڈپلومیسی کو ترقی دے کر آج کے حالات میں ریاستوں کے درمیان تعلقات میں ایک خاص اور باعزت مقام دے دیا ہے۔ اور اب سیاسی نظام میں یہ عمل خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔[۱۵]

ڈپلومیسی کا لفظ اٹھارہویں صدی میں پہلی بار مرتبہ استعمال ہوا۔ جیسا کہ Encyclopaedia of Brittanica میں بیان ہوا ہے۔

The word diplomacy was first used in England so late as 1976 by Burke .[۱۶]

سفارت اور ڈپلومیسی: تاج العروس من جواہر القاموس میں سفارت کے معانی "قوم کے درمیان صلح کی کوشش کرنا"[۱۷] کے بیان کیے گئے ہیں۔ اور سفیر کو "رسول المصلح بین القوم" کہا گیا ہے۔[۱۸] سفیر کو سفیر اس لیے بھی کہتے ہیں کہ وہ طرفین کے دلوں کی بات کو منکشف کرتا ہے تا کہ ان کے درمیان صلح کرا دے۔[۱۹]

تقریباً اس سے ملتا جلتا معنی Oxford English Dictionary میں diplomacy کا لکھا گیا ہے۔ یعنی

"The method by which the relations are adjusted and managed.[۲۰]

بعض ماہرین خارجہ پالیسی کو ڈپلومیسی کے مفہوم میں ملا لیتے ہیں حالانکہ خارجہ پالیسی ریاستوں کے درمیان تعلقات کا تبادل ہوتی ہے۔ جبکہ ڈپلومیسی وہ طریق کار ہے جو اس پالیسی پر

۱۵۔ Encyclopedia of Brittanica , vol-7 P.406 and Satow S. ernest ,A Guide to Diplomatic Practice ,chapter I

۱۶۔ Encyclopedia of Brittanica , vol-7 P.404

۱۷۔ تاج العروس ۱۲/۴۱ ۱۸۔ تاج العروس من جواہر القاموس ۱۲/۴۱ ۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ The Shorter Oxford English Dictionary vol-I P.514 (Diplomacy)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل درآمد کے لیے جاری رہتا ہے۔

خارجہ پالیسی ریاست کے ذمہ دار افراد بلکہ حکمران بناتے ہیں اور اس پر عمل ڈپلومیسی کے ذریعے ہوتا ہے۔تاہم خارجہ پالیسی کے طور پر ڈپلومیسی کا مقصد ملکی مفادات وسالمیت کا تحفظ پرامن ذرائع سے کرنا ہوتا ہے۔لیکن اگر کسی ملک کی سلامتی کے لیے جنگ ضروری ہو جائے تو یہ فوجی قوت میں معاون ثابت ہوتی ہے۔۲۱

چنانچہ سفارت اور ڈپلومیسی تقریباً ہم معانی الفاظ ہیں۔

<u>سفارت کی ضرورت واہمیت:</u> سفارت کا عہدہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔یعنی جب سے تہذیب وثقافت اور ریاستی امور وقوانین وضع کیے گئے اس وقت سے ہی یہ عہدہ بھی موجود ہے۔یونانی ،چینی ،ایرانی اور رومی سیاسیات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ان کے ہاں عہدۂ سفارت موجود تھا۔ ۲۲

زمانۂ جاہلیت میں جب عرب معاشرتی لحاظ سے مختلف گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم تھے قبائلی نظام رائج تھا اور ان قبائل میں صدیوں پرانی رقابتیں اور دشمنیاں چلی آ رہی تھیں تب بھی وہ قبائل تنازعات کے حل کے لیے سفارت پر یقین رکھتے تھے اور اپنے قبیلے سے سفارت کے لیے اس شخص کا انتخاب کرتے جو فصیح اللسان ہوتا۔ ہمت وجرات،تہور وشجاعت میں اور معاملہ فہمی میں اس کا کوئی ثانی نہ ہوتا اس بات کی تائید ہمیں ''الاستیعاب'' سے بھی ملتی ہے۔

ابن عبدالبر ''الاستیعاب'' میں رقمطراز ہیں۔

(قال الزبیر وکان عمر بن خطاب من اشراف قریش والیہ کانت السفارۃ فی الجاھلیۃ وذلک ان قریش کانت اذا وقع بینھم حرب او بینھم وبین غیرھم بعثوہ سفیرا وان نافرھم منافر وفاخر ھم مفاخر رضوا بہ وبعثوہ منافرا ومفاخرا) ۲۳

۲۱۔ Norman D. Palmer and Howard C.Perkins , International Relations, P.159 (diplomacy as an instrument of national policy) , published under the Aspices of " the london Institute of World Affairs, Steven and Sons limited, London,1954

۲۲۔ ڈبلیو ای ہیٹ لینڈ' تاریخ جمہوریہ روما(اردو ترجمہ حمید احمد انصاری) ج ا ص ۵۔۷۔حیدر آباد دکن' دارالطبع جامعہ عثمانیہ۔۱۹۲۹ء ۲۳۔ الاستیعاب۔۲/۴۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں سفارت کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ جب قریش میں کوئی باہمی لڑائی واقع ہوتی یا ان کی کسی دوسرے قبیلے سے نبرد آزمائی ہوتی تو قریش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجتے۔ اور اگر کوئی قریش کے ساتھ منافرت یا مناخرت کا مظاہرہ کرتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھاتے۔''

انسان نے ہمیشہ اپنی زندگی کے مفادات کے حصول اور تحفظ کی خاطر باہمی اتحاد اور یگانگت کے جذبہ کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ ابتداً انسان کی زندگی کا دائرہ محدود تھا یہ دائرہ چند افراد اور خاندانوں پر مشتمل تھا۔ اس کی زندگی میں وسعت نہ تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی وسعت اختیار کرتی چلی گئی اور زندگی کا یہ قافلہ ایک مرحلے پر آ کر قوموں کی شکل اختیار کر گیا اور زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہو گیا۔ اور جہاں آباد ہوا وہاں اپنا تسلط قائم کر کے ریاست وحکومت کی داغ بیل ڈالی۔ جب اس خطہ کے وسائل زندگی کی مادی وغیر مادی ضروریات کو پورا نہ کر سکے تو انسان نے اپنی حدود سے باہر ان کے حصول کی کوششیں شروع کر دیں۔ جس سے دوسری قوموں اور ریاستوں پر اثر پڑا۔ اس لیے مفادات کے اس ٹکراؤ سے تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے۔ رنجشوں میں اضافہ ہوا۔ لڑائی جھگڑوں کے معاملات مکمل جنگوں کی شکل اختیار کرتے رہے۔ قوت کا استعمال ہوا۔ اس کی تباہی کے نتائج سے سبق حاصل کر کے انسان نے کچھ لو کچھ دو کے طریق کار کو جنم دیا اور اختلافات کی بنیاد بننے والے وسائل اور مفادات میدان جنگ کے علاوہ گفت وشنید کے ذریعہ بھی طے کیے جانے لگے۔ معاہدات میں شرائط طے ہوتی رہیں اور یہ احساس ہر آن ترقی پذیر رہا کہ مفادات کے حصول میں حق، ضرورت اور اعتدال کی راہوں کو اپنائے بغیر زندگی کا نظام نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ترقی پا سکتا ہے۔[۲۴]

چنانچہ جب کبھی ایک ریاست اپنے مفادات کے حصول کی خاطر دوسری ریاست پر جنگ مسلط کر دیتی ہے یا دورانِ جنگ بھی ایسا موقع آ جائے کہ جنگ بند کرنے کے لیے باہمی شرائط پر اتفاق ہو سکے یا جنگ ہارنے اور جیتنے والوں کے درمیان معاملات کا واضح تعین کرنے کے لیے شرائط طے کی جا سکیں تو ان تمام صورتوں میں گفت وشنید کی خاطر بعض افراد کو نمائندہ یا سفیر بنا

۲۴۔ تاریخ جمہوریہ روما (اردو ترجمہ) ۱/۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دوسرے حکمرانوں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔جن کو نہ صرف ہر قسم کا تحفظ حاصل ہوتا ہے بلکہ ان کو بہت سی مراعات بھی دی جاتی تھیں۔ یہ سفیر اور پیغام رساں مسلمہ ذہانت اور مہارت تامہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ اعتماد بھی ہوتے تھے اور انہیں اپنی حکومتوں کی طرف سے اختلافی معاملات کو نبٹانے اور مفادات کے حصول کے لیے بات چیت کرنے کا مکمل اختیار ہوتا تھا۔

اہلِ روما نے ایسے معاملات طے کرنے کے لیے مذہبی راہنماؤں کی ایک جماعت مخصوص کر رکھی تھی جو صلح و امن کی شرائط طے کرتی تھی۔ ۲۵

ترکی میں ابتدائی زمانے میں سفیر عموماً قصرِ شاہی کے افسروں میں سے چنے جاتے تھے بعد میں رؤسا اور علما میں سے لیے جانے لگے۔جیسا کہ Encyclopaedia of Islam میں بیان ہے:

In earlier times envoys were usually chosen from the palace corps of pursuivants later from among the bureaucratic and "Ulema" classes ۲۶

اسلامی ریاست جب وجود میں آئی تو اس کے ابتدائی دور میں خود حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں دوسری ریاستوں سے معاملات طے کرنے کے لیے نمائندے بھیجے جاتے تھے اور دوسری ریاستوں کے نمائندوں کو اپنے ہاں مدعو کیا جاتا تھا معاہدات کی شرائط طے کرنے میں دونوں طرف سے ان نمائندوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ صلح نامۂ حدیبیہ کی شرائط طے کرنے کا معاملہ اس کی ایک اعلیٰ مثال ہے جس میں حضرت محمد ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے لیے اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ ۲۷

یہی نمائندے آگے چل کر سفیر کہلائے اور انہی کی بدولت ریاستوں کے درمیان تعلقات کو ایک موثر ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔

قبل از اسلام سفارتی تعلقات کی نوعیت: زمانۂ قدیم سے مختلف اقوام، قبائل اور حکومتوں کے درمیان سفراء کے ذریعے سے تعلقات قائم تھے۔عرب حکومتوں اور عرب قبائل کے

۲۵۔ تاریخ جمہوریہ روما (اردو ترجمہ) ۱/۴۷

۲۶۔ The Encyclopaedia of Islam, vol II, (C-G), Elei, P 694

۲۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۳، ص ۔۳۳۱ (تحقیق شیخ محمد محی الدین عبدالحمید، القاہرہ ۱۳۵۶ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرداروں کے عجمی حکومتوں کے ساتھ سفراء کے ذریعے سے رابطہ قائم رہتا تھا۔ جزیرہ نمائے عرب میں آباد قبائل کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے قبیلے قریش کے تعلقات بھی سفراء کے ذریعے ہی سے قائم تھے۔ ان کے مابین وفود کی آمد و رفت بھی جاری رہتی تھی۔ اسلام سے پہلے عرب کی تاریخ [illegible] سفراء کی آمد و رفت سے رابطہ قائم رہتا تھا [illegible] جزیرہ نمائے ساری رہتی۔ کبھی اقتصادی معاملات کو طے کرنے کے لیے اور کبھی باہمی جنگ و جدل کو روک کر امن قائم کرنے کے لیے، کبھی دوستانہ تعلقات کو بڑھانے کے لیے سفارت کا سلسلہ جاری و ساری رہتا۔

دورِ قدیم میں عراق، شام، مصر، ایران اور روم تہذیب و تمدن کے مراکز تصور کیے جاتے تھے اور اس دور میں ایران اور روم کی سلطنتوں کو سیاسی اور فوجی اعتبار سے پوری دنیا میں سپر پاور تصور کیا جاتا تھا۔ ان کو قیصر و کسریٰ کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا تھا۔ ان دونوں حکومتوں کے مابین بھی سفارتی تعلقات قائم تھے۔ [۲۸]

زمانہ قدیم میں جزیرہ نمائے عرب کو تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت حاصل تھی۔ پوری دنیا تجارت کی غرض سے یا تو مشرقی راستہ اختیار کرتی اور یہ خلیج عربی سے دریائے دجلہ میں سے ہوتے ہوئے شام اور فلسطین تک پہنچتے یا پھر مغربی راستہ اختیار کیا جاتا جس سے بحر احمر کے ذریعے مغرب کا مال مشرق میں پہنچتا اور مشرق کا مال مغرب میں پہنچتا۔ اور تجارت کے فروغ کے لیے اور باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لیے سفرائے عرب اور سفرائے عرب کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ [۲۹]

جہاں تک عرب اور دیگر پڑوسی ممالک کے درمیان تجارتی روابط کا تعلق ہے۔ جزیرہ نمائے عرب میں داخلی تجارت یمن اور مکہ کے درمیان ہوتی تھی۔ تجارتی قافلے یمن اور مکہ اور مکہ اور شام کے درمیان رواں دواں رہتے۔ موسم سرما میں تجارتی قافلے مکہ سے یمن کی طرف اور موسم گرما میں شام کی طرف جاتے۔ [۳۰]

۲۸۔ ابن الاثیر الجزری۔ الکامل فی التاریخ، ۱/۶۷۱، ۶۷۷۔ دار صادر بیروت ۱۳۸۵ھ

۲۹۔ احمد حسن الزیات، تاریخ الادب العربی، ص ۶، مکتبۃ النھضۃ المصریہ، س۔ ن۔

۳۰۔ احمد حسن الزیات، تاریخ الادب العربی۔ ص ۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں تجارتی قافلوں کی آمدورفت کو رحلۃ الشتاء والصیف ۔[۳۱]، کی ساتھ تعبیر کیا گیا ہے ۔ ان تجارتی قافلوں کے ذریعے سے بھی سرزمینِ عرب کا رابطہ دوسرے ممالک سے قائم رہتا ۔ اور عرب قبائل کے باہمی تعلقات کو بھی فروغ ملتا ۔

علاوہ ازیں شمال میں واقع سرزمینِ شام اور جنوب میں واقع جزیرہ نمائے عرب میں مقدس دینی مقامات پائے جاتے تھے ۔ جیسا کہ بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ اور مکہ میں بیت اللہ کو دینی مقدس مقامات کی حیثیت حاصل تھی ۔ ہر سال موسمِ حج میں لوگ اور زائرین کی ان مقامات میں آمدورفت جاری رہتی اور اس سے بھی باہمی تعلقات کے فروغ میں خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور سفراء تجارتی، سیاسی اور عسکری روابط کو زیادہ مضبوط اور مربوط بنانے میں موسمِ حج سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ۔[۳۲]

543 عیسوی میں جبکہ یمن میں ابرہہ نے مسیحی حکومت کی بنیاد رکھی تو اس کی طرف نجاشی، شاہِ روم، شاہِ ایران، بنولخم کے سردار منذر، حارث بن جبلہ اور ابوالخیر بن جبلہ نے اپنی اپنی حکومت کی جانب سے سفیروں کو خیرسگالی کے پیغامات دے کر بھیجا ۔[۳۳]

دورِ جاہلیت میں عبدالمطلب بن ہاشم (رسول اکرم ﷺ کے دادا) بھی ابرہہ کے پاس اس وقت قریش کی جانب سے پیغام لے کر پہنچے جب وہ اپنا لشکر لے کر بیت اللہ کو گرانے کے لیے مکہ کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا ۔[۳۴]، عبدالمطلب نے اس ملاقات میں اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا جو ابرہہ نے انہیں واپس کر دیے ۔[۳۵]، اور یہ واقعہ اس سال وقوع پذیر ہوا جس سال نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اور یہ عام الفیل کا واقعہ ہے ۔[۳۶]

زمانۂ جاہلیت میں قریش کی طرف سے عمرو بن العاص کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف نبوت کے پانچویں سال سفیر بنا کر بھیجا گیا تا کہ نجاشی مہاجر مسلمانوں کو سرزمینِ حبشہ سے واپس ان کی طرف مکہ لوٹا دے اور دوسری مرتبہ ۶ھ کو عمرو بن العاص ہی کو حبشہ کے حکمران نجاشی کی طرف دوبارہ سفیر بنا کر بھیجا لیکن نجاشی نے عمرو بن العاص کے مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے

۳۱۔ القرآن الحکیم (القریش) ۱۰۶:۲ ۳۲۔ تاریخ الامم والملوک، ۲۶۱/۲
۳۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۲، ص ۱۶۹، مکتبۃ السعادۃ، مصر، س۔ن ۳۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴۲/۱، ۴۳ ۳۵۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۴۳/۱ ۳۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۵۰/۱، ۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو حبشہ میں اعزاز واکرام سے رہنے کی اجازت دی۔

زمانۂ جاہلیت میں ہی حضرت عمر بن الخطاب کو قریش کی جانب سے سفیر بنا کر مختلف قبائل کی طرف بھیجا جاتا۔[۳۷] جب کبھی قبائل کی باہمی چپقلش ہوتی تو معاملات کو نبٹانے کے لیے حضرت عمر بن الخطاب کو ہی سفیر بنا کر بھیجا جاتا۔[۳۸]

اس کے برعکس جب اسلامی ریاست قائم ہوئی تو نبی کریم کی جانب سے مختلف قبیلوں اور حکومتوں کی جانب سفراء مقرر کر کے بھیجنے کا اہم ترین سلسلہ شروع ہوا تو اس کا مقصد صرف اسلام کی طرف دعوت دینا ہوتا تھا۔ آپ کے پیشِ نظر کوئی سیاسی یا تجارتی مقاصد نہیں تھے۔ اور نہ ہی لوگوں کو کسی نوعیت کا کوئی نقصان پہنچانا آپ کے پیشِ نظر تھا بلکہ خیر سگالی کے جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قبائل اور بادشاہوں کو دائرۂ اسلام میں لا کر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ان کی خیر خواہی پیش نظر ہوتی تھی۔

عہدِ قدیم میں سفارت کے مقاصد: عہدِ قدیم میں سفارتی تعلقات رکھنے کے بہت سے مقاصد پیشِ نظر ہوتے تھے جیسا کہ نظام الملک طوسی اپنی کتاب ''سیاست نامہ'' میں رقمطراز ہیں۔ ''سفراء کا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی حکومت کے پیغامات اس ملک کی حکومت تک پہنچا دیں جہاں وہ متعین ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی سفارت کے کئی مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں۔'' مثلاً

جغرافیائی، سیاسی اور اقتصادی معلومات کا جمع کرنا: سفیر جس ملک میں متعین ہوتا تھا اس ملک کے متعلق تمام جغرافیائی' سیاسی اور اقتصادی معلومات کا علم رکھتا تھا۔ سفیروں کو یہ ہدایت کی جاتی کہ یہ معلوم کریں کہ کہاں کہاں سڑکیں' راستے' وادیاں اور نہریں ہیں۔ ان کی حالت کیسی ہے۔ وہ فوج کے گزرنے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں اور آس پاس کے کن علاقوں سے فوج کو خوراک فراہم کی جاسکتی ہے۔[۳۹]

فوجی طاقت کا جائزہ: عہدِ قدیم میں سفارت کا ایک مقصد اس ملک کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانا ہوتا تھا کہ ملک کی فوجی طاقت کیسی ہے' اور فوج کن کن اسلحہ جات سے لیس ہے' فوجیوں

۳۷۔ محمد حسین ہیکل۔ الفاروق عمر' ج ۱/ص ۰ ۳ مطبعہ مصر شرکۃ مساھمۃ المصریہ ۱۹۶۳ء

۳۸۔ الاستیعاب ۲/ ۴۵۹

۳۹۔ نظام الملک طوسی۔ سیاست نامہ۔ باب ۲۱' ص ۸۷۔ پیرس' ۱۸۹۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوصلے کیسے ہیں اور بادشاہ اور حکومت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں؟ ۴۰

بادشاہ کی حیثیت اور اقتدار سے متعلق معلومات حاصل کرنا: عہدِ قدیم میں سفارت کا ایک مقصد بادشاہ کی حیثیت اور اس کے اقتدار کے متعلق معلومات کی تفصیل حاصل کرنا ہوتا تھا۔ ان تمام معلومات کا کیا مقصد ہے اس کے متعلق نظام الملک طوسی کا کہنا ہے کہ ''سفیروں کو یہ تمام معلومات حاصل ہونی چاہئیں اور ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی ان کے وطن کو اس ملک پر حملہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو یہ تمام جنگی معلومات پہلے سے ہی جمع رہیں۔ ۴۱

رسول کریم ﷺ کی سفارتی حکمت عملی اور اس کے نتائج: مختلف قوموں اور مملکتوں کے درمیان باہمی تعلقات اور دوطرفہ معاہدات کے لیے قدیم زمانے سے سفارتی سرگرمیاں تاریخ میں نظر آتی ہیں۔ جنگی معاملات اور تجارتی امور پر بھی اس ادارہ کے ذریعہ رابطہ قائم کیا جاتا تھا۔ اگرچہ خارجہ معاملات کے لیے کوئی باقاعدہ اور مضبوط سفارتی سرگرمیاں موجود نہ تھیں نہ ہی سفارت خانوں کے متعلق دفاتر مختلف ممالک میں قائم ہوتے تھے لیکن سیاسی طور پر اسے نمایاں مقام حاصل تھا۔ جب سفارتی رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو ایسے افراد کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا جو زیرِ غور مسئلے کے ہر پہلو کو خوب سمجھتا ہو۔ ذہین اور سمجھدار ہو اپنی بات کو مؤثر انداز میں پیش کر سکے اور دوسرے فریق سے اپنی بات منوا سکے۔ ۴۲

ضروری ہے کہ اسلام سے قبل عربوں میں خارجہ تعلقات کے ضمن میں سفارتی سرگرمیوں کا مختصراً جائزہ لیا جائے۔ جنگ بعاث میں جب قبیلہ اوس کو شکست ہونے لگی تو انہوں نے ایک وفد ابوالجیش کی سربراہی میں قریشِ مکہ کے پاس بھیجا تھا۔ قبیلہ اوس نے یہ سفارتی ادارہ اس لیے قائم کیا تھا کہ قریشِ مکہ کو اپنا حلیف بنا لیں اور جنگ میں خزرج کے خلاف ان کی مدد حاصل کریں۔ ۴۳ مکہ کی شہری مملکت میں سفارت کا ادارہ خاندانِ عدی کے پاس تھا اور بعثت کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عہدے پر فائز تھے۔ ۴۴

۴۰۔ نظام الملک طوسی' سیاست نامہ' باب ۲۱۔ ص' ۸۷

۴۱۔ رشید احمد' مسلمانوں کے سیاسی افکار' ص ۹۶' ادارۂ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور۔ ۱۹۹۵ء

۴۲۔ الزرقانی' شرح علی المواہب اللدنیۃ' ج ۳' ص ۳۴۹۔ المطبعۃ الازہریۃ' مصر' ۱۹۱۴ء۔ نظام الملک طوسی۔ سیاست نامہ' باب ۲۱۔ ص' ۸۷

۴۳۔ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی' ۱/۲۶۰ مطبوعہ قرآن محل کراچی' س ن ۴۴۔ الاستیعاب' ۲/۴۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو قریش مکہ نے علما یہود سے سفارتی رابطہ قائم کیا۔قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ علمائے یہود سے حضور ﷺ کے دعویٰ کی سچائی کی حقیقت معلوم کر سکیں۔۴۵؎

مشرکینِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ بعض مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اہل مکہ نے شاہِ حبشہ کے پاس سفارتی نمائندے بھیجے تا کہ سفارتی ذریعہ سے شاہِ حبشہ پر دباؤ ڈال کر ہجرت کر کے حبشہ آنے والے مسلمانوں کو واپس مکہ آنے پر مجبور کر دیا جائے یا کم از کم اپنی حکومت سے نکلنے پر مجبور کر دیا جائے۔۴۶؎ قریشِ مکہ کی جانب سے سفارت کے فرائض عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ نے سرانجام دیے۔۴۷؎

گویا زمانہ جاہلیت میں سفارتی رابطے صرف اس وقت قائم کیے جاتے تھے جب دفاعی معاہدات طے کرنے ہوں یا کوئی اہم مشکل درپیش ہو۔بعض اوقات سیاسی تعلقات بنانے کے لیے بھی رابطہ قائم کیا جاتا تھا۔لیکن رسولِ اکرم ﷺ کے ذمہ جو کام توحید کی اشاعت کا سونپا گیا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ سفارتی ادارہ کو زیادہ فعال مضبوط اور منظم بنایا جائے۔اسلام ایک آفاقی دین تھا جس نے زمان ومکان کی حدود وقیود سے بالاتر ہو کر تمام انسانوں کی فلاح وسعادت کے لئے ایک جامع نظامِ حیات پیش کیا۔اس نظام میں دعوتِ دین یا نظریہ کی اشاعت کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔رسولِ اکرم ﷺ نے سفراء کے فرائض میں دعوت دین کے فریضہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں مختلف سفیروں کو مختلف اغراض ومقاصد کے لیے روانہ فرمایا۔کچھ سفیر تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے گئے تو کچھ دوسرے صلح کے معاہدے کرنے کے لیے اور کچھ نے بادشاہوں سے مسلم طبقات کی واپسی کی درخواست کی اور اپنے علاقہ یا ملک میں مقیم ایک مسلمان عورت سے امام کی شادی کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔۴۸؎

مکتوبات نبوی ﷺ کی تحریر اور اسلوب کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف مملکتوں میں قائم شاہی نظام جو غیر انسانی بنیادوں پر قائم تھا کو چیلنج کرتے ہوئے اللہ کی توحید

۴۵۔ نقوش (رسول نمبر) ۷/۱۰۱، ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۴

۴۶۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ، ۱/۳۵۶ ۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ ابن سعد الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص۔۲۵۹۔دار صادر۔بیروت ۱۳۷۶، تاریخ الامم والملوک ۳/۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف بلایا۔ اکثر ممالک میں شاہی نظام کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عوام کی آزادی ان کے فرماں رواؤں کی نظرِ التفات کا دوسرا نام تھا۔ ان فرماں رواؤں نے مذہبی پیشواؤں کا تعاون حاصل کر کے انسانیت کو اپنے پاؤں تلے روندا۔ اسلام سرخ و سفید‘ کالے اور گورے کے امتیاز کو ختم کرنے کے لیے آیا۔ اس نے بنی نوعِ انسان کے شاندار اور تابناک مستقبل کا مژدہ سنایا اور انسان کی زندگی کے اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، ذہنی اور روحانی پہلوؤں کے متعلق اوامر و نواہی جاری کر کے آزادی، مساوات اور اخوت کا درس دیا۔ یہ درس اس انداز سے دیا کہ آپ کے لب و لہجہ میں ذرہ برابر نیاز مندی نہیں، مرعوبیت یا کمزوری نہیں بلکہ ایک خاص وقار ہے‘ عزم اور ثبات ہے۔ چنانچہ اس پر اعتماد اور پرخلوص دعوت کے انتہائی اثرات مرتب ہوئے۔ ہر خط کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مطلق العنان بادشاہ محض اللہ کی واحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے دیے ہوئے نظام کے دائرہ میں آ جائیں۔[۴۹]

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب میں محض بادشاہوں اور امراء ہی کو مخاطب نہ کیا گیا تھا بلکہ عوام الناس بھی اس میں شامل تھے۔ مکتوبات مملکتوں کے سربراہوں کے نام لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے خطوط ہمیشہ سربراہانِ ریاست ہی کو بھیجے جاتے ہیں۔ پھر یہ اس دور کی بات ہے جب کہ عام شہریوں کے حقوق بادشاہوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے اور انہیں وہ سیاسی آزادی حاصل نہ تھی جس سے کام لے کر وہ اپنے بارے میں فیصلہ کر سکیں۔ ملوک و سلاطین کو دعوت اسلام دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے سیاست و تدبر اور بالغ نظری کا حد درجہ ثبوت دیا۔ آپ نے نہ صرف بڑی طاقتور ریاستوں کو دعوتِ اسلام دی بلکہ ان کے زیرِ اثر اور ماتحت سرحدی ریاستوں کو بھی جھنجھوڑا۔

سیاسی لحاظ سے اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ طفیلی ریاستوں کو کس طرح ان بڑی طاقتور مملکتوں سے علیحدہ کر دیا جائے جن سے وہ قوت پا رہی تھیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے سفیر دحیہ الکلبی کے ذریعہ قیصرِ روم کو مکتوب روانہ کیا تو اس کے ساتھ ساتھ سلطنتِ روم کے حلیف اور ماتحت تمام علاقوں کے سربراہوں کو بھی خطوط روانہ کیے۔ دوسری جانب سلطنت فارس اور اس کے ماتحت امرا اور رؤسا کو بھی مخاطب کیا۔ اس سلسلے میں شاہِ فارس کسریٰ پرویز‘ یمامہ کے ہوذہ بن علی‘

۴۹۔ الاحمدی‘ علی بن حسین بن علی۔ مکاتیب الرسول‘ ص ۳۰۔ المطبعۃ العلمیۃ‘ ۹۲۷۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرین کے حاکم اور سرداران قبیلہ بکر بن وائل وغیرہ کے نام مکتوب قابل ذکر ہیں۔ ۵۰

ان مذکورہ ملوک و سلاطین کے نام مکتوبات کے نتائج خواہ کچھ رہے ہوں اس کے اثرات عالمی سیاسی حالات پر بہت گہرے پڑے۔ حضور ﷺ کی یہ سفارتی حکمت عملی یقینی طور پر کامیاب رہی۔ مثلاً عمان، بحرین اور یمن کے امرا انہی سفارتوں کے نتیجے میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ۵۱

یہ علاقے اپنی زرخیزی اور دولت و ثروت کے لحاظ سے دیگر تمام عرب علاقوں سے ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ پھر رسول اکرم ﷺ سے برسرپیکار عرب قبائل کو ان ہی علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم کیا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ جانتے تھے کہ جب تک دشمن قبائل کو ان علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم ہوتا رہے گا جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لیے ان امارتوں کے ریاست نبویؐ کے زیر اثر آ جانے سے رسول اللہ ﷺ کو زبردست کامیابی ہوئی۔ اسی طرح اسلامی ریاست کی حدود پھیلتے ہوئے پرامن طور پر عمان، بحرین اور یمن تک جا پہنچیں۔

مکتوبات کے ذریعے دعوت الٰہی پر بعض حکمرانوں نے ردِعمل کے طور پر اسلام تو قبول نہ کیا لیکن دلوں پر اثرات ضرور محسوس کیے۔ جیسے یمامہ کے امیر ہوذہ بن علی نے قبولِ دعوت کے لیے کچھ شرطیں پیش کیں۔ بالآخر وہ تباہ ہوا۔ ۵۲ مصر کا حکمران مقوقس خط پڑھ کر بہت متاثر ہوا اور قاصد کی تکریم کرتے ہوئے حضور ﷺ کے لیے تحائف ارسال کیے۔ لیکن اسلام لانے سے ہچکچایا۔ ۵۳

گویا اخلاقی اعتبار سے ان علاقوں میں نرم گوشے پیدا ہوئے۔ اس کے برعکس شہنشاہِ فارس پرویز نے نامۂ مبارک چاک کر ڈالا اور اپنے عامل باذان کو رسول اللہ ﷺ کی گرفتاری کے لیے لکھا۔ ۵۴ نتیجتاً ایک طرف تو یمن سلطنتِ ایران سے کٹ کر خود بخود رسول اللہ ﷺ کی زیر سیادت آ گیا اور دوسرے یہ کہ کسریٰ پرویز شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ۵۵

ایران میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور وہ اپنی سرحدات کا دفاع نہ کر سکا۔ اس طرح

۵۰۔ ابن قیم الجوزیہ' زاد المعاد فی ہدی خیر العباد' ۱/ ۶۰۔۶۲' مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ' القاہرۃ' 1371ھ
۵۱۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۰ ۵۲۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۲ ۵۳۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۰
۵۴۔ تاریخ الامم والملوک' ۳/ ۹۰ ۵۵۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کے اکثر علاقوں پر رومیوں نے قبضہ جمالیا اس کے علاوہ بصریٰ کے حاکم نے حضرت حارث بن عمیر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیر بنا کر بھیجا تھا قتل کر ڈالا۔ حاکم بصریٰ عیسائی تھا اور براہِ راست قیصرِ روم کے احکامات کے تابع تھا۔[۵۶]

ایک خودمختار ریاست کے سفیر کا قتل معمولی جرم نہ تھا۔ یہ بین الاقوامی آداب کے سراسر منافی تھا۔ لہٰذا اس سانحہ کی اطلاع ملتے ہی جمادی الاول ۸ ہجری میں تین ہزار مجاہدین کی ایک فوج رسول اللہ ﷺ نے سرحد شام کی جانب روانہ فرمائی۔ تاکہ یہ علاقہ آئندہ نسلوں کے لیے پرامن ہو جائے اور یہاں کے لوگ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر آئندہ زیادتی نہ کریں۔

یہ جنگ، جنگ موتہ جو کہ حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے ایک سفیر کے قتل کے ردعمل میں واقع ہوئی اس کا ایک سیاسی فائدہ عربوں کو یہ بھی حاصل ہوا کہ انہیں شہنشاہِ روم اور اس کی عظیم الشان قوت سے ٹکرانے کا حوصلہ مل گیا۔ اس سے پہلے عربوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ روم کی طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جنگ موتہ نے عربوں کی اجتماعی نفسیات بدل ڈالی اور دنیا پر واضح ہو گیا کہ اسلامی ریاست اپنے مقصد کے حصول، اپنی آزادی اور خودمختاری کو برقرار رکھنے کے لیے کسی بھی طرح سے مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی بین الاقوامی سفارتی سرگرمیوں کا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام ایک عالمی قوت کے طور پر پہچانا گیا اور عرب کے بہت سے قبائل جو دوردراز علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس عالمی قوت کے ساتھ ناطہ جوڑنے کی خواہش کرنے لگے اور اس مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفود اور سفیر بھیجنا شروع کیے۔

عہدِ جدید میں سفارت کا دوبارہ آغاز اور ارتقا: عہدِ جدید میں سفارت کا باقاعدہ آغاز ترکی سے ہوا۔ عثمانی بادشاہ خیر۔ سگالی یا بات چیت کرنے کے لیے دوسرے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ وفود اور سفارتی مشن کا تبادلہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے مشن یورپی ممالک میں بھی جاتے تھے یہاں سے باقاعدہ عہدِ سفارت کا آغاز ہوا۔ جیسا کہ Encyclopaedia of Islam میں مذکور ہے۔

From an early date the Ottoman Sultans exchanged

۵۶۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۱۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

occasional diplomatic missions, for courtesy or negotiations with other muslim rulers (in Anatolia, Egypt, Morocco, Persia, India, Central Asia, etc.) and also sent a number of missions to varrious Europeon Capitals. ۵۷

یورپ میں مستقل سفارت خانوں کا قیام: قرنِ اول میں ترکی نے سفارت کا باقاعدہ آغاز تو کیا لیکن سولہویں صدی میں یورپ میں مستقل سفارت خانے قائم ہو گئے اور دور دراز ریاستوں کے آپس میں تعلقات قائم رکھنے کا رواج عام ہو گیا۔ اس مقصد کے لیے یورپ کی حکومتوں نے استنبول میں مستقل نمائندوں کی تقرری کی۔ لیکن سلطنتِ عثمانیہ نے 'جہاں سے سفارت کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا' اٹھارہویں صدی کے اختتام تک یورپ کے اس رواج کے اتباع کی کوشش ہی نہ کی۔ اور سفارتی تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے لیے اپنے نمائندے نہ بھیجے بلکہ استنبول میں مقیم خارجی وفود کے ذریعے سے ہی ایک آدھ سفیر وقتی ضرورت کے تحت روانہ کر دیا جاتا جیسا کہ Encyclopaedia of Islam میں مذکور ہے۔

From the 16th century , in accordance with the growing Europeon practice of continuous diplomacy through resident embassies Europeon states established permanent missions in Istanbul.The Ottoman government however made no attempt to respond to this practice until the end of the 18th century, preferring to rely for contact with the Europeon powers, on the foreign missions in Istanbul, and on occasional special embassies despatched to one or another Europeon capital for some immediate and limited purpose. ۵۸

اٹھارہویں صدی میں یورپ میں ترکی کے سفارت خانوں کا قیام: ترکی نے یورپ میں اپنے مستقل سفارت خانے اٹھارہویں صدی میں قائم کیے جبکہ اس سے پہلے صرف وقتی

۵۷۔ The Encyclopedia of Islam, vol II (c----G) P.694 (Elci)

۵۸۔ The Encyclopedia of Islam, vol II (c----G) P.694 (Elci)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سلیم ثالث 1792 ضرورت کے تحت ایک آدھ سفیر بھیج دیا جاتا کوئی مستقل سفیر نہ تھا۔ چنانچہ Encyclopaedia of Islam نے ان سفارت خانوں کے قیام کا فیصلہ کیا جس کی تصریح ہمیں Islam میں ملتی ہے۔

In 1792 Salim III decided to establish permanent resident embasseis in Europe. The first was open in London in 1793, and was followed by others in Vienna, Berlin and Paris. This first experiment gradually petered out the embassies, left in charge of Greek Officials being finally closed on the out break of the Greek war of Independence in 1821. ۵۹

1821ء میں یونانی جنگِ آزادی کے نتیجے میں جو ترکی کے سفارت خانے بند کر دیے گئے ان کا دوبارہ آغاز کرنے کی طرف 1830 میں قدم اٹھایا گیا۔ Encyclopaedia of Islam کے مقالہ نگار نے اس بات کی تحقیق یوں کی ہے۔

A new start was made in the eighteen-thirties with the opening of permanent embassies in London, Paris and Vienna and a legation in Berlin,and the despatch of envoys extraordinary to Tehran and St. Peterburg. There were followed by further resident missions in Europe. Asia (Tehran embassy 1849)and America (Washington legation 1867)and the organization of a foreign ministry-۶۰

۵۹۔ The Encyclopedia of Islam, vol II (c----G) P.694 (Elci)

۶۰۔ The Encyclopedia of Islam, vol II (c----G) P.694 (Elci)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۲

عہدۂ سفارت اور اس کے تقاضے

- سفیر کا مفہوم
- سفیر کا انتخاب
- سفیر کی خصوصیات
- سفیر کے فرائض
- سفیر کے حقوق
- حسنِ سلوک
- سفراء کے قتل کی ممانعت
- سفیر کو کسی امر پر مجبور نہیں کرنا چاہیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدۂ سفارت اور اس کے تقاضے

عہدۂ سفارت ایک نہایت اہم اور بڑی ذمہ داری کا حامل عہدہ ہے۔ اس عہدے پر مقرر شخص جسے سفیر کہا جاتا ہے۔ کے کندھوں پر اس ذمہ داری کا بوجھ بہت زیادہ ہوتا ہے اور اس ذمہ داری کو کما حقہ پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا یا کوئی ایسی حرکت جو کہ اس کے عہدے کے حامل شخص کے وقار کے منافی ہے تو ایسی حرکت سے نہ صرف اس کو نقصان پہنچے گا بلکہ اس کی یہ حرکت دو ممالک کے تعلقات کے بگاڑ کا باعث بنے گی۔ چنانچہ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اس عہدے پر مقرر کرے جو نہایت ذمہ دار، فرض شناس، محبّ وطن، اور اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل ہو۔ اس عہدے کے کیا تقاضے ہیں' اس عہدے پر فائز شخص جو سفیر کہلاتا ہے کے کیا حقوق و فرائض ہیں۔ اس کا جائزہ لینے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ لفظ "سفیر" کا معنی و مفہوم کیا ہے اور یہ لفظ زمانہ قدیم سے لے کر اب تک کن معانی میں استعمال ہوتا رہا ہے اور مختلف ماہرین لغت نے اس لفظ کی کیا تعریف کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیر: اس کا مادہ سفر ہے۔ جس کے معانی پردہ اٹھانے کے ہیں۔ جیسے

﴿سَفَرَ الْعَمَامَةَ عَنِ الرَّأْسِ﴾ [۱] ''اس نے سر سے عمامہ اتار دیا۔''

سفر کے معانی ''کھولنے'' کے بھی ہیں جیسے

﴿سَفَرت المراة و جهها اذا كشفت النقاب عن وجهها﴾ [۲]

''خاتون نے اپنا چہرہ کھول دیا جب اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔''

سفر کے معانی ''پردہ ہٹانے'' کے بھی ہیں۔ مثلاً

﴿سفرت بين القوم اسفر سفارة اى كشفت مافى قلب هذا وقلب هذا لاصلح بينهم﴾ [۳]

''میں نے لوگوں کے درمیان سے پردہ ہٹا دیا اور جو کچھ ان کے دل میں تھا اسے کھول کر رکھ دیا تا کہ ان کے درمیان صلح کرا دوں۔'' اسی سے لفظ سفیر ہے۔

تاج العروس میں سفیر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

﴿المصلح بين القوم﴾ [۴] ''قوم کے درمیان صلح کرانے والا''

تاج العروس من جواہر القاموس کا مصنف رقمطراز ہے:

﴿وانما سمى به لانه يكشف مافى قلب كل منهما﴾ [۵]

''سفیر کو سفیر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ طرفین کے دلوں کی بات کو منکشف کرتا ہے۔'' (تا کہ ان کے درمیان صلح کرا دے)

زہری نے سفیر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿هو الرسول المصلح﴾ [۶] ''سفیر اصلاح کرنے والے پیغام رساں کو کہتے ہیں۔''

حضرت علی نے اپنے ایک قول میں سفیر کی تعریف اس طرح کی ہے:

﴿ان الناس قد استسفرونى بينك وبينهم اى جعلونى سفيرا وهو الرسول المصلح بين القوم يقال سفرت بين القوم اذا سعيت بينهم فى الاصلاح﴾ [۷]

۱۔ المفردات فی غریب القرآن۔ ص ۲۳۴ (سفر) ۲۔ لسان العرب ۴/۳۷۰ ۳۔ ایضاً
۴۔ تاج العروس من جواہر القاموس ۱۲/۴۱ ۵۔ ایضاً ۶۔ تاج العروس ۱۲/۴۱
۷۔ لسان العرب۔ ۴/۳۷۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے مجھے آپ کے اور قوم کے درمیان سفیر مقرر کیا ہے اور ''سفیر اس پیغام رساں کو کہتے ہیں جو قوم کے درمیان صلح کرانے والا ہو''۔ جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے قوم کے درمیان سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔ یعنی ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کی۔

المعجم الوسیط میں سفیر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

﴿وفی القانون الدولی مبعوث یمثل الدولة لدی رئیس الدولة المبعوث الیها(ج)سفراء﴾ [8]

''بین الاقوامی قانون میں سفیر اس نمائندے کو کہتے ہیں جو ایک حکومت دوسری حکومت کے سربراہ کے لیے نامزد کرتی ہے۔ یعنی اسے نمائندہ بنا کر بھیجتی ہے۔اس کی جمع سفراء ہے۔''

سفیر کی ایک تعریف ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے:

﴿الرسول المصلح بین القوم و منه السفیر وکیل دولة عند دولة الاخری یعرف بالایلجی ایضا﴾ [9]

''قوم کے درمیان اصلاح کرنے والے کو رسول کہتے ہیں۔ اور اس معنی میں سفیر ہے۔ نیز سفیر ایک حکومت کا دوسری حکومت کی طرف نمائندہ ہوتا ہے۔ اسے ایلچی کہتے ہیں۔''

سفیر کے لیے ایلچی کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ یہ ترکی زبان کا لفظ ہے۔ جسکے معانی قاصد کے لیے جاتے ہیں۔ ترکی زبان میں یہ لفظ زمین یا قوم کے بادشاہ کے لیے بھی استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس کی تصریح ہمیں Encyclopedia of Islam میں ملتی ہے۔

Elci: A Turkish word meaning envoy, from el or il, country , People or state with the occupational suffix.Ci.In some eastern Turkish texts the word apears to denote theruler of a land or people. Its normal meanings, however,since early times has been that of envoy or messenger, usually in a diplomatic sometimes

---

۸ احمد حسن الزیات' المعجم الوسیط' ۱/ ۴۳۵۔ دار احیاء التراث العربی' بیروت' لبنان

۹۔ محیط المحیط۔ ۱/ ۴۱۳

www.KitaboSunnat.com

, in mystical, literature in a figurative religious sense. In Ottoman turkish it became the normal word for an ambassador together with the more formal arabic term "sefir"[10]

The New Oxford Illustrated Dictionary میں سفیر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"Ambassador is a minister sent by one sovereign or state on mission to another-"[11]

Encyclopaedia of Americana میں سفیر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"حکومت کا نمائندہ جو کسی دوسری حکومت کے صدر مقام میں رہائش پذیر ہوتا ہے۔ اس کو اپنے ملک کی طرف سے مکمل اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ اہم معاملات میں دوسری حکومت سے گفت وشنید کرے اور اس کو وہاں کے بادشاہ یا صدر مملکت کا حق رہتا ہے۔" [12]

السفرة: اس کا مادہ سفر ہے۔اس مراد "تحریر" ہے۔لسان العرب میں ہے کہ

﴿السفرة كتبة الملئكه الذين يحصون الاعمال﴾ [13]

"ان فرشتوں کی تحریر جو اعمال کا اندراج کرتے ہیں۔"

اس سے مراد فرشتے بھی ہیں۔

قال ابن عرفة: سميت الملئكه سفرة لانهم يسفرون بين الله وبين انبيائه [14]

"ملائکہ کو سفیر اس لیے کہا جاتا ہے۔کہ وہ اللہ اور اس کے انبیاء کے درمیان سفارت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔"

قال ابوبكر: ﴿سمو ا سفرة لانهم ينزلون بوحى الله و باذنه ومايقع به الصلاح بين الناس فشبهوا بالسّفرآء الذين يصلحون بين الرجلين وفي الحديث.

10- The Encyclopeadia of Islam vol II (C-G)p.694(Elci)

11- The New Oxford Illustrated Dictionary p.45(Ambassador) Oxford university press.

12- The Encyclopeadia Americana vol I p.470(Ambassador)

۱۳- لسان العرب ۳۷۰/۴ ۔ ۱۴- لسان العرب، ۳۷۰/۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" الماهر بالقرآن مثل السفرة" هم الملئكة﴾ ۱۵

ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ (ملائکہ کو) سفرۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی وحی اس کے حکم سے لے کر نازل ہوتے ہیں اور اس سے لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ ان سفراء کے ساتھ مشابہ رکھتے ہیں۔ جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کراتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ

"قرآن کے ماہر کی مثال فرشتوں جیسی ہے"

قال المفسرون: ﴿السفرة يعني الملئكة الذين يكتبون اعمال بني آدم﴾ ۱۶

السفرۃ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو بنی آدم کے اعمال لکھتے ہیں۔

﴿قال ابو اسحاق و اعتبار بقوله كراما كاتبين يعلمون ماتفعلون﴾ ۱۷

السفر: اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حقائق کا بیان ہو یا وہ حقائق کو بے نقاب کرتی ہے اس کی مثال جمع اسفار آتی ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿كمثل الحمار يحمل اسفاراً﴾ ۱۸

سفیر کا انتخاب: ابتدائی زمانے میں سفیروں کا انتخاب قصرِ شاہی کے افسروں میں سے کیا جاتا تھا۔ بعد میں رؤسا اور علما سے لیے جانے لگے۔ الغرض سفیر کا عہدہ مختلف مراحل طے کرتا ہوا اپنی موجودہ شکل کو پہنچا۔ جیسا کہ Encyclopaedia of Islam میں مذکور ہے:

In earlier times envoys were usually chosen from the palace corps of pursuivants, later from among the bureaucratic and " ulema" calsses. At first there was some uncertainty about grades and ranks, in the 19th century the European terminology of ambassador, minister and plenipotentiary for heads of missons was adopted. The first was rendered buyuk elci or sefir-i kabir, the second orta elci or simply sefir , the third maslahatguzar-۱۹

۱۵۔ لسان العرب ۴/۳۷۰ ۱۶۔ لسان العرب ۴/۳۷۱ ۱۷۔ ایضاً ۱۸۔ ص۔۲۳۴ (سفر)

19-The Encyclopaedia of Islam vol II (c-G)p.694(Elci)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن بحر الجاحظ سفیروں کے انتخاب کے بارے میں رقمطراز ہے:

عجمی بادشاہ جب اپنی رعایا سے کسی کو اپنا سفیر بنانا چاہتے تو پہلے اس کو آزماتے (امتحان لیتے) اور اس کی آزمائش کی یہ صورت ہوتی کہ بادشاہ اپنے کسی خاص دوست کی طرف اسے خطوط دے کر بھیجتا اور اس کا جائزہ لینے کے بعد ایک جاسوس بھی مقرر کر دیا جاتا۔ جو آکر بادشاہ کو پوری صورتِ حال سے آگاہ کرتا۔ جاسوس کی رپورٹ کی بنیاد پر بادشاہ نمائندے کی عقل و دانش اور اندازِ گفتگو کا جائزہ لیتا۔ پھر بادشاہ اس قاصد کو ضرورت پیش آنے پر اپنے دشمن کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجتا۔ اس پر بھی جائزہ لینے کے لیے کسی کو جاسوس مقرر کیا جاتا۔ اگر وہ قاصد اپنے مشن میں کامیابی کے ساتھ واپس آتا تو اسے مستقل سفیر مقرر کر دیا جاتا اور اس پر مکمل اعتماد کیا جاتا۔ اس کی دی ہوئی خبر کو حجت اور دلیل کا درجہ حاصل ہوتا۔[۲۰]

ابن طقطقی سفراء کے انتخاب میں نہایت احتیاط برتنے کی تاکید کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ دو چیزوں سے کسی نامعلوم شخص کی ذہنی صلاحیت اور عقل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ایک اس کا لکھا ہوا خط پڑھ کر اور دوسرے اس کے بھیجے ہوئے سفیر کو دیکھ کر اس کی ذہنی سطح معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس لیے بادشاہ کو چاہیے کہ عاقل و دانا سفیر کو بھیجے جو اس کی شہرت اور ناموری کا باعث ہو۔[۲۱]

سفیر کی خصوصیات: عہدۂ سفارت کی ذمہ داری نہایت ہی اہم ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے سفیر کو بھی نہایت ذمہ دار شخص ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کی سفارت پر دو ممالک کے تعلقات کا انحصار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے تقرر کے سلسلے میں بھی بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

سفیر کو منتخب کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اس میں وہ تمام خصوصیات موجود ہوں جو اس کی سفارت کو موثر اور کامیاب بنائیں۔

۱۔ عقل و دانش اور دیانت داری: ابن طقطقی کے نزدیک سفیر کی سب سے اہم خصوصیت عقل و دانائی ہے۔ جس کے بغیر کوئی بھی سفیر اپنے فرائض کو ادا کر ہی نہیں سکتا۔ عقل کا معیار یہ ہے کہ سفیر غلط اور صحیح، سیدھے اور ٹیڑھے میں تمیز کر سکے۔ دوسری صفت اس میں دیانت داری کی بھی پائی جانی چاہیے۔ تاکہ کسی لالچ میں آکر اپنے ملک اور آقا کے خلاف غداری کرنے

۲۰۔ الجاحظ، عمرو بن بحر، التاج فی اخلاق الملوک، ص ۲۱۵۔۲۱۶، دار البحار بیروت 1955ء

۲۱۔ رشید احمد، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ص۔ ۱۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر آمادہ نہ ہو۔[۲۲]

۲۔ ''جاحظ'' نے اپنی کتاب ''التاج فی اخلاق الملوک'' میں سفیر کی خصوصیات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

بادشاہ کے لیے لازم ہے کہ اس کے سفیر کی فطرت اور مزاج درست ہو۔ بات بالکل واضح اور دوٹوک انداز میں کرنے کا سلیقہ ہو۔ گفتگو کرنے اور مدِ مقابل کو جواب دینے کی مکمل مہارت ہو۔ بادشاہ کی نمائندگی کرنے کی بدرجہ اتم صلاحیت پائی جائے۔ دوران گفتگو دل نشین لہجہ اختیار کرے۔ لالچ اور معیوب طرزِ عمل سے اجتناب کرے۔ اور اپنے فرائض کو پوری ذمہ داری سے نبھائے۔[۲۳]

۳۔ سفیر کو قیمتی اور خوش نما لباس زیب تن کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب حروریہ[۲۴] کے پاس سفیر بن کر گئے تو وہ یمن کے نہایت قیمتی اور خوش نما لباس میں گئے۔

﴿حدثنا ابو زميل حدثني عبد الله ابن عباس قال لما خرجت الحرورية اتيت عليا رضي الله عنه قال ء ائت هؤلآء القوم فلبست أحسن مايكون من حلل اليمن قال ابوزميل و كان ابن عباس رجلا جميلا جهيلاقال ابن عباس فأتيتهم فقالوا مرحبا بك ياابن عباس ما هذه الحلةقال ماتعيبون على لقد رأيت على رسول الله ﷺ احسن مايكون من الحلل﴾[۲۵]

''ابوزمیل نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے مجھے بتایا کہ جب حروریہ (خوارج کا ایک گروہ) الگ ہوئے تو میں حضرت علی کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا اس قوم (حروریہ) کے پاس جاؤ تو میں نے بہترین یمنی چوغہ زیب تن کیا۔ ابوزمیل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نہایت خوبصورت انسان تھے۔''

عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا اے ابن

۲۲۔ رشید احمد۔ مسلمانوں کے سیاسی افکار' ص۔ ۱۵۶ ۲۳۔ التاج فی اخلاق الملوک' ص۔ ۲۱۵

۲۴۔ حروریہ خارجیوں کا ایک گروہ تھا۔

۲۵۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث' سنن ابی داؤد' کتاب اللباس' الجزء الرابع' ص ۴۵' حدیث نمبر ۴۰۳۷ داراحیاء السنۃ النبویۃ' س۔ن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباسؓ خوش آمدید! یہ کیسا چوغہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا کیا تم اسے معیوب سمجھتے ہو؟ جبکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو خوبصورت ترین چوغہ پہنے ہوئے دیکھا۔"

۴۔ سفیر کو مختلف زبانوں کا ماہر ہونا چاہیے۔ تاکہ سفارت کے فرض کو پوری طرح ادا کر سکے اور جس ملک میں سفارتی مشن پر جائے تو وہاں کی زبان سے آگاہ ہو تاکہ ان کی اپنی زبان میں ان تک بات پہنچا سکے۔ حضرت زید بن ثابت کو بھی رسول اکرم ﷺ نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا کیونکہ آپ ﷺ کے پاس جو خطوط آتے تھے ان کو راز میں رکھنے کے لیے اور جو وفود آتے ان سے ان کی زبان میں بات کرنے کے لیے ضروری تھا کہ آپ کے صحابہ میں سے کسی کو ان کی زبان آتی ہوتا کہ بات واضح اور دو ٹوک ہو سکے۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے۔

﴿زید بن ثابت قال :قال لی رسول الله ﷺ :انه یاتینی کتب من اناس لااحب ان یقراء ھا احد فهل تستطیع ان تعلم کتاب العبرانیه او قال السریانیة؟فقلت :نعم!قال فتعلمتها فی سبع عشرة لیلة﴾ ۲۶

"زید بن ثابت نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے کوئی اور پڑھے کیا آپ یہ استطاعت رکھتے ہیں کہ عبرانی زبان سیکھ لیں۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ سریانی زبان سیکھ لیں؟ میں نے کہا ہاں! فرماتے ہیں کہ میں نے سترہ دنوں میں وہ زبان سیکھ لی۔"

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے جو طبقات میں اس طرح مذکور ہے۔

﴿زید بن ثابت قال : لما قدم رسول الله ﷺ ، المدینة قال لی: تعلم کتاب الیهود فانی والله ما آمن الیهود علی کتابی، قال: فتعلمته فی اقل من نصف شهر﴾ ۲۷

"زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یہودیوں کی کتاب سیکھ لو بخدا! میں اپنی کتاب کے بارے میں یہودیوں سے مطمئن نہیں۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں نے نصف ماہ سے بھی کم مدت میں اسے سیکھ لیا۔

۵۔ اس کے علاوہ سفیر کو فصیح و بلیغ ہونا چاہیے۔ تاکہ سفارت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت

۲۶۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۳۵۸ ۲۷۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۳۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لہجے میں کوئی گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ نہ ہو اور وہ پورے اعتماد کے ساتھ دوٹوک انداز میں بات کر سکے۔

۶۔ سفیر میں صبر و تحمل کی خصوصیت کا پایا جانا بھی از بس ضروری ہے۔اس کے بغیر وہ اپنی ذمہ داری کو کما حقہ پورا نہیں کرسکتا۔

۷۔ سفیر کو شجاعت اور بہادری کا نمونہ ہونا چاہیے۔کیونکہ سفیر اگر خوف کا شکار ہو جائے یا جس بادشاہ کے پاس وہ اپنی حکومت کا پیغام لے کر جا رہا ہے۔اس کے جاہ وجلال سے مرعوب ہو جائے تو وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتا جو اس کی حکومت نے اس کے ذمہ لگائی ہے۔

سفیر کے فرائض: نظام الملک طوسی اپنی کتاب ''سیاست نامہ'' میں رقمطراز ہیں:

''سفراء کا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی حکومتوں کے پیغامات اس ملک کی حکومت تک پہنچا دیں جہاں وہ متعین ہیں۔ بلکہ اس ملک کے متعلق تمام جغرافیائی' سیاسی اور اقتصادی معلومات کا جمع کرنا بھی ان کے اہم فرائض میں داخل ہے۔سفیر کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس ملک میں وہ مقرر ہے اس میں کہاں کہاں سڑکیں، راستے اور نہریں ہیں۔اور ان کی حالت کیسی ہے۔وہ فوج کے گزرنے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں اور آس پاس کے کن علاقوں سے فوج کو خوراک فراہم کی جاسکتی ہے۔۲۸

اس کے علاوہ سفیر کا فرض یہ ہے کہ بادشاہ کی حیثیت اور اس کے اقتدار کے متعلق معلومات حاصل کرے اور اپنے ملک کو فراہم کرے۔وزیر کے بارے میں بھی علم ہونا چاہیے کہ وہ دیانت دار ہے یا نہیں اس کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس ملک کی فوجی طاقت کیسی ہے اور فوج کیسے کیسے اسلحہ جات سے لیس ہے۔پھر فوجیوں کے حوصلے اور حکومت کے متعلق بھی خیالات معلوم کرنا ایک سفیر کا فرض ہے۔فوجی طاقت کے علاوہ اقتصادی حالت اور باشندگانِ ملک کی مالی حالت کا جائزہ لینا بھی سفیر کا فرض ہے.۲۹

22 نومبر 1938 کو جاپان میں متعین امریکہ کے سفیر۳۰ نے ایک سیمینار میں خطاب کیا جس میں انہوں نے سفیر کے فرائض اور اس کے تقرر کے عظیم مقاصد پر روشنی ڈالی۔ان

۲۸۔ نظام الملوک طوسی۔سیاست نامہ۔باب ۲۱۔ص۔۸۷ ۲۹۔نظام الملوک طوسی 'سیاست نامہ۔باب ۲۱'ص۔۸۷ ۳۰۔ Joseph C. Grew

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بقول سفیر کے بہت سے فرائض ہیں جن کو ہر حال میں پورا کرنا اس کے عہدہ کا تقاضا ہے۔

اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا:

He must be first and foremost an interpreter, and this function of interpreting acts both ways. First of all he tries to understand the country which he serves its condtions , its mentality , its actions, and its underlying motives, and to explain these things clearly to his own government.

And then he seeks means of making known to the Government and the poeple of the country to which he is accreditted the purpose and hopes and desires of his native land . He is an agent of mutual adjustment between the ideas and forces upon which nations act۳۱

سفیر کے حقوق: ایک سفیر پر جہاں بہت سے فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہاں اس کے کچھ حقوق بھی ہیں جن کا خیال رکھنا ہر ریاست کے حکمرانوں کا فرض ہے۔ یہ حقوق درج ذیل ہیں۔

۱۔ حسن سلوک: سفراء کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ جس ملک میں جائیں وہاں ان کے ساتھ حسن سلوک ہو۔ ان کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ان کے ساتھ بالکل وہی سلوک ہونا چاہیے جو بادشاہوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ انہیں منزل بہ منزل قیام کی سہولت مہیا ہو۔ ان کی خوشی کو ملحوظ رکھا جائے اور پھر ان کی واپسی پر بھی ان سے حسن سلوک کیا جائے۔۳۲

رسول اکرم ﷺ کے نزدیک وفود کا احترام اور ان سے حسنِ سلوک اتنا اہم ہے کہ آپ نے وفات کے وقت اس کی خصوصی وصیت فرمائی۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿واجیرو الوفد بنحو ما کنت اجیزھم﴾

”قاصدوں کو اس طرح انعام دینا جس طرح میں دیتا تھا۔“۳۳

۳۱۔ International Relations"p.158(Diplomacy as an instrument of national policy)

۳۲۔ نظام الملوک طوسی' سیاست نامہ' باب ۲۱' ص ۸۷ ۳۲۔ نظام الملوک طوسی' سیاست نامہ' باب ۲۱' ص ۸۷

۳۳۔ صحیح البخاری' کتاب الجھاد والسیر' باب جوائز الوفد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔سفراء کے قتل کی ممانعت:

اسلام نے سفراء کے قتل کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ زاد المعاد میں مذکور ہے:

﴿وکانت تقدم علیہ رسل اعدائہ وھم علی عداوتہ فلا یھیجھم ولا یقتلھم﴾

''رسول اکرم ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے دشمنوں کے بھی سفیر آتے تھے آپ انہیں کوئی گزند نہ پہنچاتے اور نہ ہی انہیں قتل کرتے۔''۳۴

''سنن ابی داؤد'' میں مذکور ہے۔

آپ ﷺ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دو سفیر عبداللہ بن النواحہ اور عبداللہ بن اثال آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا!

''تم دونوں کیا کہتے ہو''؟

دونوں نے جواب دیا ''ہم وہی کہتے ہو جو مسیلمہ کذاب کہتا ہے۔''

تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿لو لا ان الرسل لا تقتل لضربت اعنا قکما.﴾ ۳۵

''اگر قاصدوں کو قتل کرنے کا دستور ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔''

ابن قیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ طریقہ جاری وساری ہو گیا کہ کسی قاصد کو قتل نہ کیا جائے۔۳۶

یہ رسول اکرم ﷺ کا سفیروں کے بارے میں طرزِ عمل تھا۔ آپ نے ان کے حقوق کا پورا خیال رکھا۔ جبکہ اس سے پہلے سفیروں کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا۔

سیرۃ ابن ہشام میں اس حوالے سے ایک واقعہ مذکور ہے جسے ابنِ اسحٰق نے روایت کیا ہے:

قال ابن اسحاق: وحدثنی بعض اھل علم:

﴿ان رسول اللہ ﷺ دعا خراش بن امیہ الخزاعی، فبعثہ الی قریش

۳۴۔ زاد المعاد ۳/۱۳۸

۳۵۔ سنن ابی داؤد الجزء الثالث' کتاب الجھاد۔ص۔۸۳ حدیث نمبر ۲۷۶۱ ۳۶۔ زاد المعاد ۳/۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمكة وحمله على بعير له يقال له الثعلب ، ليبلغ اشرافهم عنه ماجاء له فعقروا به جمل رسول الله صلى الله عليه وسلم وارادوا قتله فمنعته الاحابيش ، فخلوا سبيله حتى اتى رسول الله ﷺ ۳۷

ابنِ اسحاق کہتے ہیں مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ الخزاعی کو بلایا اور اسے مکہ معظمہ میں قریش کے پاس سفیر بنا کر بھیجا اور ایک اونٹ پر انہیں سوار کیا جس کا نام ثعلب تھا۔ تا کہ ان کے سرداروں کو نبی کریم ﷺ کا پیغام پہنچائیں۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دیں اور سفیر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ حبشیوں نے انہیں بچایا۔ چنانچہ قریش نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور انہیں جانے دیا۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

اسی حوالے سے طبقات ابن سعد میں مذکور ہے:

کہ رسول اللہ نے حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ کو بصریٰ کے بادشاہ کی طرف خط دے کر بھیجا جب وہ موتہ کے مقام پر ٹھہرے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی ان سے ملا اور انہیں قتل کر دیا۔ اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کے کسی سفیر کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری اور آپ نے جنگ کا اعلان کر دیا۔ ۳۸

چنانچہ غزوہ موتہ انہی حارث بن عمیر الازدی کا بدلہ لینے کے لیے ہوا۔

۳۔ سفیر کو کسی امر پر مجبور نہیں کرنا چاہیے: ابن قیم "زاد المعاد" میں بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کا یہ طرز عمل تھا کہ آپ کسی ایسے سفیر کو جو آپ کا دین اختیار کر لیتا اپنے پاس نہ روکتے اور اسے اپنی قوم کے ساتھ ملنے سے منع نہ کرتے۔ بلکہ آپ اسے اس کی قوم کے پاس لوٹا دیتے۔ ۳۹

www.KitaboSunnat.com

سنن ابی داؤد میں مذکور ہے۔

﴿قال ابو رافع! بعثتني قريش الى رسول الله ﷺ القي في قلبي الاسلام فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انى والله لا ارجع اليهم ابدا فقال رسول الله ﷺ انى لا اخيس بالعهد ولا احبس البرد ولكن

۳۷۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ ۳۸۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۱۲۸ ۳۹۔ زاد المعاد ۲/ ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارجع فان کان فی نفسک الذی فی نفسک الان فارجع

قال : فذھبت ثم اتیت النبی صلی علیہ وسلم ، فاسلمت ۴۰؎

''ابورافع کہتے ہیں کہ مجھے قریش نے نبی کریم ﷺ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام نے گھر کرلیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میں قریش کے پاس کبھی واپس نہ جاؤں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' میں بدعہدی نہیں کروں گا اور قاصدوں کو نہ روکوں گا۔ تم ان کی طرف لوٹ جاؤ اور اس کے بعد بھی اگر اپنے دل میں اسلام کی طرف رغبت محسوس کرو تو دوبارہ لوٹ آنا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں واپس چلا گیا پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اسلام قبول کرلیا۔

الغرض سفیروں کے ان تمام حقوق کا خیال رکھنا ہر حکومت کا فرض ہے۔ کیونکہ سفیر کے حقوق میں کوتاہی دو ممالک کے تعلقات کے بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔

۴۰۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ۳/۸۳، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۲۷۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۳

سفراء الرسول ﷺ تعارف

- حضرت دوحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ .... شاہِ روم ہرقل
- حضرت عبداللہ بن حذافہ القرشی السہمیؓ .... شاہِ ایران کسریٰ پرویز
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اللخمیؓ .... حاکم مصر مقوقس
- شجاع بن وہب الاسدیؓ .... حاکم دمشق حارث بن ابی شمر الغسانی
- حضرت سلیط بن عمرو العامریؓ .... رئیس یمامہ ہوذہ بن علی الحنفی ثمامہ بن اثال
- حضرت عمرو بن العاص القرشی السہمیؓ .... سردار عمان جیفر بن الجلندی اور عبد بن الجلندی
- حضرت علاء بن الحضرمیؓ .... منذر بن ساوی
- حضرت حارث بن عمیر الازدیؓ .... سفارت کے فرائض سرانجام دینے سے پہلے راستے میں شہید کر دیے گئے
- حضرت مہاجر بن ابی امیہ القرشی المخزومیؓ .... حارث بن عبد کلال الحمیری
- حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ .... ذوالکلاع اور ذوعمرو
- حضرت جعفر بن ابی طالبؓ .... شاہِ حبشہ نجاشی
- حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ .... نجاشی
- حضرت عثمان بن عفانؓ .... قریش مکہ کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنتِ مدینہ کے سفیر صحابہ رضی اللہ عنہم

۶ھ کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت و تبلیغ کے کام کو وسیع کرنے کا اور اسلام کی دعوت کو اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچانے کا آغاز کی تو اس سے اشاعتِ اسلام کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ اور آپ ﷺ نے عرب اور اردگرد کی ریاستوں کے ملوک و امرا کو اسلام کی طرف بلانے کا منصوبہ بنایا اور اس مقصد کے لیے آپ نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ایک مہذب حکومت اور ریاست کا ہوتا ہے یعنی آپ ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہ کرام میں سے چند صحابہ کو اپنی حکومت کی طرف سے سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے منتخب کیا۔ جنہوں نے آپؐ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری کو کما حقہ پورا کیا۔ سفارت کا جو مشن نبی کریم ﷺ نے انہیں سونپا وہ انہوں نے جس انداز میں پورا کیا اس کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان سفراء کے حالاتِ زندگی اور جن ملوک کے پاس یہ گئے ان کے حالاتِ زندگی سے مکمل آگاہی ہوتا کہ اس بات کا بخوبی اندازہ ہو سکے کہ یہ سفراء کس قدر ذمہ دار تھے اور ان کے مخاطب امراء و سلاطین کس طرح کے اخلاق کے مالک تھے اور کتنی بڑی بڑی سلطنتوں پر حکومت کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١ حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ

﴿دحیہ بن خلیفہ بن فروہ بن فضالہ بن زید بن امراء القیس بن عامر بن بکر بن عامر بن عوف بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ [1] بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ [2]﴾

حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں شامل ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے سفارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت دحیہ زمانہ قدیم میں اسلام لائے [3] ان کے اسلام سے قبل کے حالات معروف نہیں ہیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ خیبر اور دیگر معرکوں میں شریکِ جہاد ہونے کی سعادت حاصل کی۔ صرف غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ [4] ایک روایت کے مطابق آپ نے سب سے پہلے غزوہ خندق میں شرکت کی۔ [5] غزوۂ تبوک میں انہیں مجاہدین کے ایک دستے کا سالار مقرر کیا گیا۔ چنانچہ آپ کو صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ کے جھنڈے تلے جہاد کا شرف بھی حاصل ہے۔ [6]

حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کرام میں شامل ہیں [7] آپ بڑے بااخلاق تھے۔ آپ نے جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث بخاری اور مسلم میں منقول ہیں۔ [8] آپ رضی اللہ عنہ سے ۱۳ احادیث مروی ہیں۔ [9] ابن حجر العسقلانی نے آپ سے ۶ احادیث مروی ہونے کا تذکرہ اپنی کتاب الاصابہ میں کیا ہے۔ [10]

آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ان صحابہ کرام سے جن کا فتوی جاری تھا۔ یعنی آپ مفتی بھی تھے۔ [11] آپ نے کئی دفعہ رسول اکرم ﷺ کو قیمتی تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ [12]

۱۔ ابن الاثیر الجوزیہ، اسد الغابہ ۲/۱۳۰، ...... ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۱/۴۷۳ ...... الاستیعاب، ۲/۴۶۱ ...... ابن حزم جمہرۃ انساب العرب، ص ۴۵۸، ۲۔ طبقات ابن سعد، ۴/۲۴۹

۳۔ طبقات ابن سعد، ۴/۲۴۹ ۴۔ الاستیعاب ۲/۴۶۱ ۵۔ الاصابہ ۱/۴۷۳

۶۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۴۹ ...... النووی، تہذیب الاسماء واللغات، ۱/۱۸۵ القاہرۃ ...... الاصابہ ۱/۴۷۳

۷۔ استیعاب ۱/۴۷۳ ۸۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۸۵ ۹۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۸۵

۱۰۔ الاصابہ ۱/۴۷۳ ۱۱۔ ابن حزم، جوامع السیرۃ، ص ۳۲۲، مطبعۃ دار المعارف مصر

۱۲۔ اسد الغابہ، ۲/۱۳۰ ...... الاصابہ، ۱/۴۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ

ان دحیہ اھدی الی النبی ﷺ خفین فلبسھما ۱۳؎

''دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم کو دو موزے بطور تحفہ دیئے۔ جنھیں آپ ﷺ نے پہنا''

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں نے جس شخص کو سب سے زیادہ جبرائیل کے مشابہ دیکھا وہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔۱۴؎ ابن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔ ۱۵؎

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کان جبرائیل یاتینی علی صورۃ دحیۃ الکلبی و کان دحیہ رجلا جمیلا۔﴾ ۱۶؎

''جبرائیل میرے پاس دحیہ الکلبیؓ کی شکل وصورت میں آیا کرتے تھے اور دحیہ ایک خوبصورت شخص تھا۔''

عوانہ بن حکم کہتے ہیں:

﴿اجمل الناس من کان جبرائیل ینزل علی صورتہ﴾ ۱۷؎

''لوگوں میں خوبصورت وہی ہے جس کے روپ میں حضرت جبرائیل نازل ہوا کرتے ہیں۔''

غزوہ خیبر میں شرکت: غزوۂ خیبر میں جب لشکرِ اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ وہاں سے وافر مقدر میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ جب اسے تقسیم کیا گیا تو خیبر کے سردار حیی بن اخطب کی حسین و جمیل بیٹی دحیہ کلبی کے حصے میں آئی۔ انہوں نے اس کی خاندانی حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔

معرکہ حسمی میں شرکت: سمی سرزمینِ شام میں واقع ایک دیہات کا نام ہے۔ ۱۸؎

اس مقام پر جمادی الآخر ۶ھ میں ایک معرکہ وقوع پذیر ہوا۔ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ شاہِ روم سے ملاقات کے بعد اس معرکے میں شریک ہوئے۔ ہنید ی بن عارض اور اس کے بیٹے عارض

۱۳۔ الاصابہ ۱/۳/۲۷۳۱۴۴۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۵۰ ۱۴۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۵۰
۱۵۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۵۰ ۱۶۔ الاصابہ ۱/۲۷۳ ۱۷۔ ایضاً
۱۸۔ طبقات ابن سعد ۲/۸۸۔ الحموی یاقوت بن عبداللہ معجم البلدان ۲/۲۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جن کا تعلق قبیلہ بنو جذام سے تھا حسمی مقام پر حضرت دحیہ کا سارا مال ومتاع چھین لیا۔ یہ خبر جب قبیلہ بنوالصبیب کو پہنچی تو وہ بنو جذام کے پاس گئے اور ان سے دحیہ کا مال ومتاع واگزار کرایا اس کے بعد دحیہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ پہنچے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ اور آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو 500 مجاہدین کا لشکر دے کر حسمی کی طرف بھیجا اور دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لشکر حسمی پہنچا اور بنو جذام پر حملہ آور ہوا انہیں تہ تیغ کیا اور ہدید ی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اس معرکے میں ہزار اونٹ، پانچ سو بکریاں اور سو عورتیں اور بچے ہاتھ لگے۔

اس کے بعد زید بن رفاعہ جذامی اپنی قوم کا ایک قافلہ لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ کی خدمت میں ایک خط پیش کیا اور اسلام قبول کر لیا اور اپنی عورتوں اور بچوں کی رہائی کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو حضرت زید کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان کی عورتوں کو چھوڑ دیں۔ اور انہیں ان کا مال واپس کر دیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں رافع بن مکیت الجہنی سے ملاقات ہوئی جنھیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کامیابی کی خوشخبری دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس لوٹا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ اور ذی المروۃ کے مابین نحلتین [19] بستی میں ملاقات کی رسول اللہ ﷺ کا حکم ان تک پہنچایا اور تمام لوگوں کا مال ومتاع انہیں واپس کر دیا۔[20]

اس معرکہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ بنو جذام کو سبق سکھلایا جائے جنہوں نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ پر ناحق ظلم اور زیادتی کی تھی۔ وہ لوگ یہ جانتے تھے کہ یہ مسلمان ہیں انہیں یہ علم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر خاموشی اختیار نہیں کریں گے اور کسی مسلمان پر دشمنوں کی جانب سے ظلم وزیادتی کا سن کر آپ یقیناً بدلہ لیں گے۔ اس معرکہ کے واقعات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ حضرت دحیہ الکلبیؓ ملک شام کی طرف آتے جاتے رہتے تھے۔ شاہِ روم کے ساتھ ان کی شناسائی تھی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم کی طرف اس کو اسلام کا پیغام دینے کے لیے سفیر بنا کر بھیجا۔

۱۹۔ معجم البلدان، ۴/ ۲۳۷

۲۰۔ الواقدی، کتاب مغازی ۲/ ۵۵۵۔۵۶۰ تحقیق الدکتور مارسدن جونس، آکسفورڈ 1966

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ یرموک میں شرکت: حضرت دحیہؓ جنگِ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔اس جنگ میں ایک لشکر کے سالار بھی تھے۔آپ اس لشکر کے قافلے کے سالار تھے۔جس کی قیادت حضرت خالد بن ولیدؓ کررہے تھے۔ جب حضرت خالد نے آپ کو لشکر کا سالار مقرر کیا تو شجاعت پیش قدمی اور تجربہ کو پیش نظر رکھا اور یہ خوبیاں حضرت دحیہؓ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔۲۱

حضرت دحیہ بن خلیفہؓ میں قیادت کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ لہٰذا ان خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے یزید بن ابی سفیان نے دمشق فتح ہوجانے کے بعد ان کی قیادت میں ایک لشکر تدمر کی جانب روانہ کیا۔۲۲

آپ نے دمشق میں مزہ نامی بستی میں اپنی زندگی کے آخری ایام میں رہائش اختیار کی۔

آپ معاویہ بن ابی سفیانؓ کی خلافت تک زندہ رہے۔۲۳۔آپ نے ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔۲۴ اور مزہ نامی بستی میں ہی دفن کیے گئے تھے۔

الغرض دحیہ الکلبیؓ مومن، صادق الایمان، دائم الاخلاق، خوش منظر، شریف الطبع، سخی، مہمان نواز، وفادار، نرم طبیعت، حق گو، جری اور بہادر مسلمان تھے۔انہی دحیہ بن خلیفہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم ہرقل کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔

تعارف قیصرِ روم ہرقل: چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی سیاسی قوتوں کے دو بڑے مرکز تھے۔جزیرہ نمائے عرب کے مشرق میں خلیج فارس کے ساحل پر ایرانی حکومت قائم تھی۔اس کا رقبہ فرغانہ وافغانستان سے لے کر یمن تک پھیلا ہوا تھا۔یہ اس وقت ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت اور عظیم الشان تہذیب کا گہوارہ تھی۔ اور مغرب میں بحرِ احمر کے کناروں سے بحرِ اسود تک وہ سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔جو تاریخ میں روم کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں حکومتوں کی سرحدیں عرب کے شمال میں عراق کے مشہور دریاؤں دجلہ اور فرات پر آکر ملتی تھیں۔۲۵ یہ اپنی زمانے کی طاقتور ترین سلطنتیں تھیں۔یہ اپنے جاہ وجلال اور قوت وسطوت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے زیادہ پرشوکت وعظمت حکومتیں سمجھی جاتی تھیں۔

۲۱۔ الاصابہ ۲/۱۶۱ ۲۲۔ تاریخ الامم والملوک ۳/۴۴: ۲۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۵۰، الزرکلی: اعلام ۳/۱۲ ۲۴۔ البدیۃ النہایا ۴/۴۶ ۲۵۔ الکامل فی التاریخ ۱/۳۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرقل اس عظیم سلطنتِ روم کا بادشاہ تھا۔ جس نے اس سلطنت پر ۶۱۰ء سے ۶۴۱ عیسوی تک حکومت کی۔ اس کی حکومت کا عرصہ ہجرت نبویؐ سے بارہ سال پہلے شروع ہوتا ہے۔ اور ۲۱ھ تک جاری رہا۔ اسی بادشاہ کی طرف رسول ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی۔ ۲۶؎ بھیجا اور اسلام کی دعوت دی۔ ہرقل سے پہلے سلطنت روما پر فوکاس کی حکومت تھی۔ ۲۷؎

افریقہ کے حکمران ہرقل نے روم کی طرف اپنے بیٹے کو بھیجا جس کا نام بھی ہرقل تھا۔ وہ لشکر کی قیادت کرتے ہوئے بحری راستے سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے دورانِ سفر بعض جزیروں پر قیام کیا۔ لوگوں نے ہرقل کو خوش آمدید کہا اور یہ تین اکتوبر ۶۱۰ء کو قسطنطنیہ میں وارد ہوا، اور اس نے لوگوں کے دلوں میں اپنی عزت اور توقیر کو دیکھتے ہوئے پہلے حکمران فوکاس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور اسے پابندِ سلاسل کر دیا۔ ۲۸؎ ۵ اکتوبر ۶۱۰ء کو ہرقل کی تاجپوشی ہوئی۔ پھر اس نے حکمران فوکاس کو سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ اس کا مجسمہ چوراہے میں آویزاں تھا۔ اسے توڑنے کا حکم صادر کیا۔ ہرقل کو سلطنتِ روما کی تاریخ میں ایک کامیاب بادشاہ کی حیثیت حاصل ہوئی۔ یہ دین مسیحیت سے وابستہ تھا۔ اس نے سلطنتِ روما میں بہت سی اصلاحات کیں۔ سیاسی، ثقافتی اور عسکری لحاظ سے اس کے دور میں رومی سلطنت کو استحکام ملا۔ ۲۹؎

۶۱۰ء میں ایرانیوں نے بیت المقدس کی طرف پیش قدمی کی اور ۳ ہفتے اس کو اپنے حصار میں لیے رکھا۔ اندرون شہر گھروں کو آگ لگا دی۔ متعدد لوگوں کو ذبح کر دیا گیا اور بڑے چرچ سے مقدس صلیب کو اپنے قبضے میں لے کر ایرانیوں نے اسے اپنے دارالحکومت مدائن میں منتقل کر دیا۔ ایرانیوں کا بیت المقدس پر مکمل قبضہ ہو گیا۔ ایرانیوں نے شام اور فلسطین پر غارت گری پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے ۶۱۲ء میں قسطنطنیہ کا رخ کیا۔ ایرانیوں نے قسطنطنیہ پر مشرق کی جانب سے حملہ کیا۔ پھر ایرانی فوج نے مصر کی جانب پیش قدمی کی اور ۶۱۹ء میں اسکندریہ پر قبضہ کر لیا اور تھوڑی دیر میں ایرانی پورے مصر پر قابض ہو گئے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے

۲۶۔ الکامل فی التاریخ، ۱/ ۳۲۳ ۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ ہیرلڈ لیم (مترجم غلام رسول مہر)، قسطنطنیہ ص ۱۳۱ م شیخ غلام علی اینڈ سنز اردو بازار اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، ج ۵ ص ۴

۲۹۔ Encyclopaedia Americane P. 108-Vol-5 Gibbon. The History of the decline and fall of the Roman empire

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہرقل نے عسکری اصلاحات کی طرف توجہ دی۔فوج کو پوری طرح منظم کیا اور اس کی تیاری میں بڑا اہتمام کیا۔فوج کو پوری طرح تیار کرنے کے بعد فوج کی قیادت ہرقل نے بذات خود کی۔۶۲۲ء رومی اور ایرانی فوجیں آمنے سامنے آئیں زور کا رن پڑا۔بالآخر رومی فوج ایرانی فوج پر غالب آگئی۔

۶۲۳ء میں ہرقل نے آرمینیہ کی طرف پیش قدمی کی وہاں بھی کامیابی نے اس کے قدم چومے۔ پھر جنوب کی طرف توجہ دی جو کہ اردشیر کا دارالحکومت تھا۔اور ایران میں اس کو دینی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ ۳۰؎ شاہِ ایران یہ صورتحال دیکھ کر شہر سے بھاگ نکلا اور یہ شہر بھی رومی فوج کے قبضے میں آگیا۔انہوں نے ایرانیوں کے معبد میں آگ لگادی جس طرح کہ ایرانیوں نے بیت المقدس میں توڑ پھوڑ کی اور اسے جلانے کی حرکت کی تھی۔اس معرکے میں بہت سے ایرانی گرفتار ہوئے۔

۶۲۴ء اور ۶۲۵ء میں رومی اور ایرانی فوج کے درمیان بہت سے کانٹے دار معرکے ہوئے اور ان تمام معرکوں میں رومی فوج کا پلہ بھاری رہا۔۶۲۶ء میں رومی فوج کے مقابلے کے لیے ایرانیوں نے ترکوں کو اپنے ساتھ ملالیا۔لیکن رومی فوج کو اس موقع پر بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ ۶۲۷ء میں ہرقل ایک بہت بڑا لشکر لے کر جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور ایران کے وسط تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔نینوا شہر میں دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں اور اس میں بھی رومیوں کو فتح حاصل ہوئی۔۳۱؎

۶۲۸ء میں ایران کے بادشاہ کی رہائش گاہ پر رومی فوج قابض ہونے میں کامیاب ہوگئی۔شاہِ ایران کو قتل کردیا گیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا ایران کا حکمران بنا اور اس نے ہرقل کے ساتھ صلح کر کے امن حاصل کرلیا۔اس صلح کے نتیجے میں ہرقل نے شاہِ ایران کے بیٹے کو وہ تمام چیزیں واپس کردیں جو انہیں وہاں فتح کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھیں۔ہرقل اپنے دارالحکومت کی طرف ۶ سال کے بعد واپس ہوا۔واپسی پر اس کا سلطنت روما کے عوام نے اپنے پادریوں اور قیصر

۳۰۔Vol. V. P 190,194 London Goerge Bell 1960

۳۱۔ محمود شیت الخطاب' قادۃ فتح الشام ومصر' ص ۵۱'۶ دار الفکر' بیروت
Gibbon, The History of the decline and fall of the Roman empire Vol. V. P 190,194

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بیٹے کی قیادت میں بڑے ہی والہانہ انداز میں استقبال کیا اور خوشی سے رقص کناں ہوئے۔٣٢ جب ایران پر رومی فوج نے فتح حاصل کر لی اور اپنی مقدس صلیب کو حاصل کر لیا تو شاہِ روم قیصر ٦٢٩ء میں اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر شکرانے کے طور پر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ ٣٣ ٢١ مارچ ٦٢٩ء کو وہ صلیب دوبارہ کلیسا میں نصب کر دی گئی۔ جسے ایرانی وہاں سے اکھاڑ کر لے گئے تھے۔٣٤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع پر دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ کے ہاتھ قیصرِ روم کو خط دے کر بھیجا جس میں اسے اسلام کی طرف دعوت دی گئی۔٣٥ ١١ فروری ٦٤١ء کو ہرقل نے وفات پائی۔٣٦

٣٢۔ تاریخ الامم والملوک' ٣/ ٨٥

٣٣۔ ایضاً

٣٤۔ مصری' محمد فرج' عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص ١٥٣

٣٥۔ ابن حجر' فتح الباری' ١/ ٢٨' بولاق ١٣٠١

٣٦۔ محمود شیت [illegible] فتح [illegible] مصر' ص ٥١

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

﴿عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سهم [۱] بن عمرو بن هصیص [۲] القرشی السهمی﴾

حضرت عبداللہ بن حذافہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاہِ ایران کسریٰ کی طرف پیغامِ حق پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔[۳] یہ حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پہلے خاوند خنیس بن حذافہ کے بھائی تھے۔ان کی والدہ کا نام تمیمہ بنت حرثان تھا۔اور یہ بنی عبد الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ سے تھیں۔[۴]

خنیس بن حذافہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔جبکہ حضرت عبداللہ بن حذافہ جنگ بدر میں شریک نہیں تھے۔اور موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور دیگر اصحاب مغازی نے ان کا تذکرہ اصحاب بدر میں نہیں[۵] لیکن انہوں نے مکہ معظمہ ہی میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کرنے والے افراد میں شامل تھے۔[۶]

حضرت عبداللہ غزوہ بدر میں اس لیے شریک نہیں ہو سکے تھے کہ یہ اس وقت حبشہ میں تھے اور حبشہ سے حضرت جعفر بن ابی طالب کی رفاقت میں مدینہ اس وقت واپس آئے جب نبی کریم ﷺ غزوۂ خیبر سے فتحیاب ہو کر مدینہ تشریف لائے تھے۔[۷] اور غزوہ خیبر ماہ محرم [۷] ھ کو وقوع پذیر ہوا تھا۔[۸]

زهری حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہی کہ ایک دن جب سورج ڈھل گیا تو رسول اکرم ﷺ اپنے حجرے سے نکلے، ظہر کی نماز پڑھی، سلام پھیرا، منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کوئی اگر مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھ لے۔اللہ کی قسم! میں جب تک اس جگہ پر کھڑا رہوں گا تم میں سے جو بھی اس چیز کے بارے میں پوچھے گا میں وہ بتاؤں

۱۔ جمہرۃ انساب العرب' ۱۶۵' الاصابہ ۲/ ۲۹۶' اسد الغابۃ ۳/ ۱۴۲ ۲۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۱۸۹

۳۔ الاصابہ ۲/ ۲۹۶ ۴۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۱۸۹ ۵۔ الاصابہ ۲/ ۲۹۶، ۲۹۷

۶۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۱۸۹' السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۱/ ۳۵۱' الاصابہ ۲/ ۲۹۶' اسد الغابہ ۳/ ۱۴۲

۷۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۲/ ۴۱۴ ۸۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۳/ ۳۷۸' جوامع السیرۃ ص ۲۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ تو عبداللہ بن حذافہ نے آپ سے پوچھا کہ ''میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ ۹

حضرت عبداللہ کی طبیعت مزاحیہ تھی۔ الاستیعاب میں مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کے مزاحیہ انداز کا اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کا امیر مقرر کیا۔ آپ ؓ نے لشکر کے افراد کو حکم دیا کہ وہ ایندھن اکٹھا کر کے آگ جلائیں۔ جب انہوں نے آگ جلائی تو آپ نے انہیں جلتی ہوئی آگ میں کود جانے کا حکم دیا۔ افرادِ لشکر نے ان کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان سے کہا کیا رسول ﷺ نے تمہیں میری اطاعت اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ جو امیر کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا۔ اہل لشکر نے جواب دیا ہم تو اللہ پر ایمان اس لیے لائے اور اس کے رسول کی اتباع اس لیے کی کہ ہم آگ سے چھٹکارا حاصل کریں اور آپ ہمیں آگ میں کود جانے کا حکم دے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ تک جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

﴿لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق﴾

''اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔'' اور اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ

﴿لا تقتلوا انفسکم﴾ ''اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔''

اور افرادِ لشکر کی رائے اور کردار کو درست قرار دیا۔ ۱۰

حضرت عبداللہ بن حذافہ غزدۂ خیبر کے بعد تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شانہ بشانہ رہے۔ حجۃ الوداع میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ۱۱ الاصابہ میں حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ نے حکم دیا کہ میں اہل منیٰ میں منادی کرادوں کہ ان دنوں میں کوئی بھی روزہ نہ رکھے۔ ۱۲ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ دو ہجرتیں کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ایک ہجرتِ حبشہ اور دوسری ہجرت مدینہ۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے معتمد اور محبوب صحابہ کرام میں سے تھے۔ ۱۳

۹۔ الاصابہ ۲/۲۹۶ ۱۰۔ الاستیعاب ۲/۲۸۵ ۱۱۔ الاصابہ ۲/۲۹۶ مغازی الواقدی ۳/۱۱۰۹
۱۲۔ الاصابہ ۲/۲۹۶ ۱۳۔ الاصابہ ۲/۲۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ سرزمین شام میں بہت سے معرکوں میں شریک ہوئے آپ بہت جری، بہادر اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ایک معرکے میں رومی فوج نے ان کو گرفتار کرلیا۔خلیفہ بن خیاط کی روایت کے مطابق انکو ۱۹ ہجری میں گرفتار کرلیا گیا۔[۱۴] اس سلسلے میں بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر روم کی طرف روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن حذافہ موجود تھے۔رومی فوج نے آپؓ کو گرفتار کرلیا روم کے بادشاہ نے ان سے کہا کہ ''تم نصرانیت قبول کرلو میں تمہیں اپنے اقتدار میں شریک کرلوں گا'' آپؓ نے انکار کردیا شاہِ روم نے آپ کو پھانسی کا حکم دیا لیکن آپ بالکل نہ گھبرائے تو شاہِ روم نے ایک دیگ لانے کا حکم دیا اس میں پانی ڈالا گیا اور اس کے نیچے آگ جلادی گئی اور ایک قیدی کو پکڑ کر اس کھولتے ہوئے پانی میں پھینکا گیا جس سے اس کے جسم کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا اس کے بعد پھر شاہِ روم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو کہا کہ ''نصرانیت قبول کرلو ورنہ تمہیں بھی اس دیگ میں پھینک دیا جائے۔آپؓ نے انکار کردیا۔

جب آپ کو دیگ میں پھینکنے کے لیے شاہِ روم کے کارندے لے کر چلے تو حضرت عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔شاہِ روم نے یہ دیکھ کر کہا کہ اس کو واپس لے آؤ۔اور پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ فرمانے لگے کہ میری دلی تمنا ہے کہ میری سو جانیں ہوں اور ان تمام جانوں کو اللہ کی راہ میں اسی طرح کھولتے ہوئے پانی میں پھینک کر ختم کیا جائے تو شاہِ روم یہ بات سن کر بڑا حیران ہوا اور اس نے کہا کہ اگر تم میرے سر کو چوم لو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔آپؓ نے فرمایا کہ کیا سارے قیدی مسلمانوں کو بھی آزاد کردو گے۔اس نے کہا ''ہاں'' تو آپؓ نے اس کا سر پکڑ کر چوم لیا تو شاہِ روم نے سارے قیدی مسلمانوں کو آزاد کردیا۔حضرت عبداللہ تمام قیدی مسلمانوں کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچ گئے۔حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور حضرت عبد اللہ کے سر پر بوسہ دیا۔[۱۵]

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ مصر کی فتوحات میں حضرت عمرو بن العاص کے ماتحت شریک ہوئے۔جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے فسطاط۔[۱۶] علاقے پر فتح حاصل کرلی تو حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو عین شمس کی طرف ایک لشکر کا قائد بنا کر بھیجا۔[۱۷]

۱۴۔ الاستیعاب ۲/۲۸۵ ۱۵۔ الاصابہ ۲/۲۹۶

۱۶۔ معجم البلدان ۴/۲۶۱۔۲۶۶ ۱۷۔ معجم البلدان ۴/۱۷۸۔۱۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ اس علاقے پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۸ اسکندریہ فتح ہو جانے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ اور خود فسطاط کی طرف چلے گئے۔ رومی فوج نے قسطنطین بن ہرقل کو جو اس وقت روم کا بادشاہ تھا، خط لکھا اور اس کو بتایا کہ اسکندریہ میں مسلمان بہت تھوڑے ہیں تو شاہ روم نے اپنے ایک جرنیل کو ۳۰۰ بیڑے دے کر اسکندریہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ اسکندریہ میں داخل ہوا لیکن مسلمانوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی قیادت میں جم کر مقابلہ کیا اور اسکندریہ پر اپنے قبضہ کو برقرار رکھا۔ ۱۹

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے لشکر اسلام کی قیادت کے فرائض بڑی جرأت اور دانشمندی سے ادا کیے۔ اپنی حکمت عملی، شجاعت اور مضبوط ارادے کی بنا پر میدان جنگ میں بروقت فیصلہ صادر فرمایا کرتے تھے۔ یہ بڑے قابل اور تجربہ کار جرنیل تھے۔ علم وعمل، حسن اخلاق اور فصاحت و بلاغت سے آراستہ تھے۔ دینی مسائل پر ان کی گہری نظر تھی۔ انہوں نے سفارت کے فرائض بڑی دانشمندی اور ذمہ داری سے ادا کیے۔ صبر وتحمل اور حکمت و دانائی جیسی خوبیاں ان میں قابل رشک انداز میں پائی جاتی تھیں۔ جیسا کہ شاہِ روم کی قید میں انہوں صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور اس کی جانب سے نصرانیت کو قبول کرنے کی بنیاد پر حکومت میں حصہ دار بنانے کی پیشکش کا جواب انہوں نے انتہائی حکمت و دانائی سے دیا۔ یہ مشکل میں سے اپنے ساتھیوں کو نکالنے کے لیے ایسی چال چلتے کہ دشمن دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور شام ومصر کے تمام قائدین کا اعتماد زندگی بھر حاصل رہا۔

﴿اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم.﴾ ۲۰ والی آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے شام کے بہت سے معرکوں میں حصہ لیا وہاں کے ایک مشہور ومعروف علاقے عین شمس کو آپ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فتح کیا گیا۔ اور اس شہر میں جامعہ

۱۸۔ بلاذری فتوح البلدان' ص۔۳۰۴' بیروت' ۱۳۷۷ھ

۱۹۔ فتوح البلدان' ص ۳۱۰۔۳۱۱ ۲۰۔ القرآن (النساء) ۴/۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین شمس کے نام سے ایک بہت بڑی مشہور و معروف یونیورسٹی قائم ہے۔

حضرت عبداللہ نے حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں مصر میں وفات پائی اور آپ ﷺ کو وہیں دفن کیا گیا۔

تعارف شاہِ ایران کسریٰ : نبی کریم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کو کسریٰ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب رہا ہے۔۲۲ فارسی میں اسی کو خسرو کہتے ہیں۔ خسرو کے معانی ''ملکوں کی سرحدیں وسیع کرنے والا'' کے ہیں عربوں نے خسرو کو معرب کسریٰ کیا ہے۔۲۳

نبی کریم ﷺ کسریٰ اول انوشیرواں کے دور میں پیدا ہوئے۔ انوشیرواں کا دور ۵۳۱ء سے ۵۷۹ء تک رہا۔۲۴ اور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ۲۰ اپریل ۵۷۱ کو ہوئی۔ ۲۵ انوشیرواں کے بعد اس کا بیٹا ہرمز چہارم ۵۷۹ سے ۵۹۰ء تک برسرِ اقتدار رہا۔ ۲۶ ہرمز کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کسریٰ دوئم ''پرویز'' ۵۹۰ء سے ۶۲۸ء تک برسرِ اقتدار رہا۔ یہ وہی شاہِ ایران ہے جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی بھیجا۔ ۲۷ کسریٰ ثانی پرویز کا اصل نام ''مظفر'' تھا۔ اور یہ اپنے باپ کے قتل کے بعد برسرِ اقتدار آیا۔ ایرانی فوج کے جرنیل بہرام نے کسریٰ دوئم پرویز کی مخالفت کی اور دارالحکومت مدائن میں پہنچ کر اس کے سر سے تاج اتار دیا اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد رومی فوج نے پرویز کی معاونت کی جس کے نتیجے میں حالات بدل گئے۔ لڑائی کے دوران رومی غالب آ گئے۔ جس کی وجہ سے بہت سے عظمائے ملت بہرام کے خلاف ہو گئے۔ جو پہلے اس کے معاون تھے۔ بہرام کو اس معرکے میں آذربائیجان کے قریب بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ ۲۸ اس طرح یہ کسریٰ ثانی دوبارہ ایران کے تخت پر جلوہ نشین ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

اس بادشاہ کے دور میں ایران کا روم کے ساتھ حرب و ضرب کا سلسلہ جاری رہا۔ ایرانی

۲۱۔ طبقات ابن سعد ۴/۱۹۰۔ الاصابہ ۲/۲۹۶۔ اسد الغابۃ ۳/۱۴۴۔ البدایۃ النہایۃ ۷/۲۲۱۔ الزرکلی اعلام ۴/۲۰۶ ۲۲۔ لسان العرب ۶/ ۴۵۷ ۲۳۔ القاموس المحیط ۴/۴۴

۲۴۔ اقبال ڈاکٹر محمد ایران بعہد ساسانیاں ص۔ ۳۴۸۔۴۲۴۔ دہلی مطبوعات انجمن ترقی اردو ہند ۱۹۴۱ء

۲۵۔ الکامل فی التاریخ ۱/۲۸۱ ۲۶۔ شبلی نعمانی سیرۃ النبی ﷺ ۴/۲۱۶

۲۷۔ الکامل فی التاریخ ۱/۲۸۱۔ اسد الغابہ ۳/۱۴۲ ۲۸۔ ہیرلڈلیم (مترجم غلام رسول مہر) قسطنطنیہ ص ۱۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج نے ایشیا کی متعدد جہات اتطا کیہ اور دمشق پر قبضہ کرنے میں کامیابی حاصل کرلی اور پھر یہ فوج بیت المقدس میں داخل ہوگئی۔ اور اس نے عیسائیوں کے مذہبی شعار صلیب کو اکھاڑ کر ایران کے دارالحکومت مدائن میں بھیج دیا۔ پھر ایرانی فوج نے اسکندریہ اور مصر کے مختلف حصوں پر قبضہ کرلیا۔ ۶۱۵ء میں ایرانی فوج کی طاقت پورے زوروں پر تھی۔ یہ واقعات وحوادث کی وہ ایک جھلک ہے جو کسریٰ دوئم کے دور میں پیش آئے۔

میدانِ جنگ میں مسلسل کامیابیوں کی بنا پر کسریٰ دوئم کے ہاتھ بہت سا مال لگا۔ جس طرف اس نے قدم بڑھایا کامیابی اس کے شامل حال رہی۔ اس لیے پرویز کا نام "مظفر" مشہور ہوا۔ مظفر عربی زبان میں کامیاب انسان کو کہتے ہیں۔ ۲۹؎ اس نے اپنے ملک پر تقریباً ۳۷ سال حکومت کی۔ ۳۰؎ پھر اس کے بعد اس کا انجام بھی وہی ہوا جو اس کے باپ کا ہوا تھا۔ آخر کار اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کو قتل کر دیا اور خود ایران کا حکمران بن گیا۔ ۳۱؎ کسریٰ دوئم کا قتل مارچ ۶۲۸ء یعنی ۷ھ کو ہوا۔ ۳۲؎

۲۹۔ تاریخ الامم والملوک، ۲/۱۷۶ ۳۰۔ تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۱۸

۳۱۔ ایران بعہد ساسانیان، ۴۲۶، ۴۷۷ ۳۲۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی رضی اللہ عنہ

﴿حاطب بن ابی بلتعہ عمرو بن عمیر بن سلمہ بن صعب بن سہل ابن العتیک بن سعاد بن راشدہ بن جزیلہ بن لخم بن عدی.﴾۱

حضرت حاطب کی کنیت ابو عبداللہ یا ابو محمد تھی۔ ان کے سلسلہ نسب میں اختلاف ہے۔ بعض انہیں قحطانی النسل قرار دیتے ہیں اور بعض بنو لخم بن عدی کا حلیف بتاتے ہیں۔ اصحابِ سیر کا عام رجحان یہ ہے کہ ان کا آبائی وطن یمن تھا۔ مکہ میں غلامی یا حلیفانہ تعلقات کے باعث سکونت پذیر تھے۔۲

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ قبیلہ بنو اسد کے حلیف تھے۔۳ مکہ معظمہ میں اناج کی تجارت ان کا پیشہ تھا۔ جسے بہت فروغ حاصل ہوا۔ عنفوانِ شباب میں ہی انہوں نے شہسواری، نیزہ بازی، تیراندازی اور شمشیر زنی میں مہارت پیدا کر لی تھی۔ اور زمانۂ جاہلیت میں قریش کے مشہور شہسوار اور شاعر مانے جاتے تھے۔۴ حضرت حاطب اسلام کے پہلے ہی مراحل میں حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد شعر و شاعری سے پہلو تہی اختیار کرنے لگے۔۵ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات تھے۔ وہ بھی قدیم الاسلام صحابہ کرام میں سے ہیں۔۶

جب نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اپنے حلیف حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر ہجرت پر روانہ ہوئے حضرت زبیر نے حبش کی طرف دو مرتبہ ہجرت اختیار کی تھی۔ حبشہ کی طرف دونوں ہجرت میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ان کے ہمراہ نہیں تھے۔۷ بلکہ مکہ میں رہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو نبی اکرم ﷺ نے رخیلہ بن خالد کے ساتھ مواخات کا رشتہ

۱۔ اسد الغابۃ ۱/۳۶۰، الاصابہ ۱/۳۰۰۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۵۱ ۲۔ طبقات ابن سعد ۳/۱۱۴

۳۔ اسد الغابۃ ۱/۳۶۱۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۵۱

۴۔ الاصابہ ۱/۳۰۰ ۵۔ العسقلانی ابن حجر تہذیب ۲/۱۲۸ حیدرآباد دکن ۱۸۲۷ھ

۶۔ جوامع السیرۃ ص۔۴۶۔ ابن عبدالبر الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص۔۴۱ القاہرہ ۱۳۸۶ھ

۷۔ بلاذری احمد بن یحیٰ انساب الاشراف ۱/۲۰۱۔۲۰۲۔ القاہرہ ۱۹۵۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کیا۔۸

جبکہ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کے ساتھ مواخات قائم کی۔۹ اور یہ دوسری روایت پہلی روایت سے زیادہ درست دکھائی دیتی ہے اور اکثر مصادر و مراجع میں اس کی تائید ملتی ہے۔۱۰ حضرت حاطب نے غزوۂ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔۱۱ اسی طرح یہ غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے۔۱۲ اور اس غزوے میں انہوں نے تیراندازی کرتے ہوئے کمال مہارت کا مظاہرہ کیا۔۱۳

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو ایک کنواں۱۴ کھودنے کا حکم دیا تاکہ مجاہدین بوقت ضرورت اس سے فیض یاب ہو سکیں۔۱۵ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ میں بھی شریک ہوئے۔۱۶ اور بیعتِ رضوان کے موقع پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔۱۷

جب نبی کریم ﷺ نے اللہ کے حکم سے ارادہ فرمایا کہ مکہ مکرمہ کو شرک کی آلائشوں سے پاک وصاف کرکے اسے امن کا گہوارہ بنا دیا جائے اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ اس عظیم شہر کو فتح نہیں کرلیا جاتا۔ آپ ﷺ نے اس منصوبے کو صیغۂ راز میں رکھا تاکہ قبل از وقت اہلِ مکہ کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔۱۸

آپ نے مدینہ منورہ میں اپنے مخبر پھیلا دیے تاکہ وہ اس خفیہ منصوبہ کی اطلاع باہر نہ جانے دیں۔ اس نازک ترین موقع پر ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا جس سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا ایک انوکھا پہلو کھل کر سامنے آیا۔ ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر رسول ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر ہی لیا تو یقیناً فتح آپ ﷺ کو ہی ہوگی کیونکہ آپ کا ہر اقدام اللہ کے حکم اور اشارے سے ہوتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے اجتہاد کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اہلِ مکہ کو پیشگی اطلاع کر دی

۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۲/ ۱۲۵۔۱۲۶۔ جوامع السیرۃ ص۔۹۷؛ الدرر ص۔۹۹
۱۰۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۱۱۴ ۱۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۲/ ۳۲۸۔ مغازی الواقدی ۱/ ۱۵۴
۱۲۔ مغازی الواقدی ۱/ ۲۴۳۔ انساب الاشراف ۱/ ۳۲۳
۱۳۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۱۱۵ ۱۴۔ جوامع السیرۃ ص ۲۰۳ ۱۵۔ مغازی الواقدی ۲/ ۴۲۵
۱۶۔ جوامع السیرۃ۔ ص ۲۰۸ ۱۷۔ مغازی الواقدی۔ ۲/ ۲۰۳ ۱۸۔ اسد الغابۃ ۱/ ۳۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔انہوں نے قریش کے تین اشخاص صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل کی طرف خط لکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں جنگ کا اعلان کردیا ہے اور آپ ﷺ فوج لے کر مکے کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔

اور یہ خط مزینہ قبیلے کی ایک غیر مسلم عورت کو دیا جس کا نام کنود تھا اور اس سے یہ طے کیا کہ اگر تم یہ خط مکے پہنچا دو تو اس کے بدلے ایک دینار ملیں گے۔لیکن شرط یہ کہ اس خط کا کسی کو پتہ نہ چلے اس خاتون نے خط کو اپنے سر کی مینڈھیوں میں چھپالیا اور اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوگئی۔اللہ تعالی نے وحی کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کردی۔آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اس خاتون کے تعاقب میں بھیجا اور حکم دیا کہ اس سے خط لے کر واپس آئیں۔وہ روانہ ہوئے اور حمراء الاسد کے مقام پر اس عورت کو جا پکڑا۔[19]

دونوں نے اس عورت کو خط نکالنے کا حکم دیا۔تو اس نے اپنے بالوں میں چھپایا ہوا خط نکال کر ان کے سپرد کردیا۔وہ دونوں یہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے اعتراف کرلیا آپ ﷺ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ میرے بارے میں جلد فیصلہ نہ فرمائیں۔ میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ ﷺ پر پختہ ایمان رکھتا ہوں۔میں نے یہ کام کسی کفر وارتداد کی وجہ سے نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں کفر کو پسند کرتا ہوں۔میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اہل مکہ میرا یہ احسان مانتے ہوئے میرے رشتہ داروں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔اللہ جانتا ہے کہ اس کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ سچ کہتا ہے۔اس کے بارے میں خیر و بھلائی کے جذبات اپناؤ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چونکہ جلالی طبیعت کے تھے فرمانے لگے یارسول اللہ! اس نے خیانت کا ارتکاب کیا مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔اے عمر! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿اعلموا ماشئتم قد غفرت لکم﴾[20]

19۔ مغازی الواقدی ۲/۷۹۷،۷۹۸ 20۔ اسد الغابہ ۱/۳۶۰ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔''

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ-﴾ [۲۱]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معاف کر دیا۔

سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۱ پر اس خط کی عبارت درج ہے۔ جو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہلِ مکہ کے نام تحریر کیا تھا۔

﴿ان رسول الله ﷺ قد توجه الیکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل و اقسم بالله لو سار الیکم وحده لینصر نه الله تعالی علیکم فانه منجز له ماوعده فیکم فان الله تعالی ناصره و ولیه.﴾ [۲۳]

رسول اللہ ایک لشکر جرار لے کر سیلاب کی مانند تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں۔ بخدا! اگر وہ اکیلے بھی آپ کی طرف روانہ ہو جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں تم پر غالب کر دے گا۔ اللہ ان کے تمام ان وعدوں کو پورا کرنے والا ہے جو اس نے تمہارے بارے میں ان سے کیے ہیں۔ بلاشبہ اللہ ان کا حامی و مددگار ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ غزوۂ فتح مکہ میں بھی شریک ہوئے جو ماہ رمضان ۸ھ کو ہوا۔ [۲۴] اس کے علاوہ غزوۂ حنین میں بھی شرکت کی جو ماہ شوال ۸ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔ [۲۵] انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً تمام غزوات میں شرکت کی۔ بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ [۲۶] انہوں نے غزوات کے دوران اپنی تیر اندازی سے بہت سے مشرکین کو ڈھیر کیا۔ جب رسول کریم ﷺ نے انہیں مصر کے حکمران مقوقس کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تو انہوں نے وہاں اپنی زود فہمی، دانشمندی اور حاضر جوابی سے مقوقس کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ [۲۷]

اور جب حضرت حاطب، مقوقس سے ملاقات کر کے واپس لوٹے تو اس نے ان کے

۲۱۔ قرآن الحکیم (الممتحنۃ) ۶۰:۱

۲۲۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۵۱، الاصابہ ۱/۳۰۰۔ اسد الغابہ ۱/۳۶۲، ۳۶۲

۲۳۔ الحلبی، علی بن برھان الدین، سیرہ حلبیہ ۳/۱۱۔ طبعہ مصطفیٰ محمد القاہرہ س۔ن

۲۴۔ جوامع السیرۃ ۲۲۶ ۲۵۔ مغازی الواقدی ۹۰۹ ۲۶۔ طبقات ابن سعد ۳/۱۱۴

۲۷۔ ابن عبدالحکم، فتوح مصر والمغرب، ص۔ ۶۵، الجنۃ البیان العربی س۔ن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے تحفے بھیجے۔ان تحائف میں تین کنیزیں بھی تھیں۔ان میں ایک ماریہ قبطیہ تھیں اور دوسری ان کی بہن شیریں تھیں۔ ۲۸؎ حضرت حاطب نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔حضرت ماریہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجیت میں لیا اور ان کی بہن کو حضرت حسان بن ثابت کے سپرد کر دیا۔اور تیسری کنیز کو حضرت جہم بن قیس العبدری کی تحویل میں دے دیا۔ ۲۹؎ ان کے علاوہ بہت سے قیمتی تحائف،سونا،قیمتی کپڑوں کے جوڑے اور مال ومتاع سے نوازا۔ ۳۰؎

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کو پیارے ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو انہوں نے دوبارہ حضرت حاطبؓ کو شاہِ مصر مقوقس کی جانب بھیجا۔اس نے آپ سے پھر احترام واکرام کا سلوک کیا۔اور مصر کے مشرقی جانب پر واقع ایک علاقہ ان کے سپرد کر دیا۔یہ حضرت عمرو بن العاص کی مصر کی طرف فاتحانہ پیش قدمی تک اس علاقہ کے سربراہ رہے۔یاد رہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے ۲۰ھ کو مصر فتح کیا۔ ۳۱؎ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ۳۰ھ کو بمطابق ۶۵۰ء کو 65 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔جبکہ ان کا سن پیدائش ۵۸۵ء تھا۔حضرت عثمان بن عفان نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ۳۲؎ انہوں نے ورثہ میں ۴ ہزار دینا اور ایک گھر چھوڑا۔ان کا وسیع کاروبار تھا۔بڑے حسین وجمیل تھے۔قد چھوٹا تھا ہاتھوں کی انگلیاں مضبوط اور موٹی تھیں۔بلا کے ذہین تھے۔ان کو سیاسی معاملات نمٹانے کا وسیع تجربہ تھا۔ ۳۳؎ الغرض حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بڑے جلیل القدر صحابی،سچائی کے خوگر مجاہد اور کامیاب سفیر تھے۔انہوں نے حاکمِ مصر مقوقس کے دربار میں سفارت کے فرائض نہایت کامیاب اور بہادری سے سرانجام دیے۔

حاکمِ مصر مقوقس: براعظم افریقہ کے شمال میں مصر کا ملک تاریخ کے ابتدائی زمانے سے تہذیب وتمدن اور خاص سیاسی عظمت کا مالک رہا ہے۔جہاں کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔بعثتِ نبوی کے وقت مصر میں دو قومیں آباد تھیں۔ایک قبطی جو مصر کے اصل باشندے تھے۔

۲۸۔ الکامل فی التاریخ،۲/۲۲۵ ۲۹۔ فتوح مصر والمغرب،۶۷

۳۰۔ البلخی،ابوزید احمد بن سہل،البدء والتاریخ،۴/۲۲۹۔پاریز،۱۸۹۹ ۳۱۔ الاستیعاب،۱/۳۴۶۔۳۴۸

۳۲۔ طبقات ابن سعد،۳/۱۱۴۔تہذیب الاسماء واللغات،۱/۱۵۲ ۳۳۔طبقات ابن سعد،۳/۱۱۴۔۱۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے رومی (بازنطینی) جنہوں نے مصر کو اپنی نو آبادیاتی بنا رکھا تھا۔ رومی حاکم مصری عوام کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے اور ان کے جارحانہ اثر سے قبطیوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ۳۴

جب ہرقل نے ۶۲۳ء بمطابق ۲ ھ میں ارمینیہ کا دورہ کیا تو وہاں سرکاری اور مذہبی امور میں یکسانیت پیدا کرتے ہوئے ارمینیہ کے باشندوں میں اتحاد پیدا کیا اور سب کو ایک ہی مذہبی پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اس کے چار سال بعد ہرقل نے قوقاز کا دورہ کیا اور وہاں کے مذہبی راہنما قیرس مطران سے ملاقات کی اور اس کے دینی علم سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور اسے اپنی طرف سے اسکندریہ میں پوپ مقرر کر دیا۔ اس نے وہاں جا کر اسکندریہ کے باشندوں کو اپنے علم و عمل سے متاثر کیا اور اسکندریہ کے بیشتر باشندوں نے اس کو دلی طور پر اپنا مذہبی اور سیاسی راہنما تسلیم کر لیا۔ اسی کو مقوقس کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۳۵

ایک اور روایت کے مطابق مقوقس کا اصل نام ''جریج بن میناء'' تھا۔ اور مقوقس لقب تھا اور یہ ہرقل کی جانب سے مصر کا نائب السلطنت تھا۔ اس نے مسیحی دین اختیار کر لیا تھا۔ اور عیسائی مذہب کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس کا دارالسلطنت مصر کا مشہور شہر ''اسکندریہ'' تھا۔ ۳۶ یہی وہ شخصیت ہے جس کی طرف نبی کریم ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا اور یہ حضرت حاطب سے بڑی عزت اور تکریم سے پیش آیا۔ اس کو ایک دفعہ ۶۴۰ء بمطابق ۲۰ ہجری میں شاہِ روم ہرقل نے اس کے عہدے سے معزول کر دیا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ۲۰ ھ میں حضرت عمرو بن العاص اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر بابلیون کے قلعہ میں پڑاؤ کیا ۳۷ تو مقوقس بھی لشکر لے تیزی سے بابلیون کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ لشکر اسلام کو روکا جا سکے۔ اس نے قلعہ کے گرد خندق کھدوادی اور خود لشکر سمیت قلعے میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جب لشکرِ اسلام نے قلعہ کا محاصرہ تنگ کر دیا تو یہ قلعے کو چھوڑ کر جزیرہ روضہ کی طرف بھاگ نکلا۔ ۳۸

مقوقس نے لشکرِ اسلام کے جرنیل حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہماری طرف اپنے نمائندے بھیجیں تاکہ ہم اس کے ساتھ باہمی تبادلہ خیال کے بعد کسی نکتہ پر

۳۴۔ سیرۃ حلبیہ ۲۸۲/۳ ۳۵۔ مصری، محمد فرج، عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص ۱۶۰۔۱۶۱
۳۶۔ سیرۃ الحلبیہ ۲۸۲/۳ ۳۷۔ معجم البلدان ۳۱۱/۱، ۳۱۲ ۳۸۔ جزیرہ روضہ آج کل قاہرہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق کر سکیں۔اور لڑائی کی نوبت نہ آئے۔مقوقس کا یہ خط لے ایک وفد حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں پہنچا۔آپؓ ان کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آئے۔[39] اس وفد نے واپس جا کر لشکرِ اسلام کے اوصاف کا تذکرہ مقوقس سے کیا جس سے مقوقس بہت متاثر ہوا۔ اس کی خواہش پر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنا ایک وفد اس کے پاس حضرت عبادہ بن صامتؓ کی قیادت میں بھیجا اور اسے یہ پیغام بھیجا کہ یا تو اسلام قبول کرلو یا جزیہ ادا کرو یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔حضرت عبادہ بن صامتؓ نے مقوقس کے دربار میں نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔اور مقوقس نے اپنے مشیروں اور قوم کے مشورہ سے کہا کہ اپنا دین تو ہم نہیں چھوڑ سکتے اور لڑائی کی صورت میں موت دکھائی دیتی ہے۔لہٰذا ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔جبکہ رومی فوج اور ان کے شہنشاہ ہرقل کا خیال تھا کہ مقوقس لڑائی کی تیاری کرے۔لیکن مقوقس کسی بھی صورت میں لشکر اسلام سے لڑائی کے لئے آمادہ نہ ہو رہا تھا۔شاہِ روم ہرقل اس صورتِ حال سے بڑا سیخ پا ہوا۔اور کہنے لگا کہ بڑے تعجب کی بات ہے ہماری فوج ایک لاکھ جبکہ مسلمان تعداد میں صرف بارہ ہزار ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ مقوقس سلطنت روم کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہو رہا ہے۔یا بزدلی کا ثبوت دے رہا ہے۔چنانچہ اس نے غصے میں آکر مقوقس کو اس کے منصب سے معزول کر دیا یہ واقعہ ۶۴۰ء بمطابق ۲۰ھ کے تقریباً اختتام کا ہے۔[40] ۶۴۱ء کو بمطابق ۲۱ھ کو شاہِ روم ہرقل فوت ہو گیا۔اور مقوقس دوبارہ "اسکندریہ" پر قابض ہو گیا اور اس نے لشکرِ اسلام کے ساتھ صلح کر لی۔[41] اور یہ صلح نومبر کی ۸ تاریخ ۶۴۱ء بمطابق ۲۱ھ کو ہوئی اور اسے تاریخ میں "صلح اسکندریہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۳۹۔ مصری، محمد فرج، عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص۔۲۱۵

۴۰۔ مصری، محمد فرج، عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص ۲۱۶۔۲۱۸

۴۱۔ مصری، محمد فرج، عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص۔۲۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ

﴿شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کثیر بن غنم بن دودان بن خزیمہ الاسدی ﷛۱

حضرت شجاع بن وہب الاسدی ﷛ قریش کے قبیلے بنی عبد شمس کے حلیف تھے اور ان کی کنیت ابو وہب تھی۔۲ یہ قدیم الاسلام تھے اور اس حوالے سے انہیں سابقون الاولون میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔۳ حبشہ کی دوسری ہجرت میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ شریک سفر ہوئے اور جب حبشہ میں مہاجرین کو یہ اطلاع ملی کہ اہلِ مکہ نے اسلام قبول کرلیا ہے تو یہ مکہ واپس لوٹ آئے۔۴ نبی اکرم ﷺ نے جب مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو شجاع بن وہب الاسدی نے پہلے مرحلے میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔۵

مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم نے شجاع بن وہب ﷛ اور اوس بن خولی ﷛ کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ خولی بنی عوف بن الخزرج قبیلہ سے تھے۔۶ حضرت شجاع بن وہب الاسدی ﷛ نے غزوۂ بدر میں شرکت کی۔۷ ان کے بھائی عقبہ بن وھب کو بھی اس غزوۂ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔۸ حضرت شجاع عکاشہ بن محصن کی قیادت میں معرکہ الغمر میں شریک ہوئے۔۹ یہ معرکہ ۶ ہجری ماہ ربیع الاول کو پیش آیا۔۱۰ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ تمام غزوات میں حصہ لیا اور جہادی کارنامے سرانجام دیے۔۱۱

ان جہادی کارناموں اور تجربات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ۲۴ مجاہدین کے لشکر کا قائد بنا کر ماہ ربیع الاول ۸ ھ کو بنو ہوازن کے مقابلے کے لیے السی مقام پر روانہ کیا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے ۵ دن کی مسافت پر واقع تھا۔۱۲ حضرت شجاع بن وہب اس لشکر کو لے کر صبح

۱۔ الاصابہ ۲/۲۳۸ ۲۔ اسد الغابہ ۲/۳۸۶ ۳۔ الاصابہ ۲/۱۳۸ ۴۔ اسد الغابہ ۲/۳۸۶
۵۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۸۰، جوامع السیرۃ ۸۷ ۶۔ المحبر ص۔ اسد الغابہ ۲/۳۸۶
۷۔ مغازی الواقدی ۱/۱۵۴ ۸۔ اسد الغابہ ۲/۳۸۶ ۹۔ طبقات ابن سعد ۲/۶۱
۱۰۔ مغازی الواقدی ۲/۵۵۰ ۱۱۔ اسد الغابہ ۲/۳۸۶
۱۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۸، معجم البلدان ۳/۳۰۱، ۳۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقت السسی مقام پر پہنچے اور اچانک وہاں کے باشندوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے اچانک حملے سے وہ لوگ سنبھل نہ سکے اس طرح مجاہدین کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا۔ ہر ایک مجاہد کے حصے میں ۱۵، ۱۵ اونٹ آئے اور اس معرکے میں کل ۱۵ دن صرف ہوئے۔ ۱۳؎ حضرت شجاع بن وہب دراز قد اور کمزور جسم کے مالک تھے۔ یہ بڑے پختہ عزم، دلیر اور نڈر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ یہ درجۂ اول کے مجاہدین میں سے تھے اور نبی اکرم ﷺ پر ان کا کمال درجے پختہ ایمان تھا۔ ۱۴؎

گفتگو بڑی فصاحت و بلاغت سے کرتے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے حارث بن شمر الغسانی کی طرف سفارت کے فرائض بڑی کامیابی سے ادا کیے۔ صبر، حکمت، دانشمندی، منصوبہ بندی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کی ظاہری شخصیت بھی بہت رعب دار تھی۔ شہادت حضرت شجاع بن وہب الاسدی کی محبوب خواہش تھی اور انہوں نے جنگِ یمامہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ ۱۵؎ جنگِ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کی خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں شرکت کے وقت ان کی عمر تقریباً ۴۵ سال تھی اور یہ جنگ ۱۱ھ کو لڑی گئی۔ ۱۶؎

حارث بن ابی شمر الغسانی، رئیسِ یمامہ : ﴿حارث بن الاعرج بن ابی شمر بن عمر و بن حارث بن عوف بن عمرو بن عدی بن عمر و بن مازن بن الزد﴾ ۱۷؎

حارث بن الاعرج بن ابی شمر الغسانی غسان قبیلے کی طرف منسوب تھا۔ اس قبیلہ کا نام غسان اس بنا پر پڑا کہ یہ قبیلہ یمن کے مشہور و معروف ڈیم ''سد مآرب'' کے پاس رہائش پذیر تھا۔ اور اس ڈیم کو غسان کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس بنا پر اس قبیلے کا نام غسان پڑ گیا۔ جب یمن کا یہ ڈیم سیل عرم کی وجہ سے منہدم ہو گیا تو یہ قبیلہ یمن سے شام کے پہاڑی علاقے میں جا کر آباد ہو گیا اور وہاں انہوں نے سلطنت روما کی حمایت سے بلقاء۔ ۱۸؎ اور حوران۔ ۱۹؎ کے علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ محلات بنائے اور وہاں ایک شہر آباد ہو گیا۔ اور علاقہ حوران میں

۱۳۔ ابن سید الناس، عیون الاثر، ۲/۵۶ ادار الجیل، بیروت، ۱۹۷۴ء انساب۔ الاشراف، ۱/۳۸۰۔ مغازی الواقدی، ۲/۷۵۳ ۱۴۔ طبقات ابن سعد، ۳/۹۴ ۱۵۔ معجم البلدان، ۵/۴۴۱
۱۶۔ الکامل فی التاریخ، ۲/۳۶۰۔۳۶۱۔ الاصابہ، ۲/۱۳۸ ۱۷۔ جمہرۃ انساب العرب، ص۔ ۳۷۲
۱۸۔ معجم البلدان ۱/۴۸۹ ۱۹۔ معجم البلدان ۲/۳۱۷۔۳۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصریٰ۔۲۰؎ شہر کو دارالحکومت قرار دیا اور اس قبیلے نے وہاں تقریباً ۶ صدیوں تک حکومت کی اور اس کے کل ۳۲ حکمران ہوئے۔ سب سے پہلا حکمران جفنہ بن عمرو اور آخری جبلہ بن ایہم تھا۔ اسی سے مسلمانوں نے اس علاقہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور یہاں پر اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ آخری غسانی حکمران جبلہ بن ایہم، حارث بن شمر کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور یہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مسلمان ہوا لیکن پھر مرتد ہو گیا اور قیصرِ روم کی طرف بھاگ گیا اور رومیوں کے ساتھ مل گیا۔ اس کا تذکرہ تاریخِ عرب میں بنو تغلب کے حوالے سے ملتا ہے۔ جو سرزمین شام میں آباد تھے۔۲۱؎

حارث بن ابی شمر الغسانی بہت بہادر، نڈر اور جنگجو تھا۔ امن و امان کے بجائے لڑائی جھگڑے کی طرف اس کی طبیعت زیادہ مائل تھی۔ اس نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ معرکہ آرائی میں گزار دیا۔ اور بہت سے معرکوں میں کامیابیاں حاصل کیں۔ تاریخِ عرب کی مشہور لڑائی جو معرکہ عین اباغ۔۲۲؎ کے نام سے مشہور ہے، اس میں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی۔ اس معرکے میں اس کا مقابلہ منذر بن مآء السماء سے ہوا۔۲۳؎

تاریخ میں حارث کا نام اس لیے مشہور ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنے سفیر شجاع بن وہب الاسدیؓ کے ہاتھ ایک خط روانہ کیا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی۔ لیکن اس نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ حارث بن ابی شمر الغسانی ۸ھ بمطابق ۶۳۰ء فتح مکہ کے سال فوت ہوا اور اس کے بعد جبلہ بن ایہم حکمران بنا۔۲۴؎

۲۰۔ معجم البلدان ۱/۴۴۱۔۴۴۲ ۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۶۸
۲۲۔ معجم البلدان ۴/۱۷۵۔۲۳ الکامل فی التاریخ ۱/۵۴۲۔۵۴۷
۲۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ

سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی ۔[۱] حضرت سلیط کی کنیت ابو الوضاح تھی ۔[۲] ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن الحارث بن عمرو بن عبس یمن سے تعلق رکھتی تھیں ۔[۳] نبی کریم ﷺ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ابھی دار ارقم میں فروکش نہیں ہوئے تھے کہ سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی ۔[۴] ان سے پہلے ۲۰ مرد و زن مسلمان ہو چکے تھے ۔ اور یہ اکیسویں مسلمان تھے ۔[۵] انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا ۔[۶]

جب اہل مکہ نے مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کی حالتِ زار کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا:

﴿لو خرجتهم الى ارض الحبشة فان بها ملكا لايظلم عنده احد وهى ارض صدق ،حتى يجعل الله فرجاً مما انتم فيه﴾

''اگر تم سرزمینِ حبشہ کی طرف چلے جاؤ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے کہ اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا ۔ حبشہ امن و صداقت کی سرزمین ہے ۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارے لئے اس مصیبت سے چھٹکارا دے کر کشادگی پیدا کر دے ۔''

یہ حکم پا کر صحابہ کرام اپنے دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی طرف چلے ۔ یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی ۔[۷] حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے ان افراد میں حضرت سلیط بن عمرو بھی تھے ۔[۸]

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شرکت کی ۔[۹] لیکن زیادہ راجح یہی ہے کہ یہ پہلی دفعہ ہجرت کرنے والوں کے ساتھ تھے ۔ اور اکثر مصادر بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں ۔ ان کے ساتھ ہجرت حبشہ میں ان کی بیوی فاطمہ بنت علقمہ بھی تھیں ۔[۱۰]

۱۔ جمہرۃ انساب العرب' ص ۱۶۶ ۔ الاصابۃ ۲/۷۱ ۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۰۳

۲۔ انساب الاشراف ۱/۲۱۹ ۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۰۳ ۴۔ انساب الاشراف ۱/۲۱۹

۵۔ جوامع السیرۃ ۴۴ ۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۶۰ ۶۔ الاصابۃ ۲/۷۱

۷۔ ابن ہشام' السیرۃ النبویۃ ۱/۳۴۳ ۸۔ ابن ہشام' السیرۃ النبویۃ ۱/۳۵۲

۹۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۰۳ ۱۰۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سلیط بن عمرو غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ بدر میں اس لئے شریک نہ کر سکے کیونکہ وہ اس وقت حبشہ میں تھے۔ [11]

غزوۂ بدر کے علاوہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔ [12] نبی کریم ﷺ نے حضرت سلیط بن عمرو کو نجد کے علاقے یمامہ کے دو رئیسوں ہوذہ بن علی الحنفی اور ثمامہ بن اثال کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ [13] ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلیط ؓ کو صرف ہوذہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ [14] جبکہ دوسری روایت یہ ہے کہ ہوذہ اور ثمامہ بن اثال دونوں کی طرف بھیجا۔ [15] اور تاریخ میں وہ خط محفوظ نہیں رہا جو نبی کریم ﷺ نے ثمامہ کی طرف بھیجا تھا۔ [16]

شہادت: جب نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا۔ ان میں سے ایک فتنہ مسیلمہ کذاب کا تھا۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت سلیط بن عمرو بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ اور اسی معرکۂ یمامہ میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ [17] یہ معرکہ ۱۱ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔ [18]

الغرض حضرت سلیط بن عمرو العامری بڑے فصیح و بلیغ، تجربہ کار، اخلاقِ حسنہ سے آراستہ، صبر و تحمل کے خوگر، بڑے منصوبہ ساز، ذہین و فطین اور قبائل کے حسب و نسب سے واقفیت رکھنے والے جلیل القدر صحابی تھے۔ انہوں نے ۶ ہجری کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہوذہ بن علی الحنفی اور ثمامہ بن اثال کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔

۱۱۔ ایضاً
۱۲۔ طبقات ابن سعد، ۴/۲۰۳
۱۳۔ جوامع السیرۃ، ص ۲۹ ۱۴۔ الکامل فی التاریخ، ۲/۲۱۰ ۱۵۔ اسد الغابۃ، ۲/۳۴۴
۱۶۔ المقریزی، امتاع الاسماع، ج۔۱، ص ۳۰۸، مطبع الجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، مصر
۱۷۔ طبقات ابن سعد، ۴/۲۰۳ ۱۸۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/۲۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھوذہ بن علی الحنفی ۔رئیسِ یمامہ: ﴿ھوذہ بن علی بن ثمامہ بن عمرو بن عبد العزیز بن صحیم بن مرہ بن الدؤل بن حنیفہ﴾[19]

ھوذہ بن علی عہد نبوی میں بنو حنیفہ کا مشہور و معروف شاعر اور خطیب تھا۔ یہ شاہِ ایران کسریٰ کے دربار میں بھی ایک دفعہ گیا اور اس سے ملاقات کی۔ ھوذہ بڑا حسین و جمیل اور فصیح و بلیغ انسان تھا۔ شاہِ ایران اس کی گفتگو سن کر انگشت بدنداں رہ گیا اور اس نے اسے موتیوں کا ایک قیمتی ہار اور ایک قیمتی عالی شان ریشم کا چوغہ بطور تحفہ دیا۔ اس کے بعد یہ ھوذہ صاحب تاج کے نام سے مشہور ہوا۔ ھوذہ بڑا بہادر، دانش ور، شاعر اور خطیب تھا۔ اس کے شاہِ ایران کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ ایرانی تجارتی قافلے، جو مدائن سے یمن اور یمن سے مدائن کے درمیان رواں دواں رہتے ان کی حفاظت ھوذہ بڑی ذمہ داری سے کیا کرتا۔ یہ نصرانی مسلک کا تھا۔[20] ۸ ہجری بمطابق ۶۳۰ عیسوی اس نے وفات پائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو خبر دی کہ ھوذہ بن علی الحنفی فوت ہو گیا ہے۔[21] اسی ھوذہ کی طرف سفیرِ رسول ﷺ حضرت سلیط بن عمرو اسلام کا پیغام لے کر گئے۔[22] لیکن اس نے اسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

ثمامہ بن اثال: ﴿ثمامہ بن اثال بن نعمان بن سلمہ عتیبہ ابن ثعلبۃ بن یربوع بن ثعلبہ بن دؤل بن حنیفۃ الحنفی ابو امامۃ الیمامی۔﴾[23]

ثمامہ بن اثال علاقہ نجد کا سربراہ تھا۔ نجد میں وافر مقدار میں غلہ پیدا ہوتا تھا اور اہلِ مکہ کی غذا کا بیشتر حصہ یہیں سے پورا ہوتا تھا۔ ثمامہ کا شمار زمانہ جاہلیت کے بارعب عرب سرداروں میں ہوتا تھا۔ اور وہ بنو حنیفہ کا ہر دلعزیز سردار تھا۔

زمانہ جاہلیت میں جب ثمامہ کو رسولِ اقدس ﷺ کا خط ملا تو اس وقت اس نے بڑی حقارت سے خط کو دیکھا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لیکن بعد میں فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ تاریخ میں کچھ اس طرح مذکور ہے کہ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے نبی کریم ﷺ نے نجد کی جانب کچھ سوار بھیجے۔ جو بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر

۱۹۔ جمہرۃ انساب العرب، ص ۔۳۱۰ ۔ ۲۰۔ تاریخ الامم والملوک ۱/۱۶۹۔۱۷۱

۲۱۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۲ ۔ ۲۲۔ اسد الغابۃ ۲/۳۴۴ ۔ ۲۳۔ الاصابۃ ۱/۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کسے پکڑ لائے ہو یہ ثمامہ بن اثال ہے۔ اس سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے پاس آ کر پوچھا۔

''اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا اے محمد ﷺ میرے پاس بھلائی ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر نوازش کریں گے تو ایک دن قدر دان پر نوازش کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہیں مانگ لیں۔ تو آپ ﷺ اسے چھوڑ کر چلے آئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر آپ نے اسے کہا کہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا کہ جو میرے پاس ہے وہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ثمامہ کو آزاد کر دو۔ تو وہ گیا اور بقیع الغرقد کے پاس پہنچ کر درختوں کے جھنڈ میں ایک تالاب پر غسل کیا اور واپس آ کر نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر وہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ پہنچا اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ! تم بے دین ہو گئے ہو۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اعلیٰ دین، دینِ محمدی قبول کر لیا ہے۔ اے اہلِ مکہ! مجھے رب ذوالجلال کی قسم! اب یمامہ سے تمہاری طرف گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک محمد ﷺ اجازت نہ دے دیں۔ یہ کہہ کر ثمامہ چلا گیا اور وہاں جا کر اناج کی سپلائی روک دی۔ اہل مکہ نے رسول ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو آپ ﷺ نے ثمامہ کو اہل مکہ کی طرف گندم روانہ کرنے کا حکم دیا۔ ۲۴

حضرت ثمامہ ؓ مشہور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ہم وطن تھے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ زور وشور سے اٹھا اور فتنۂ ارتداد ہر طرف پھیل گیا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پوری قوت سے مرتدین کی مخالفت کی اور ان کے خلاف جنگ لڑی تو مرتدین کے اس استیصال میں حضرت ثمامہ برابر کے شریک تھے۔ ۲۵ مرتدین کے استیصال کے بعد بنی قیس کے مرتد سردار کا حلہ اس کے قاتل سے خریدا اسے پہن کر نکلے، بنو قیس نے ان کے بدن پر اپنے سردار کا حلہ دیکھ کر سمجھا کہ اس نے ہی ہمارے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ حلہ انہیں سلب میں ملا ہے چنانچہ اس شبہ میں انہوں نے ثمامہ ؓ کو شہید کر دیا۔ ۲۶

۲۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۳۱۵۔ الاصابہ ۳۰۲۔ اسد الغابۃ ۱/ ۲۴۶، ۲۴۷

۲۵۔ الاصابہ ۱/ ۲۰۳   ۲۶۔ الاصابہ ۱/ ۲۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

﴿عمرو بن العاص بن وائل بن ھاشم بن سعید بن سھم بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی بن غالب۔﴾ [۱]

حضرت عمرو بن العاص مکہ کے مشہور ومعروف قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو سہم سے تعلق رکھتے تھے۔ بنو سہم کو جہاں ایک طرف افرادی قوت میں امتیاز حاصل تھا وہاں سیاسی لحاظ سے بھی وہ بلند مقام پر فائز تھے۔[۲] حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا والد عاص بن وائل قبیلہ بنو سہم کا سردار تھا۔ وہ مکہ معظمہ کا مشہور تاجر تھا۔[۳]

عاص ابھی زندہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ لیکن وہ ایمان کی نعمت سے محروم رہا۔ یہی وہ عمرو عاص بن وائل ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے بیٹے قاسم اور عبداللہ کے فوت ہونے پر کہا تھا کہ "ان محمداً ابتر" (بے شک محمد ﷺ کی نسل ختم ہوگئی) تو اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی "ان شانئک ھو الابتر" (بے شک تیرا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا)[۴] عاص بن وائل ہجرت کے ایک ماہ بعد فوت ہوا۔[۵]

حضرت عمرو بن العاص کے سن ولادت اور عمر میں مؤرخین میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن زیادہ مؤرخین اسی بات کے قائل ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ۹۰ برس عمر پائی۔ جب کہ ابن حجر نے آپ کی عمر ننانوے برس بتائی۔[۶] آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ اور آپ تجارت کی غرض سے دوسرے ممالک میں جاتے رہتے تھے۔ آپ کا شمار قریش مکہ کے معززین میں ہوتا تھا۔ آپ نے ابتدائی دنوں میں اسلام قبول نہ کیا بلکہ آپ نے اپنے والد کے ساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آپ کے والد عاص بن وائل کا شمار اسلام کے شدید ترین معاندین میں ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور سردارانِ قریش کو علم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں پناہ حاصل کر کے آسودہ و پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں تو وہ بہت افسردہ ہوئے انہوں نے سوچا کہ اگر یہی صورتِ حال رہی تو یہ لوگ خوش حال ہو کر کسی بھی وقت ہمارے لئے خطرہ بن سکتے ہیں تو سردارانِ قریش نے بڑی سوچ وبچار کے بعد سرزمینِ عرب کے ذہین وفطین اور معروف نوجوان عمرو بن العاص اور اس کی

۱۔ الاصابہ ۳/۲۔۳ ۲۔ اسد الغابہ ۴/۱۱۵ ۳۔ الکامل فی التاریخ ۱/۵۸۹
۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۴۲۱ ۵۔ تاریخ الامم والملوک ۲۔۳۹۸ ۶۔ الاصابہ ۱/۲۔۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاونت کے لئے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو قیمتی تحائف دے کر بھیجا۔ ۷

تاکہ نجاشی سے مل کر پناہ گزین مسلمانوں کو سردارانِ قریش کی تحویل میں دینے کا مطالبہ کریں۔ عمرو بن العاص نجاشی کے دربار میں گئے اور اس موقع پر فہم وفراست کو آزماتے ہوئے اپنے مشن میں کامیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی مؤمنانہ بصیرت اور فصاحت وبلاغت سے مرصع گفتگو کے سامنے یہ اپنا جادو جگانے میں بری طرح ناکام رہے۔ اس طرح عمرو بن العاص کی سربراہی میں نجاشی کے پاس جانے والا قریش مکہ کا یہ وفد ناکام واپس لوٹا۔ ۸

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نجاشی کے طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے اسلام کی طرف میری طبیعت مائل ہونا شروع ہوگئی۔ اور غزوۂ احزاب میں مدینے کا محاصرہ ناکام اور مشرکین کا حشر دیکھتے ہوئے میں نے اسلام کی حقانیت پر غور کرنا شروع کر دیا اور میرے دل نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اسلام ہی سچا اور آفاقی مذہب ہے۔

قبولِ اسلام: چنانچہ فتح مکہ سے تقریباً ۶ ماہ قبل ۸ ہجری میں حضرت عمرو بن العاص، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ تینوں حضرات خود مدینہ منورہ پہنچے اور اسلام لے آئے۔ ۹

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے پہلے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا حتی کہ آپ ﷺ کو قتل کرنے میں پیش پیش رہا ہوں۔ کیا میرے سابقہ گناہوں کی معافی ہوسکتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اسلام اور ہجرت سے سارے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ۱۰

رسول اکرم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر اتنے خوش تھے اور آپ ﷺ کو ان پر اتنا اعتماد تھا کہ آپ ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کے کچھ عرصہ بعد جمادی الآخر ۸ ہجری میں سریہ ذاتِ السلاسل میں امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ ۱۱ حالانکہ اس سریے میں حضرت ابوبکر

۷۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۳۵۶ ۸۔ جوامع السیرۃ، ص ۶۳۔ الکامل فی التاریخ، ۲/۷۹

۹۔ اسد الغابۃ ۳/۷۴۲۔ الاصابہ ۳/۲ ۱۰۔ مغازی الواقدی ۲/۷۴۴۔۷۴۵

۱۱۔ طبقات ابن سعد، ۲/۱۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیق رضی اللہ عنہ‘ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جیسے چوٹی کے صحابہ کرام موجود تھے۔ ۱۲؎ اس کے بعد رسول ﷺ نے سواع نامی بت توڑنے کے لئے جو دستہ روانہ فرمایا اس کا امیر بھی حضرت عمرو بن العاص ہی کو بنایا۔ یہ بت مکہ سے ۳ میل کے فاصلے پر نصب تھا اور قبیلہ بنو ہذیل اس کا پجاری تھا۔ ۱۳؎

اس کے بعد حضرت عمرو غزوۂ حنین‘ غزوۂ فتح مکہ اور طائف کے محاصرے میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ ۸ ہجری میں ہی نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو عمان کے دو رئیسوں جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ آپ کی یہ سفارت نہایت کامیاب رہی اور اہلِ عمان حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔ جیفر اور عبد نے بھی اسلام قبول کیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے آپ کو عمان میں زکوۃ کی وصولی پر عامل مقرر فرمادیا۔ اور رسول ﷺ کی وفات تک آپ اسی عہدے پر رہے۔ اور لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ اور آپ کی سعی وکوشش سے علاقے کے اکثر باشندے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ ۱۴؎

رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد عہدِ خلافت صدیقی میں جب فتنۂ ارتداد کی لہر اٹھی تو حضرت ابوبکر صدیق نے مرتدین کی سرکوبی کے لئے مختلف صحابہ کو امیر لشکر بنا کر اور جھنڈا دے کر ان علاقوں کی طرف بھیجا جہاں ارتداد کی لہر اٹھی تھی تو ان صحابہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں قضاعہ قبیلے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵؎

یہ قبیلہ بھی رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر سن کر مرتد ہو گیا تھا۔ انہوں نے دوبارہ اس قبیلے کو پسپا کرتے ہوئے فتح ونصرت کے جھنڈے گاڑے۔ یہ قبیلہ دوبارہ مسلمان ہوا اور زکوۃ دینے لگا۔ ۱۶؎ اس کے بعد صدیق اکبر نے حضرت عمرو کو فلسطین اور شام پر حملہ آور ہونے کے احکامات جاری کئے۔ اس میدان میں بھی وہ سرخرو ہوئے۔ جس طرف بھی گئے فتح ونصرت نے ان کی قدم بوسی کی۔ ۱۷؎

جب ۱۳ ہجری میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھالی۔ شام فتح کرنے کے بعد حضرت عمرو بن

۱۲۔ جوامع السیرۃ‘ ص۔ ۲۰۔ تاریخ الامم والملوک ۳۔۳۲۔۳۳ ۱۳۔ طبقات ابن سعد‘ ۲/۱۴۶
۱۴۔ طبقات ابن سعد‘ ۱/۲۶۲ ۱۵۔ تاریخ الامم والملوک‘ ۳/۲۴۹ ۱۶۔ الکامل فی التاریخ‘ ۲/۳۴۶
۱۷۔ تاریخ الامم والملوک‘ ۳/۳۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے مصر پر چڑھائی کی ۔ یہاں بھی کمال جرات اور شجاعت' حکمت ودانائی کے ساتھ پورے مصر کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنایا۔ آپ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مصر کا گورنر بنا دیا۔ آپ نے اپنے دورِ حکومت میں بہت سی اصلاحات کیں ۔ نئے شہر آباد کیے ۔نئی نہریں کھدوائیں ۔ زراعت کے کام کو فروغ دیا۔ جس سے زرعی پیداوار میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ترقیاتی منصوبوں کی وجہ سے مصر بہت جلد خوشحال ملک بن گیا ۔ ۱۸

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور ان کی جگہ خلیفۂ سوم حضرت عثمان آئے اور انہوں نے مسندِ خلافت سنبھالی تو ان دنوں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بدستور مصر کے نشیبی صوبے کے گورنر تھے' دفاع اور خزانہ دونوں محکمے ان کے پاس تھے ۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصر کے بالائی صوبے کے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو وزارت خزانہ کا انتظام وانصرام کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مالیات کا شعبہ دینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے کچھ تلخی پیدا ہوئی اور بالآخر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان کے منصب سے معزول کر دیا۔ معزولی کے احکامات ملتے ہی مصر سے مدینہ پہنچے اور پھر وہاں سے فلسطین روانہ ہو گئے ۔ ۱۹

لیکن ان کی قابلیت' عقل وفراست ہر دور میں مسلم رہی ۔ جب حضرت عثمان بن عفان کے خلاف شورش برپا ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مشورے کے لئے مدینہ منورہ بلایا۔ جو اس بات کا اعتراف ہے کہ امیر المؤمنین انہیں صاحب رائے' مدبر اور معاملہ فہم سمجھتے تھے ۔ انہوں نے بلوائیوں کے خلاف سخت اقدام کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نرم طبیعت اس پر عملدر آمد کرنے سے قاصر تھی' جس کے نتیجے میں آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ جب حضرت عثمان کو شہید کیا گیا اس وقت آپ فلسطین میں مقیم تھے ۔ ۲۰

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ۔ امیر معاویہ بن ابوسفیان شام کے گورنر تھے ۔ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے قاتلینِ عثمان کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ

۱۸۔ فتوح مصر والمغرب' ص۔۸۲ ۱۹۔ تاریخ الامم والملوک ۱/ ۳۵۶۔۳۵۷

۲۰۔ الکامل فی التاریخ ' ۳/ ۱۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا۔حضرت علی کا مؤقف یہ تھا کہ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔اسی طرح باہمی اختلافات بڑھتے چلے گئے۔جس کے نتیجے میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین کے حادثات معرضِ وجود میں آئے۔خوارج کا فتنہ رونما ہوا۔مسلمانوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں۔حضرت عمرو بن العاص نے اس موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔۲۱

مسئلہ تحکیم میں امیر معاویہ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نمائندگی کے فرائض سرانجام دیے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابوموسیٰ اشعری نمائندہ تھے۔اس تاریخی موقع پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی عقل ودانش کے بل بوتے پر ایسا انداز اختیار کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے حالات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں پلٹا کھا گئے۔جس کے نتیجے میں یہ معاہدہ طے پایا کہ سرزمین شام پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اقتدار تسلیم کرلیا گیا۔اور عراق وحجاز پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اختیارات تسلیم کر لئے گئے۔ ۲۲

خوارج نے مسئلۂ تحکیم کو بنیاد بنا کر مکمل علیحدگی اختیار کر لی۔اور یہ فیصلہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صفحۂ ہستی سے مٹائے بغیر امت مسلمہ میں امن وسکون قائم نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا تین خوارج نے بیت اللہ میں بیٹھ کر یہ معاہدہ کیا کہ ایک ہی تاریخ میں وقت مقررہ پر تینوں شخصیات پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔لہٰذا ایسا ہی ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلانہ حملے کی بنا پر شہید ہوئے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ران پر زخم آیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ طبیعت کے ناساز ہونے کی بنا پر اس روز فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف نہیں لے گئے تھے۔اس روز ان کی جگہ حضرت خارجہ بن حذافہ نے نمازِ فجر پڑھائی۔ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔جس میں وہ شہید ہو گئے۔۲۳ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن بن علی کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی تھی لیکن وہ چھ ماہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز رہنے کے بعد ۴۱ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوگئے۔اور امت مسلمہ پھر دوبارہ ایک قیادت کے تحت آ گئی۔

امیر معاویہ نے ۳۸ ہجری میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ۶ ہزار کا لشکر دے کر مصر

۲۰۔ تاریخ الامم والملوک ۵/۱۲

۲۱۔ (تفصیل کے لئے) البدایۃ والنہایۃ ۷/ ۲۶۔۲۷۔۲۸۔طبقات ابن سعد ۴/ ۲۵۔۲۵۷

۲۲۔ حسن ابراہیم حسن، سیرت حضرت عمرو بن العاص (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص ۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کر دیا تھا۔ وہاں اس وقت محمد بن ابی بکر والی مصر تھے۔ جنہیں حضرت علیؓ نے اس منصب پر فائز کیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے دوبارہ پورے مصر پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اور انہیں امیر معاویہ نے اپنی صوابدید کے مطابق مصر کا نظام چلانے کے اختیارات تفویض کر دیے۔ ۲۴

حضرت عمرو بن العاصؓ کا یہ دور حکومت بہت مختصر ثابت ہوا۔ آپ مصر کے دارالحکومت فسطاط میں رہائش پذیر تھے کہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اور عید الفطر کے دن یکم شوال ۴۳ ہجری بمطابق ۶۶۴ عیسوی بروز ہفتہ آپؓ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۲۵

عمان کے سربراہ جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی.....تعارف

جیفر : ﴿جیفر بن جلندی بن کرکر بن المستکبر بن مسعود بن الجراز بن عبد العزی بن معولة بن شمس بن عمرو بن غالب بن عثمان بن نصر بن زهران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبد الله بن مالک بن نصر بن الازد الازدی۔﴾ ۲۶

رسول ﷺ کے عہد مبارک میں جیفر یمن کے دارالحکومت عمان ۲۷ کا سربراہ تھا۔ جلندی کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی شخص کا نام نہیں تھا بلکہ عمان کے باشندوں کی زبان میں ہر نجومی شخص کے لئے بطور لقب استعمال کیا جاتا تھا۔ ۲۸

حضرت عمرو بن العاص کی سفارت سے پہلے جیفر کے واقعات تاریخ میں بہت کم ملتے ہیں۔ ان کا نام تاریخ میں اسی وقت سے مشہور رہا جب نبی کریم ﷺ نے ۸ ہجری بمطابق ۶۳۰ عیسوی کو حضرت عمرو بن العاصؓ کو عمان میں رہائش پذیر ان دو سربراہوں جیفر بن جلندی اور اس کے بھائی عبد بن جلندی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ ۸ ہجری سے نبی کریم ﷺ کی وفات تک عمان ہی میں رہے اور آپ ﷺ کی طرف سے مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی اور آتش پرستوں سے جزیہ۔ اور اس کام میں جیفر نے ان کا ساتھ دیا۔ ۲۹

جب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ مسندِ خلافت پر جلوہ

۲۴۔ محمد فرج مصری 'فاتح اعظم عمرو بن العاص' (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص۔ ۳۹۴

۲۵۔ محمد فرج مصری 'فاتح اعظم عمرو بن العاص' (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی) ص۔ ۳۹۷

۲۶۔ جمهرة انساب اساب العرب' ۳۸۳۔۳۸۴ ۲۷۔ معجم البلدان' ۴/۱۵۰۔۱۵۲

۲۸۔ جمهرة انساب العرب' ۳۷۹۔۳۸۳ ۲۹۔ الکامل فی التاریخ' ۲/۲۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افروز ہوئے تو ارتداد کا فتنہ بپا ہوا۔ جس کا اثر اہلِ عمان تک بھی پہنچا۔ اہلِ عمان بھی مرتد ہونے لگے لیکن یہ دونوں بھائی اسلام ہی سے وابستہ رہے۔ اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے جیفر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افرادی مدد طلب کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کا لشکر اس کی مدد کے لئے بھیجا۔ جیفر اور اس کے بھائی نے مرتدین کے خلاف زوردار لڑائی لڑی۔ یہاں تک کہ ان میں سے عمان کے بیشتر باشندے مسلمان ہو گئے۔ ۳۰ اس کے بعد جیفر بن جلندی کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ واقعات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اپنی زندگی میں زیارت نہ کر سکا۔ ۳۱

عبد بن الجلندی: عبد بن الجلندی، جیفر بن الجلندی کا بھائی تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارت سے پہلے اس کے حالات بھی تاریخ میں نہیں ملتے۔ بلکہ اس کا تذکرہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارت کے بعد ہی سامنے آتا ہے۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد ہی اسے یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ اسے تاریخ کے اوراق میں جگہ ملی۔ اس نے بھی اپنے بھائی جیفر کے شانہ بشانہ مرتدین کی سرکوبی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کی زندگی کے حالات بھی اپنے بھائی سے ملتے جلتے ہیں۔ اسے بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت کا موقع نہیں ملا۔ ۳۲

عبد بن جلندی اپنے بھائی جیفر سے زیادہ حلیم الطبع اور بااخلاق تھا اور امورِ حکومت میں اپنے بھائی کا نائب و معاون تھا۔ اور حضرت عمرو بن العاص جب نبی کریم ﷺ کی طرف سے اسلام کا پیغام لے کر گئے تو پہلے عبد بن جلندی سے ہی ملے تھے۔ ۳۳

۳۰۔ الکامل فی التاریخ، ۲/۲۷۲۔۲۷۳

۳۱۔ اسد الغابۃ، ۱/۳۴۳

۳۲۔ اسد الغابۃ، ۳/۳۲۴

۳۳۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۶۲۔۲۶۳۔ الجزء ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ

حضرت علاء بن الحضرمی کے والد کا اصل نام عبداللہ تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

﴿العلاء بن عبد الله بن عباد بن اكبر بن ربيعة بن مالك بن عويف بن مالك بن الخزرج بن اياد ابن صدى بن زيد بن مقنع بن حضر موت الحضرمى۔﴾[1]

ان کے نسب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔[2] لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کے آبا حضرموت سے تعلق رکھتے تھے۔[3] حضرت علاء بن الحضرمی کے والد نے مکہ میں رہائش اختیار کر لی اور اس کے حرب بن امیہ کے ساتھ حلیفانہ تعلقات تھے۔ حرب بن امیہ حضرت ابوسفیان بن امیہ کا باپ تھا۔[4]

حضرت علاء کے بہت سے بھائی تھے۔ ان میں سے ایک میمون بن حضرمی تھا۔ مکہ معظمہ کے بالائی علاقے الابطح[5] میں ایک کنواں اس کی ملکیت تھا جو ''بئر میمون'' کے نام سے مشہور تھا۔[6] ان کے دوسرے بھائی کا نام عمرو بن حضرمی تھا۔ اسے عبداللہ بن جحش کے ایک لشکر نے قتل کر دیا۔[7] اس لشکر کو نبی کریم ﷺ نے ماہِ رجب ۲ ہجری میں مکہ معظمہ کی جانب روانہ کیا نخلۃ کے مقام پر مشرکین مکہ سے آمنا سامنا ہوا۔ تاریخ میں یہ معرکہ ''معرکۂ نخلہ'' کے نام سے مشہور ہے۔[8] ان کے ایک بھائی کا نام عامر بن الحضرمی ہے۔ یہ معرکۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوا اور اسی معرکے میں بحالتِ کفر مرا۔[9]

حضرت علاء بن حضرمی کے پیدائش سے لے کر قبولِ اسلام تک کے حالات تاریخ میں نہیں ملتے۔ جب اسلام قبول کیا تو تاریخ کے اوراق کی زینت بنے۔ اسی طرح ان کے خاندان کے دیگر افراد کے حالاتِ زندگی تاریخ میں ناپید دکھائی دیتے ہیں بس ان کے نام باقی رہ گئے ان کے حالات کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔

حضرت علاء کا تعلق ایک عربی خاندان سے تھا۔ ان کا خاندان مکہ میں رہائش پذیر ہوا

۱۔ تہذیب الاسماء واللغات' ۱/ ۳۴۱۔ جمہرۃ انساب العرب' ص۔ ۴۶۱ میں ان کے نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ۲۔ الاصابہ' ۲/ ۴۹۷ ۳۔ الاستیعاب' ۳/ ۴۷ ۴۔ اسد الغابۃ' ۴/ ۷

۵۔ معجم البلدان' ۱/ ۷۴ ۶۔ معجم البلدان' ۱/ ۷۴ ۷۔ اسد الغابۃ' ۴/ ۷

۸۔ جوامع السیرۃ' ص۔ ۱۰۴۔ ۱۰۶ ۹۔ اسد الغابۃ' ۴/ ۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خاندانِ بنوامیہ بن عبد شمس سے حلیفانہ تعلقات قائم کیے۔[۱۰] آپ ؓ نے ۸ ہجری میں فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف کے محاصرے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔[۱۱] ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ قدیم الاسلام تھے۔[۱۲]

لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ ہی آپ ؓ کا ذکر غزوات نبوی اور سرایا میں ملتا ہے۔ اور نہ ہی آپ ؓ ہجرت مدینہ اور مؤاخاۃ میں شامل تھے۔ اس لئے زیادہ درست یہی ہے کہ آپ ؓ نے فتح مکہ سے قبل ۸ ہجری میں اسلام قبول کیا۔

نبی کریم ﷺ نے آپ ؓ کو معرکہ جعرانہ[۱۳] سے واپس آ کر بحرین کے حکمران منذر بن ساوی العبدی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔[۱۴] اور آپ ﷺ نے حضرت علاء کو ایک تفصیلی خط بھی دیا۔ جس میں اونٹ، گائے، بکری، پھل اور دیگر مال کی زکوٰۃ کے بارے میں تفصیلات درج تھیں

آپ کی دعوت پر منذر نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بحرین کے تمام عرب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علاء نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق وہیں رہے اور اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کرتے اور فقراء میں تقسیم کرتے۔ بحرین میں رہنے والے یہودی، نصاریٰ اور مجوسیوں نے منذر اور حضرت علاء کے ساتھ ٹیکس کے معاملے پر صلح کر لی۔[۱۵]

نبی کریم ﷺ کو حضرت علاء بن حضرمی پر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ آپ نے سفارت کے فرائض ایسی خوبی سے سرانجام دیے کہ پورے بحرین کو خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر پرامن طریقے سے اپنے زیرِ نگیں کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے بحرین میں زکوٰۃ وصدقات اکٹھا کرنے کا فریضہ بھی سونپا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت آپ بحرین میں ہی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں مرتدین کے خلاف نبرد آزما ہونے کا فریضہ سونپا۔[۱۶]

آپ پہلے مسلمان جرنیل ہیں جنہوں نے سمندر کے ذریعے سفر کیا۔ اور ایران کے مغربی ساحل کے ایک حصے کو فتح کیا۔ اور آپ کی وساطت سے مسلمان بحری سفر سے آشنا

۱۰۔ طبقات ابن سعد، ۴/ ۳۵۹ ۱۱۔ طبقات ابن سعد، ۴/ ۳۵۹ ۱۲۔ طبقات ابن سعد، ۴/ ۳۵۹
۱۳۔ معجم البلدان، ۲/ ۱۴۲ ۱۴۔ طبقات ابن سعد، ۴/ ۳۷۰۔ البدء والتاریخ، ۴/ ۲۲۹
۱۵۔ الکامل فی التاریخ، ۲/ ۲۱۵ ۱۶۔ جوامع السیرۃ، ص۔ ۲۴۔ الدرر، ص۔ ۲۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ ورنہ اس سے پہلے وہ اونٹوں پر ہی سفر کے عادی تھے۔ سمندر کے ذریعے سفر کرنے کا اور دشمن کی طرف اس طرح پیش قدمی کرنے کا ان کے ہاں کوئی تصور نہ تھا بلکہ اس طریق کو حضرت علاء نے رواج دیا۔

حضرت علاء ایک جلیل القدر صحابیؓ تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے علاء بن الحضرمی میں ۳ خوبیاں دیکھیں۔ جن کی بنا پر ان کی قدر ومنزلت ہمیشہ میرے دل میں رہی۔ ایک تو جنگ دارین میں میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑے سمیت سمندر کو عبور کیا۔ دوسری یہ کہ جب ہم مدینہ سے بحرین کی طرف لشکر لے جارہے تھے تو الدھناء مقام پر پانی ختم ہوگیا۔ اس وقت علاء بن الحضرمی نے اللہ سے دعا کی۔ جس سے اسی مقام پر ریت سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ سارے لشکر نے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ تازہ دم ہوئے اور وہاں سے کوچ کیا۔ لشکر میں سے ایک شخص کا سامان وہیں چشمے پر رہ گیا جب وہ سامان لینے کے لئے واپس اس مقام پر پہنچا تو پانی کا چشمہ وہاں سے غائب تھا۔ اور تیسری چیز جو مجھے کبھی نہیں بھولتی وہ یہ ہے کہ میں نے علاء بن الحضرمی کے ساتھ بحرین سے بصرہ کی طرف سفر کیا۔ ہمارے ساتھ اور بھی لوگ تھے۔ جب ہم لیاس مقام پر پہنچے تو وہاں علاء بن الحضرمی فوت ہوگئے۔ ہمارے پاس انہیں غسل دینے کے لئے پانی نہ تھا۔ اچانک اللہ نے بادل بھیجا' بارش ہوئی اور اس کے پانی سے ہم نے انہیں غسل دیا۔ تلواروں سے گڑھا کھودا اور ہم نے انہیں دفن کردیا۔ ہم ان کی لحد نہ بنا سکے۔ جب ہم کچھ آگے چلے تو ایک صحابی نے عرض کی کہ ہم نے ان کو دفن تو کردیا لیکن لحد نہ بنا سکے ہم دوبارہ لوٹے کہ لحد بنا دیں تو ہم کو ان کی قبر کی جگہ ہی نہ ملی۔ قبر وہاں سے غائب تھی۔[۱۷] یہ حضرت علاء بن الحضرمی کی کرامات تھیں۔

حضرت علاء بن الحضرمی نے بحرین سے بصرہ کی طرف حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ اس لئے سفر کیا تھا کہ خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ نے ان کو بحرین میں یہ حکم بھیجا کہ فوراً بحرین چھوڑ کر بصرہ کا انتظام سنبھالو اور اسی حکم کی تعمیل میں آپ حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

آپؓ کے سن وفات کے بارے میں مختلف تاریخوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۷۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر نے الاصابۃ میں آپ کے سن وفات ۱۴ ہجری بمطابق ۶۳۵ء کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ تاریخ میں آپ کا سن وفات ۲۱ھ بھی ملتا ہے۔ ۱۸

الغرض حضرت علاء بن الحضرمی ایک جلیل القدر صحابی ایک روشن دماغ سفیر ایک تجربہ کار منتظم ایک فاتح جرنیل محدث اور فقیہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اور آپ نے منذر بن ساوی کی طرف سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیے۔

منذر بن ساوی ۱۹: ﴿منذر بن ساوی بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم التمیمی الدارمی.﴾ ۲۰ (صاحب البحرین)

منذر بن ساوی بحرین کا سربراہ تھا اسی کی طرف حضرت علاء بن الحضرمی نبی کریم ﷺ کی طرف سے اسلام کی دعوت لے کر گئے۔ اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام لانے سے پہلے منذر بن ساوی کا کوئی قابل ذکر واقعہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ ۲۱

جب اس نے حضرت علاء بن الحضرمی کا استقبال کیا اور اس نے اور اس کی قوم نے اسلام قبول کیا تو تاریخ میں اس کا تذکرہ ہونے لگا۔ منذر بن ساوی نے جب اسلام قبول کیا تو اس کے ساتھ ہی بحرین کے تمام عرب مسلمان ہو گئے۔ ۲۲

منذر اسلام قبول کرنے سے پہلے نصرانی تھا۔ یہ بڑا دانشور اور ذہین انسان تھا۔ اس نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتے ہی اسلام کی حقانیت کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کی طرف سے ایک وفد بھی نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اس وفد نے بھی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ ۲۳

منذر بن ساوی ۱۱ھ میں نبی کریم ﷺ کی وفات کے چند دن بعد اس دنیا سے کوچ کر گیا اس کے مرنے کے بعد بحرین کے باشندے مرتد ہو گئے لیکن حضرت علاء بن الحضرمی نے اپنی ذہانت سے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے مرتدین کے مسئلے پر قابو پا لیا۔ ۲۴

۱۸۔ اسد الغابۃ ۴/ ۷ ۱۹۔ جمہرۃ انساب العرب ۲۳۲ ۲۰۔ اسد الغابۃ ۴/ ۴۱۷

۲۱۔ الکامل فی التاریخ ۲/ ۲۱۵ ۲۲۔ الکامل فی التاریخ ۲/ ۲۹۸ ۲۳۔ الکامل فی التاریخ ۲/ ۲۳۰

۲۴۔ ابن اثیر الکامل فی التاریخ ج ۲ ص۔ ۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ

حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ خاندان بنولھب [۱] کا چشم و چراغ تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

﴿حارث بن عمیر بن احجن بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الازد۔ [۲]﴾

نبی کریم ﷺ نے اپنا فرمان دے کر حارث بن عمیر الازدی کو ۸ ہجری میں شاہِ بصری کی طرف بھیجا۔ [۳] حضرت حارث رضی اللہ عنہ جب فرمانِ نبوی ﷺ لے کر موتہ [۴] کے مقام پر پہنچے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی ان سے ملا اور پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ شام جانا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا کہ شاید تم محمد ﷺ کے قاصد ہو۔ انہوں نے کہا ہاں میں محمد ﷺ کا قاصد ہی ہوں۔ یہ سنتے ہی اس نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا۔ اور اس کے بعد ان کی گردن اڑا دی۔ ان کے علاوہ نبی ﷺ کا کوئی سفیر قتل نہ ہوا تھا۔

جب نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو اس سے سخت تکلیف پہنچی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حارث کے قتل ہونے کی خبر دی۔ اور جس نے انہیں قتل کیا اس کے بارے میں بھی بتایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر فوری طور پر جرف [۵] مقام پر جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دیا جو تین ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا اور اس لشکر کے قائد کو جھنڈا دے کر موتہ کے مقام کی طرف روانہ کیا۔ [۶] جہاں پر سفیر رسول حضرت حارث شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ لشکر سفیرِ رسول ﷺ حضرت حارث کا بدلہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ مقابلہ میں رومیوں کی ایک لاکھ فوج تھی۔ [۷] یہ معرکہ ماہ جمادی الاول ۸ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔ [۸] اور اس معرکے میں تین جلیل القدر صحابہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور

۱۔ اسد الغابہ، ۴/۴۲۲۔ جمہرۃ انساب العرب۔ ۱۴۶ ۲۔ الاصابہ، ۳/۴۶۵

۳۔ اسد الغابہ، ۴/۴۲۲ ۴۔ تہذیب الاسماء واللغات، ۲/۱۱۶ ۵۔ الکامل فی التاریخ، ۲/۱۱۶

۶۔ ایک روایت کے مطابق مسعود یوم بدر کو حالت شرک میں قتل ہوا اور ہشام غزوۂ احد میں قتل ہوا۔

۷۔ اسد الغابہ، ۴/۴۲۳۔ جوامع السیر ۃ۔ ص۔ ۲۳ ۸۔ سیرۃ ابن ہشام، ۴/۲۷۹۔ اسد الغابہ، ۴/۴۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق یکے بعد دیگرے امیرِ لشکر بن کر دادِ شجاعت دی اور جامِ شہادت نوش کیا۔ اس میں مسلمانوں نے فتح حاصل کی اور صحیح معانوں میں حضرت حارث بن عمیر الازدی ؓ کا بدلہ لے لیا۔

حضرت حارث بن عمیر الازدی ؓ کے سفیر کی حیثیت سے حالات زندگی بہت کم ملتے ہیں کیونکہ وہ اپنی سفارت کی مہم ادا کرنے سے پہلے ہی شہید کر دیے گئے تھے۔ جب کہ دیگر سفیر صحابہ کرام نے اپنی اپنی سفارت کی مہم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس لئے ان کے سفارت کے حوالے سے حالات قدرے تفصیل سے ملتے ہیں۔

البتہ حارث بن عمیر الازدی ؓ کا شمار بڑے فصیح و بلیغ صحابہ میں ہوتا تھا۔ آپ ؓ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ لیکن تاریخ میں آپ کے مفصل حالات نہیں ملتے۔ آپ حسنِ اخلاق سے آراستہ، صابر و شاکر، صداقت کے خوگر، حسین و جمیل اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔

۸ ہجری میں صحابہ کرام کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ چنانچہ ان تمام صحابہ میں سے نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کو سفارت کے لئے منتخب کیا وہ ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے ممتاز دکھائی دیتے تھے۔ اسی لئے حضرت حارث کا بھی سفیرِ رسول کے طور پر انتخاب کیا گیا کیونکہ آپ میں تمام خوبیاں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ تاریخ میں جلیل القدر صحابی، نڈر مجاہد اور جامِ شہادت نوش کرنے والے سفیر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ حضرت مہاجر بن ابی امیہ القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ

﴿مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی۔﴾ ا

یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام سلمٰی کے بھائی تھے۔ ۲ ان کا اصل نام ولید تھا۔ رسول ﷺ نے ان کا نام مہاجر رکھا۔ ۳ انہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ ان کے والد کا نام ابو امیہ بن مغیرہ تھا۔ یہ بڑے مہمان نواز تھے۔ ابو امیہ کا اصل نام حذیفہ تھا۔ ۴ سخاوت اور مہمان نوازی کی بناء پر ان کا لقب ''زاد المسافر'' پڑ گیا تھا۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عمرو بن ربیعہ تھا۔

اسلام لانے سے پہلے ان کے حالاتِ زندگی معلوم و معروف نہیں ہیں۔ مہاجر بن ابی امیہ کا تعلق قبیلۂ بنو مخزوم سے تھا۔ اور یہ قبیلہ جنگ و جدل اور نظم و نسق کے اعتبار سے عربوں میں مشہور و معروف تھا اور یہ خوبیاں خاندانی اعتبار سے حضرت مہاجر میں بھی پائی جاتی تھیں۔ یہ ۲ ہجری میں غزوۂ بدر میں مشرکین کی جانب سے شریک ہوئے۔ ۵ اس دن ان کے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے۔ ۶

اس دن کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت مہاجر غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین حضرت ام سلمٰی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی کی سفارش کی جس کو نبی کریم ﷺ نے قبول کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔ غزوۂ تبوک ماہِ رجب ۹ ہجری میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ ۷ نبی کریم ﷺ نے حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو حارث بن عبد کلال الحمیری کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ ۸ بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ کو صلحِ حدیبیہ کے بعد سفیر بنا کر بھیجا۔ ۹

۱۔ اسد الغابۃ ۴/۴۲۲۔ جمہرۃ انساب العرب۔ ۱۴۶ ۲۔ الاصابہ ۳/۴۶۵
۳۔ اسد الغابۃ ۴/۴۲۲ ۴۔ تہذیب الاسماء واللغات ۲/۱۱۶ ۵۔ الکامل فی التاریخ ۲/۱۱۶
۶۔ ایک روایت کے مطابق مسعود یوم بدر کو حالت شرک میں قتل ہوا اور ہشام غزوۂ احد میں قتل ہوا۔
۷۔ اسد الغابۃ ۴/۴۲۳۔ جوامع السیرۃ ص۔ ۲۳ ۸۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۹۔ اسد الغابۃ ۴/۴۲۲
۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۷۸۔۲۷۹

15017

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کو فتحِ مکہ کے بعد ۹ ہجری میں یمن کی طرف بھیجا تھا۔[۱۰] حارث بن عبد کلال الحمیری نے اسلام قبول کرلیا اور اس کے ساتھ بہت سے یمنی باشندے بھی مسلمان ہوگئے۔ یہ خوش خبری لے کر حضرت مہاجر مدینہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ کو اہل یمن کے مسلمان ہونے کی خبر دی۔ اس اعتبار سے حضرت مہاجر ایک کامیاب سفیر ثابت ہوئے۔[۱۱]

نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن کے دو صوبوں کندہ[۱۲] اور الصدف[۱۳] کا عامل مقرر کردیا۔ اور یہ وہاں نبی ﷺ کی وفات تک اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔[۱۴] عہد صدیقی میں یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو جھنڈا دے کر روانہ کیا۔ اسود عنسی سے ماہ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو مقابلہ ہوا اور وہ اس میں مارا گیا۔[۱۵] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف فتوحات حاصل کرنے کے بعد مہاجر بن ابی امیہ کو یمن کے صوبوں کندہ اور صدف کا عامل بنایا۔ یہ یمن کے علاوہ حضر موت میں بھی مرتدین کے خلاف تبرد آزما ہوئے۔[۱۶]

الغرض انہوں نے مرتدین کی سرکوبی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ بڑے مضبوط ارادے کے اور پھرتیلے مجاہد تھے' بڑے کامیاب قائد اور تجربہ کار سفیر تھے۔ بڑے بااخلاق' صابر وشاکر' دانشور' عالم وفاضل' منصوبہ ساز' اور ذہین وفطین صحابی تھے' دیکھنے میں بڑے بارعب اور حسین وجمیل تھے۔ انہوں نے سفارت کے فرائض کامیابی اور خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ اس طرح یہ جلیل القدر صحابی سفیر' گورنر اور کامیاب جرنیل کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت مہاجر کا سن وفات تاریخ میں مذکور نہیں۔ تاریخ میں ان کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے تک ملتا ہے۔ اس کے بعد تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔

حارث بن عبد کلال الحمیری رضی اللہ عنہ :

﴿حارث بن عبد کلال بن نصر بن سہل بن عریب بن عبد کلال بن عبید بن فھد بن زید الحمیری۔﴾[۱۷]

۱۰۔ اسد الغابۃ' ۳/۲۶۸ ۱۱۔ اسد الغابۃ' ۳/۳۶۸ ۱۲۔ معجم البلدان' ۴/۴۸۲
۱۳۔ معجم البلدان' ۳/۳۹۷ ۱۴۔ الاصابۃ' ۳/۴۶۵ ۱۵۔ الکامل فی التاریخ' ۲/۳۴۱
۱۶۔ تاریخ الامم والملوک' ۲/۳۳۰ ۱۷۔ الاصابۃ' ۱/۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا تعلق بنو حمیر سے تھا۔۱۸؎ حارث بن عبد کلال یمن کا بادشاہ نہ تھا بلکہ سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔۱۹؎ لیکن وہ یمن کے تمام سرداروں سے زیادہ نمایاں شخصیت رکھتا تھا۔ اسی لیے نبی ﷺ نے پہلے مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔۲۰؎

حارث نے مہاجر بن ابی امیہ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اور نبی کریم ﷺ کی طرف خط لکھا جس میں یہ شعر درج تھا۔

ودینک دین الحق فیہ طھارۃ
وانت بما فیہ من الحق آمر۔۲۱؎

"آپ کا دین' دین حق ہے اور اس میں پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور آپ حق کا حکم دینے والے ہیں۔"

حارث بن عبد کلال کو نبی کریم ﷺ کی زیارت کا موقعہ تو نہ ملا البتہ آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔۲۲؎ یہ ۹ ہجری کو مسلمان ہوا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسی سال یمن کی طرف مہاجر کو سفیر بنا کر بھیجا تھا۔۲۳؎ اور دوسرے سفیر شوال یا ذی قعدہ ۹ ہجری کو حضرت معاذ بن جبل انصاری یمن کی طرف گئے۔

حارث بن عبد کلال کے بھائی شرحبیل اور نعیم بن عبد کلال علاقہ ذی رعین' معافر۔۲۴؎ اور ہمدان کے سردار تھے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ حارث بڑا عقلمند' زیرک' ذہین وفطین' شاعر اور قیافہ شناس انسان تھا۔

تاریخ میں اس کا سن وفات مذکور نہیں ہے۔

۱۸۔ جمہرۃ انساب العرب' ص۔۴۳۲ ۱۹۔ الاصابہ' ۱/۲۷۳ جوامع السیرۃ' ص۔۲۲۶
۲۰۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۶۴ ۲۱۔ الاصابہ' ۱/۲۷۳ ۲۲۔ اسد الغابہ' ۳/۳۶۸
۲۳۔ اسد الغابہ' ۳/۳۶۸ ۲۴۔ معجم البلدان' ۵/۱۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ

جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عویف بن خزیمۃ بن حرب بن علی بن مالک بن سعد بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن اراش بن عمرو بن الغوث بن نبث بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا۔[1] حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ یمن کے شاہی خاندان کے رکن اور بنو بجیلہ قبیلہ کے سردار تھے۔[2] آپ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا لیکن ان کے اسلام قبول کرنے کی تاریخ میں اختلاف ہے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ وفات نبوی ﷺ سے ۴۰ روز قبل مسلمان ہوئے۔[3] لیکن یہ روایات زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ صحیحین کی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔[4] اس لئے وفات نبوی سے کم از کم چار پانچ ماہ بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام ماننا پڑے گا۔ قبول اسلام کے بعد سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ اس میں نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

﴿استنصت الناس﴾

چنانچہ مجمع کو خاموش کرنے کی خدمت آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔[5] فتح مکہ کے بعد عرب کے تقریباً تمام قبیلے اسلام کے حلقۂ اثر میں آ گئے۔ لیکن ان میں ابھی صدیوں کے اعتقاد کی وجہ سے توہم پرستی باقی تھی اور وہ اپنے بتوں کو توڑتے ہوئے ڈرتے تھے۔ اس وہم کو دور کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے کئی صنم کدے گروائے۔ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو پہلا کارنامہ سرانجام دیا وہ ذوالخلصہ نامی بت کدہ کو زمین بوس کرنے کا تھا۔ یہ یمن کے باشندوں کے نزدیک ایک مقدس مقام تھا۔ بلکہ یہ جگہ یمنی کعبہ کے نام سے مشہور ومعروف تھی۔[6] لوگ دور دراز سے اس کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اس میں نصب کئے گئے بتوں کی پوجا ان کے مذہبی فرائض میں شامل تھی۔

۱۔ جمہرۃ انساب العرب، ص ۳۸۶۔۳۸۷ ۲۔ اسد الغابۃ ۱/۲۷۹ ۳۔ ایضاً
۴۔ الاصابۃ ۱/۲۳۲ ۵۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی [illegible] العربی بیروت لبنان۔ ۱۹۹۱ء
۶۔ اسد الغابۃ ۱/۲۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت جریرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''اے جریرؓ کیا تم یمن کے سب سے بڑے بت کدہ کو گرا کر مجھے خوش نہیں کرو گے۔''

آپؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اس مہم کو سر کرنے کے لئے آپ نے میرا انتخاب کیا لیکن میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا۔

﴿اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا﴾

''اے اللہ ان کو (گھوڑے کی پیٹھ پر) جما دے اور ہادی و مھدی بنا۔''

چنانچہ آپ نبی کریم ﷺ کی ان دعاؤں کے ساتھ ایک سو پچاس سواروں کے دستہ کے ساتھ یمن پہنچے اور ذی الخلصہ کے صنم کدہ کو جلا دیا۔ ۷؎ جب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو مسرت سے آپ کا چہرہ کھل اٹھا اور آپ نے پورے لشکر کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ ۸؎ نبی کریم ﷺ نے حضرت جریرؓ کو ۱۰ھجری میں یمن کے سردار ذوالکلاع کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔

حضرت جریرؓ ابھی یمن میں ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی اور یہ مطالبہ کیا کہ مجھے قبیلہ بجیلہ کا قائد بنا کر میدانِ جہاد میں نمایاں خدمات سرانجام دینے کا موقع دیا جائے۔ چونکہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ فتنوں کی سرکوبی میں مصروف تھے۔ اس لئے ان کے مطالبے کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس طرح یہ خاموش ہو کر یمن کی طرف پلٹ گئے اور صدیقی دور دہیں خاموشی سے گزار دیا۔ ۹؎

اس کے بعد آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عراق کی فوج کشی میں شریک ہوئے۔ جنگِ حیرہ میں مسلمانوں کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے حالات کا

۷۔ اسد الغابۃ ۱/ ۲۸۰۔ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۂ ذی الخلصہ، ۵/ ۱۱۱، دار الفکر۔ بیروت ۱۹۸۱ء۔

۸۔ الکامل فی التاریخ، ۲/ ۳۰۴ ۹۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۳۲۲۔۳۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لیتے ہوئے عراق میں نبرد آزما مجاہدین کی امداد کے لئے عرب قبائل کو جمع کیا۔ اور ہر قبیلے کے سردار کو اس قبیلے کا قائد نامزد کر کے عراق کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ قبیلہ بجیلہ کے سردار جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے عراق پہنچے۔ مقام حیرہ میں لشکرِ اسلام اور ایرانی فوج کا مقابلہ ہوا۔ اس معرکے میں حضرت جریر بن عبداللہ میمنہ کے ذمے دار مقرر ہوئے۔ لشکرِ اسلام کو اس معرکے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور لشکرِ اسلام کے عظیم قائد اور قبیلہ بجیلہ کے سردار حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایسا جنگی کردار ادا کیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مجاہدین آپ رضی اللہ عنہ کی جرأت' شجاعت اور شمشیر زنی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔[10]

جنگ یرموک میں بھی حضرت جریر بن عبداللہ نے اپنے قبیلے کی قیادت کی اور ہمت و جرأت کی ایک داستان رقم کی۔ اس جنگ کی کامیابی میں آپؓ کے ماہرانہ جنگی مشوروں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی جنگی اور انتظامی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے دربارِ خلافت کی جانب سے آپ کو اہم عہدوں پر فائز کیا گیا۔[11] یرموک کے بعد کسریٰ کا پایۂ تخت مدائن فتح ہوا۔[12] اس کے بعد جلولاء[13] فتح ہوا تو اس کی حفاظت اور انتظام و انصرام کے لئے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اور ان کی معاونت کے لئے ۴ ہزار مجاہدین ان کی کمان میں دیئے گئے۔

جلولا کے پاس ہی حلوان[14] ایرانیوں کا ایک بڑا مرکز تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ۳ ہزار مجاہدین حضرت جریر کے پاس بھیجے تا کہ وہ حلوان شہر کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنانے کے لئے کوشش کریں۔ چنانچہ وہ چار ہزار پہلے اور ۳ ہزار بعد میں کل سات ہزار کا لشکر لے کر حلوان پہنچے اور بلا خون ریزی اس پر قبضہ کر لیا۔[15]

اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مشترکہ کوششوں سے ایران کے مرکزی اور مشہور شہر اہواز[16] اور تستر[17] پر قبضہ

۱۰۔ تاریخ الامم والملوک' ۳/ ۳۶۵۔۳۷۳ ۱۱۔ تاریخ الامم والملوک' ۳/ ۳۸۱

۱۲۔ فتوح البلدان' ص۔ ۳۶۹ ۱۳۔ معجم البلدان' ص۔ ۲/ ۱۵۶ ۱۴۔ معجم البلدان' ۲/ ۲۹۰۔۲۹۴

۱۵۔ تاریخ الامم والملوک' ۴/ ۲۸۔ فتوح البلدان ص۔ ۳۲۳

۱۶۔ معجم البلدان' ۲/ ۲۹ ۱۷۔ معجم البلدان' ۲/ ۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جریرؓ ایک کامیاب قائد تھے۔[18] اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کو ہمدان کا گورنر نامزد کیا گیا۔

حضرت عثمان کے بعد جب خلیفۂ چہارم حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو حضرت جریر بن عبداللہ البجلی کو حضرت امیر معاویہ کے ساتھ مذاکرات کرنے اور انہیں خلیفۂ وقت حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے آمادہ کرنے کی خاطر دارالخلافہ کا نمائندہ بنا کر دمشق بھیجا گیا۔ لیکن ان مذاکرات کا کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا۔ کیونکہ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب حضرت جریرؓ نے واپس آ کر دمشق کی صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ وہ لوگ بیعت سے انکاری ہیں اور آپ نے امیر معاویہؓ کی قوت اور اس کے انتظامات سے بھی آگاہ کیا تو آپؓ کی یہ باتیں سن کر شیعانِ علی برہم ہوئے اور آپؓ پر تہمتیں لگانے لگے۔ آپ سخت دلبرداشتہ ہوئے اور اپنے اہلِ خانہ کو لے کر راتوں رات کوفہ کے قریب قرقیسیاء میں اقامت پذیر ہوئے۔ اور جنگِ صفین میں کوئی حصہ نہ لیا اور بقیہ زندگی قرقیسیاء میں ہی گزار دی۔ ۵۴ ہجری کو قرقیسیاء میں ہی اپنی اقامت گاہ پر وفات پائی۔[19]

ذوالکلاع: یہ اسلام سے پہلے یمن میں ایک چھوٹی سی ریاست کا امیر تھا۔ اسلام سے پہلے یمنی تاریخ میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے سربراہ اور امرا کو القابات کے حوالے سے پکارا جاتا تھا۔ ذوالکلاع بھی یمن کی ایک ریاست کے امیر کا لقب تھا۔ اس کا اصل نام سمیفع تھا۔[20] ایک دوسری روایت کے مطابق اسمیفع تھا۔ اور اس کی کنیت ابوشرحبیل تھی۔ [21]

اس کا سلسلۂ نسب یہ ہے

﴿ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع۔﴾[22]

ایک اور روایت میں اس کا شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے۔

﴿ذوالکلاع بن ناکور بن عمرو بن یعفر بن یزید بن نعمان۔﴾[23]

ذوالکلاع اپنی قوم کا ہردلعزیز سردار تھا۔[24] نبی کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ

۱۸۔ تاریخ الامم والملوک، ۴/۸۳۔۸۴

۱۹۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲/۵۳۵۔۵۳۶۔ تحقیق شعیب الارناؤط، موسسۃ الرسالہ۔ بیروت ۱۹۸۵ء

۲۰۔ جمہرۃ انساب العرب، ۴۳۴ ۲۱۔ اسد الغابہ، ۲/۱۴۳۔ الاصابہ، ۱/۴۹۲

۲۲۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۶۶ ۲۳۔ جمہرۃ انساب العرب، ص ۴۳۴ ۲۴۔ اسد الغابہ، ۲/۱۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البجلی ؓ کو اس کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ یہ مذہباً یہودی تھا۔ حضرت جریر ؓ نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی جس سے متاثر ہو کر ذوالکلاع اور اس کی بیوی ضریبۃ بنت ابرہہ بن الصباح نے اسلام قبول کر لیا۔[25] حضرت جریر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذوالکلاع اور ذوعمرو کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ میں ذوالکلاع سے ملا۔ اسلام کی دعوت اس کے سامنے پیش کی۔ وہ بہت زیادہ متاثر ہوا۔ وہ اور اس کی بیوی دونوں ایک ساتھ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے ۴ ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔[26]

ذوالکلاع اور اس کا ساتھی ذوعمرو دونوں حضرت جریر بن عبداللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کے لئے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کو ایک قافلہ ملا جس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خلیفۃ المسلمین منتخب کر لیا گیا ہے۔ یہ خبر سن کر بڑے غمزدہ ہوئے اور سفیرِ رسول حضرت عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ آپ مدینہ جائیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو بتا دیں کہ ہم پھر کسی وقت مدینہ حاضری دیں گے۔[27] اس طرح ذوالکلاع صحابی ہونے کا اعزاز تو حاصل نہ کر سکے لیکن اسلام قبول کرنے کی سعادت انہوں نے حاصل کر لی۔[28]

جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں ارتداد کی لہر اٹھی اور یمن کے اکثر لوگ مرتد ہو گئے اور اسود عنسی نے وہاں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور لوگوں کی اکثریت اس کی پیروکار بن گئی۔ اس ہنگامی دور میں بھی ذوالکلاع اسلام پر ثابت قدم رہے۔ انہوں نے مرتدین کی سرکوبی میں اور ارتداد کے فتنے کا قلع قمع کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔[29]

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی ذوالکلاع اور دیگر نمایاں حیثیت رکھنے والے سرداروں کو خطوط لکھے جن میں اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ اور اس موقع پر حضرت انس بن مالک کو اپنا سفیر بنا کر یمن بھیجا اور فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے انہیں ہدایات دیں۔[30] ۱۳ ہجری کو سرزمین روم میں مجاہدین کی مدد کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جو لشکر روانہ کیا اس میں ذوالکلاع بھی شامل تھے۔[31]

۲۵۔ طبقات ابن سعد، ۱/ ۲۶۶ ۲۶۔ الاصابہ، ۱/ ۴۹۳ ۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ اسد الغابہ، ۲/ ۱۴۳۔۱۴۴ ۲۹۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۳۱۸۔۳۲۰

۳۰۔ الکامل فی التاریخ، ۲/ ۲۷۴۔۲۷۸ ۳۱۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۳۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳ ہجری میں معرکۂ یرموک میں ذوالکلاع مجاہدین کے ایک لشکر کے قائد تھے۔ لشکرِ اسلام کی قیادت خالد بن ولید کر رہے تھے۔ یہ لشکر ۳۶ سے ۴۰ ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا۔۳۲؎ ۱۴ ہجری میں فتحِ دمشق میں بھی ذوالکلاع شریک ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کو لشکر کے ایک گروپ کا قائد متعین کیا تھا۔ انہوں نے اس فتح میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔۳۳؎ سرزمینِ شام کے مشہور و معروف مقام ''فحل'' کو فتح کرنے میں بھی انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔۳۴؎

ذوالکلاع شام کو فتح کرنے کے بعد حمص میں سکونت پذیر ہوئے۔ دمشق میں ان کی چند دکانیں بھی تھیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان پیش آنے والے معرکے ''صفین'' میں یہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک ہوئے۔ صفین کا یہ معرکہ ۳۷ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس معرکے میں یہ معاویہ کے لشکرِ میمنہ کے سربراہ تھے۔ میمنہ حمص اور حمیر کے باشندوں پر مشتمل تھا۔ یہ اسی معرکے میں زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔۳۵؎

۳۲۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۳۹۵۔۳۹۷
۳۳۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۴۳۸
۳۴۔ تاریخ الامم والملوک، ۳/ ۴۳۸
۳۵۔ الکامل فی التاریخ، ۳/ ۳۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

﴿جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الهاشمی۔﴾ ۱

حضرت جعفر بن ابی طالب رسول اکرم ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ ۲

ابو طالب کا اصل نام عبد مناف تھا۔ یہ قریش کے سردار عبد المطلب کے لختِ جگر تھے۔ ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہ تھی۔ اقتصادی حالات قدرے بہتر نہ تھے۔ تجارت پیشہ تھے لیکن تجارت کو زیادہ فروغ نہ دے سکے۔ ان کے چار بیٹے تھے بڑے بیٹے کا نام طالب تھا۔ اسی مناسبت سے ابو طالب کہلائے۔ دوسرے بیٹے کا نام عقیل رضی اللہ عنہ تیسرے بیٹے کا نام جعفر رضی اللہ عنہ اور چوتھے بیٹے کا نام علی رضی اللہ عنہ تھا۔ ۳

ان چاروں کی عمر میں دس دس سال کا فرق تھا۔ آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد تھیں۔ ان کے چاروں بیٹوں میں سے حضرت جعفر طیار سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ یہ اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے زیر کفالت پروان چڑھے۔ حضرت عباس مالی اعتبار سے بڑے آسودہ حال تھے۔ ۴ حضرت جعفر نے ۲۰ سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ یہ ہاشمی خاندان کے خوبصورت جوان تھے ایک روز رسول اقدس نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

﴿اشبهت خلقی وخلقی.﴾ ۵

"اے جعفر! تم میرے ہم شکل بھی ہو اور ہم عادت بھی۔"

یہ غربا، فقرا، مساکین اور حاجتمندوں کا بہت خیال کرتے تھے جود و سخا کے پیکر تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم انہیں "ابو المساکین" کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ۶

حضرت جعفر طیار کی شادی حضرت اسماء بنت عمیس کے ساتھ ہوئی۔ انہوں نے بھی ابتدائی مراحل میں اسلام قبول کر لیا۔ یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔ یہ حضرت

۱۔ الاصابہ ۱/ ۲۳۷ ۲۔ الاصابہ ۱/ ۲۳۷ ۳۔ الزرکلی اعلام ۲/ ۱۱۸

۴۔ سیرۃ اعلام النبلاء ۲/ ۸۰ ۵۔ الاصابہ ۱/ ۲۳۷

۶۔ طبقات ابن سعد ۴/ ۳۵۔ سیرۃ اعلام النبلاء ۱/ ۲۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس کی بیوی ام الفضل کی بھی ہمشیرہ تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند حضرت جعفرؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یے جبشہ میں قیام کے دوران ان کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام عبداللہ' عون اور محمد رکھے گئے۔ اور بڑے بیٹے کی نسبت سے ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی۔ ۸

ہجرتِ حبشہ: مکہ میں رہتے ہوئے جب مسلمانوں پر مشرکین قریش کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثاروں کو اس حالت میں دیکھ کر یہ حکم دیا۔

﴿لو خرجتم الی الارض الحبشة فان بها ملكاً لايظلم عنده احد وهي ارض صدق حتى يجعل الله لكم فرجاً وخرجتم مما انتم فيه.﴾

''تم سرزمین حبشہ چلے جاؤ وہاں ایک ایسا حکمران ہے کہ اس کے ہاں کسی پر کوئی ظلم وستم نہیں کیا جاتا۔ وہ سچائی اور امن کی سرزمین ہے۔ وہاں اللہ تمہارے حالات بہتر کردے گا اور تم اس نازک ترین صورتحال سے بچ نکلو گے۔'' ۹

لہٰذا نبوت کے پانچویں سال اور ہجرتِ مدینہ سے ۸ سال پہلے فرزندانِ اسلام کا پہلا قافلہ جو صرف گیارہ مردوں اور ۴ خواتین پر مشتمل تھا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی قیادت میں حبشہ پہنچا۔ یہ لوگ وہاں رجب' شعبان' رمضان' تین ماہ رہے۔

اس دوران حبشہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ میں لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہورہے ہیں یہ خبر سن کر حبشہ میں مقیم مہاجرین بخوشی مکہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ مگر مکہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ افواہ غلط تھی۔ اب سخت مشکل پیش آگئی۔ کچھ لوگ وہیں سے لوٹ گئے کچھ چھپ کر شہر میں آگئے لیکن زیادہ دیر تک ان کا پوشیدہ رہنا ممکن نہ تھا۔ ۱۰

جب قریشِ مکہ کو مسلمانوں کی حبشہ سے واپسی کا پتا چلا تو انہوں نے ان پر ظلم واذیت کا طوفان برپا کردیا۔ جس سے یہ لوگ دوبارہ ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ لیکن اس دفعہ ہجرت آسان کام نہ تھا۔ کفارِ مکہ کی طرف سے شدید مزاحمت ہوئی۔ لیکن پھر بھی کچھ دنوں بعد ایک بہت بڑا قافلہ حضرت جعفر بن ابی طالب کی قیادت میں حبشہ کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۱

۷۔ طبقات ابن سعد' ۴/۳۴۔ سیرۃ اعلام النبلاء' ۲/۲۸۳ ۸۔ طبقات ابن سعد' ۴/۳۴

۹۔ ابن ہشام' السیرۃ النبویہ' ۱/۳۴۳ ۱۰۔ عیون الاثر' ۱/۱۱۶۔ تاریخ الامم والملوک' ۲/۲۲۱ تا ۲۲۶

۱۱۔ طبقات ابن سعد' ۴/۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر طیار کو نجاشی کے نام ایک مکتوب گرامی بھی دیا۔ جس میں عالمی مشن کی دعوت بھی تھی اور مہاجرین کے ساتھ حسنِ سلوک کے برتاؤ کا ارشاد بھی تھا۔ یہ سب سے پہلا نامۂ مبارک تھا جو نبی کریم ﷺ نے عالمی دعوت کے سلسلے میں ارسال فرمایا تھا۔

نجاشی' شاہِ حبش نے حضرت جعفر اور ان کے وفد کے ارکان کے ساتھ بہت فیاضانہ سلوک کیا۔ اور یہ سب امن و عافیت کے ساتھ وہاں رہنے لگے۔ جب قریشِ مکہ کو یہ علم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں امن وامان کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں تو وہ پیچ وتاب کھانے لگے اور انہیں واپس لانے کی تدابیر سوچنے لگے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے نجاشی کے پاس ایک سفارت بھیجنے کا ارادہ کیا اور عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو جو اپنی قوم میں معاملہ فہمی' ہوشیاری اور جوڑ توڑ کے لحاظ سے ممتاز تھے' نجاشی کے پاس سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے منتخب کیا اور قیمتی تحائف دے کر حبشہ کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ یہ وہاں کے حکمرانوں کو اپنا گرویدہ بنا کر مسلمانوں کو واپس لانے کی تدبیر کریں۔ اور جب یہ مہاجرین مکہ آئیں تو انہیں ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کسی کو بھی اپنے آبائی دین سے منحرف ہونے کی جرأت نہ ہو۔ چنانچہ یہ دونوں نجاشی کے دربار میں گئے اور اس سے درخواست کی کہ مسلمانوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے اور ہر ممکن طریقے سے نجاشی کو قائل کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت جعفر طیار ؓ کی نجاشی کے دربار میں تقریر اور ان کے رقت انگیز' دل آویز اور معنی خیز انداز گفتگو کے سامنے عمرو بن العاص کی کوئی چال نہ چلی۔ اور آپ ؓ کی جراتمندانہ گفتگو سے نجاشی بہت متاثر ہوا۔ اور اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالنے سے انکار کر دیا۔ اور قریش کا یہ وفد ندامت و ذلت کے ساتھ دربار سے نکلا اور اپنے ملک چلا گیا۔[۱۲]

حضرت جعفر طیار آنحضرت ﷺ کی مدینہ کی ہجرت کے ۶ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے۔ ۷ ہجری میں وہ حبشہ سے مدینہ آئے یہ وہ زمانہ تھا جب خیبر فتح ہو گیا تھا اور مسلمان فتح کی خوشی منا رہے تھے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ حضرت جعفر سامنے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی چوم کر فرمایا۔

﴿ما ادری بایتھما انا افرح' بقدوم جعفر اوبفتح خیبر﴾ [۱۳]

۱۲۔ سیر اعلام النبلاء ۱/۲۱۵ ۱۳۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نہیں جانتا کہ مجھ کو جعفر کے آنے کی زیادہ خوشی ہوئی ہے یا خیبر کی فتح سے۔''

شہادت: جمادی الاول ۸ ہجری میں موتہ پر فوج کشی ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ شرحبیل بن عمرو الغسانی نے سفیرِ رسول ﷺ حضرت حارث بن عمیر الازدی کو موتہ کے مقام پر شہید کر دیا تھا۔ جس کا بدلہ لینے کے لئے نبی کریم ﷺ نے موتہ کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ اور فوج کا علم حضرت زید بن حارثہ کو عطا کیا۔

﴿اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ مُوْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ان قُتِلَ زَيْدَ فَجَعْفَرَ وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ.﴾ ۱۴

''آنحضرت ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہوں تو جعفر سردار ہوں گے اگر جعفر بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہوں گے۔''

موتہ پہنچ کر معرکہ کارزار گرم ہوا۔ تین ہزار غازیانِ دین کے مقابلے میں دشمن کا لشکر ایک لاکھ کی تعداد میں تھا۔ امیر فوج حضرت زید شہید ہوئے تو حضرت جعفر گھوڑے سے کود پڑے اور علم کو سنبھال کر دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ دشمنوں کا ہر طرف سے زغہ تھا، تیغ و تیر و سناں کی بارش ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کا تمام بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ دونوں ہاتھ بھی یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر آپ نے اس حالت میں بھی توحید کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ بالآخر شہید ہو کر گرے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ نے علم ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کو بچالائے۔ ۱۵

حضرت عبداللہ بن عمر اس جنگ میں شریک تھے۔ صحیح بخاری میں ان کے حوالے سے مذکور ہے۔

www.KitaboSunnat.com

﴿قال عبد الله كنت فيهم في تلك الغزوة فالتمسنا جعفر بن ابی طالب فوجدناه في القتلى ووجدنا مافي جسده بضعاً وتسعين من طعنة ورمية.﴾ ۱۶

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم اس غزوہ میں شریک تھے۔ ہم نے جعفر

۱۴۔ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی باب غزوۂ موتہ من ارض شام۔ ۵/ ۸۷

۱۵۔ محمد احمد باشمیل، غزوۂ موتہ، ص۔ ۳۳۳

۱۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ موتہ فی ارض الشام، ۵/ ۸۷، سیر اعلام النبلاء، ۱/ ۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی طالب کو تلاش کیا۔ ہم نے انہیں میدان جنگ میں پایا اور ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر تیر اور تلواروں کے نوے سے زیادہ زخم تھے۔"

میدانِ جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا' خدا کے حکم سے نبی کریم ﷺ کے سامنے تھا۔ چنانچہ خبر آنے سے پہلے ہی آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال سنا دیا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور آپ کے چہرے پر حزن وملال کے آثار تھے۔

نبی کریم ﷺ کو ایک عرصہ تک حضرت جعفر کی شہادت کا شدید غم رہا۔ یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ خدا نے جعفر کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں دو نئے بازو عنائت کیے ہیں جن سے وہ ملائکۂ جنت کے ساتھ محوِ پرواز رہتے ہیں۔ چنانچہ طیار اور ذوالجناحین ان کا لقب ہو گیا۔ [17]

الغرض حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ نے دو ہجرتوں حبشہ اور مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ تاریخِ اسلام کے سب سے پہلے سفیر تھے جن کو نبی کریم ﷺ باقاعدہ سفیر بنا کر تو نہ بھیجا۔ لیکن انہوں نے نجاشی کے دربار میں سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیے۔ جن کے رقت انگیز' معنی خیز اور دلآویز اندازِ گفتگو نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے دل میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اور جن کی جرأت مندانہ گفتگو سے نجاشی کے دربار میں سفیرِ قریش عمرو بن العاص دم بخود رہ گیا۔ اور عسکری قیادت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اپنی تیز طرار گھوڑی کی ٹانگیں اس لئے کاٹ دیں کہ وہ دشمن کے کام نہ آ سکے ان کا یہ کارنامہ عسکری تاریخ میں ایک بنیادی جنگی اصول کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اور آپ نے دادِ شجاعت دیتے ہوئے اسی معرکے میں ۸ ہجری کو شہادت پائی۔

نجاشی: افریقہ کے ملک حبش کا بادشاہ عیسائی تھا اور اس کا نام اصحم بن ابجر تھا اور نجاشی اس بادشاہ کا لقب تھا۔

مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ نے منصبِ نبوت ملتے ہی جب اہلِ مکہ کے سامنے دعوت حق پیش کی اور معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تلقین کی تو سردارانِ قریش

۱۷۔ صحیح بخاری فی فضائل الصحابہ باب مناقب جعفر ۴/۲۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھڑک اٹھے اور مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے۔تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی جو مسلمانوں نے حبشہ کی طرف کی۔ان دنوں حبشہ کا حکمران نجاشی تھا۔جس کا نام اصحم بن ابجر تھا۔اور مسلکا نصرانی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کا امیر حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو نامزد کیا اور ان کے ہاتھ نجاشی کے نام ایک خط بھی لکھا۔بعض مؤرخین نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ خط عمرو بن امیہ ؓ کے ذریعے نجاشی تک پہنچایا گیا لیکن درست یہی ہے کہ یہ خط حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ کیونکہ خط کے متن سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔

جب قریشِ مکہ نے نجاشی کے دربار میں اپنے نمائندے بھیجے اور درخواست کی کہ مسلمانوں کو واپس ان کے ملک بھیج دیں تو اس وقت نجاشی نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور مسلمانوں کو اپنے ملک میں امن وسکون سے رہنے کی اجازت دی اور قریش مکہ نے جو تحائف بھیجے تھے وہ واپس کر دیے۔نجاشی نے نبی کریم ﷺ کے نام جو خط لکھا اس کے متن سے واضح طور پر یہ پتا چلتا ہے کہ نجاشی نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی اور حبشہ کے باشندوں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

نجاشی بڑا ذہین وفطین، عالم وفاضل اور عادل حکمران تھا۔اسی لئے نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیتے وقت اس کو دیگر ملوک پر ترجیح دی۔ آپ ﷺ کو اس کی خوبیوں کی بنا پر علم ہو چکا تھا کہ مسلمان وہاں امن کی زندگی بسر کریں گے اور نجاشی کی طرف سے ان پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں ہو گی۔

شاہِ حبشہ نجاشی نے ۹ ہجری میں وفات پائی نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ اسی روز اس کی وفات کی اطلاع مل گئی تھی۔ آپ نے بڑے رنج وغم کے ساتھ مدینہ میں اس کی موت کا اعلان کیا اور صحابہؓ کے ساتھ اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ

عمرو بن امیہ بن خویلد بن عبداللہ ایاس بن عبد بن ناشرۃ بن کعب بن جدی بن ضمرۃ ۱ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ ۲ عمرو بن امیہ بن خویلد بن عبداللہ ایاس بن عبید بن ناشرۃ بن کعب بن جدی بن ضمرۃ الضمری۔ ۳ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوامیہ تھی۔ ۴

آپ رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ آپ بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن علی بن کنانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۵ آپ رضی اللہ عنہ جنگِ بدر اور جنگِ احد میں مشرکین کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور اس وقت اسلام قبول کیا۔ جب مشرکین جنگ احد سے واپس پلٹے۔ ۶

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے جنگِ بئر معونہ میں شریک ہوئے۔ جو ۴ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ۴ ہجری میں بنو عامر کا ایک معزز سردار ابو براء عامر بن مالک الکلابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہ اسلام نہ لایا اور نہ ہی انکار کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ اگر آپ اپنے کچھ صحابہ کو اہل نجد کی طرف بھیجیں جو انہیں اسلام کی طرف بلائیں۔ تو مجھے امید ہے کہ وہ اسلام لے آئیں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کی طرف سے ان کے بارے میں خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ میں ان کا حامی وضامن ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایک سردار قبیلہ کی حمایت وضمانت پر اعتماد کرتے ہوئے ستر صحابہ کی ایک جماعت حضرت منذر بن عمرو کی ماتحتی میں بھیج دی۔ اس وفد نے بئر معونہ پہنچ کر قیام کیا۔ جہاں عامر بن طفیل نے غداری سے شہید کر دیا۔ ان میں حضرت عمرو بھی شریک تھے اور وہ واحد شخص تھے جو زندہ بچے۔ عامر بن طفیل نے انہیں یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ "میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی" اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیے۔

عمرو بن امیہ مدینہ کی طرف واپس آ رہے تھے کہ انہیں راستے میں بنو کلاب کے دو آدمی ملے جنہیں رسول ﷺ نے امان دے رکھی تھی۔ مگر عمرو بن امیہ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لینے کے لئے انہیں قتل کر دیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ

۱۔ الاصابہ ۲/۵۲۴ ۲۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۴۸ ۳۔ الاستیعاب ۲/۴۹۷-۴۹۸
۴۔ الاصابہ ۲/۵۲۴ ۵۔ الاستیعاب ۲/۴۹۷ ۶۔ طبقات ابن سعد ۴/۲۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے ان مقتولین کی دیت ادا فرمائی۔ ۷

حضرت عمرو بن امیہ کے ذمہ رسول کریم ﷺ نے ابوسفیان کو قتل کرنے کی خدمت سونپی۔ اور ان کے ساتھ سلمہ بن اسلم انصاری کو بھیجا تاکہ مکہ جا کر ابوسفیان کو قتل کر دیں۔ کیونکہ ابو سفیان قریش کے کچھ لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے قتل پر آمادہ کر رہا تھا۔ ایک اعرابی نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور وہ مدینہ پہنچ گیا۔ لیکن نبی کریم ﷺ کو اس کا پتہ چل گیا۔ چونکہ اس جرم کا اصل بانی ابو سفیان بن حرب تھا اور اس کی بدولت اہل مدینہ اور قریش کی دائمی جنگ کی سی حالت قائم تھی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو اس غرض سے بھیجا کہ اگر موقع ملے تو اس فتنہ کے بانی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے یہ دونوں مکہ پہنچے۔ ان کے ذمے یہ کام بھی تھا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اتار کر دفن کر دیں جنہیں مکہ والوں نے سرِ عام وحشیانہ انداز میں قتل کر دیا تھا۔

ابن سعد کے بیان کے مطابق ابوسفیان تو بچ گیا لیکن حضرت خبیب کی لاش نکال لینے میں کامیابی ہوگئی۔ عمرو بن امیہ نے تین مقامی آدمیوں کو قتل کر دیا اور ایک کو زندہ گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ ۸ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ کو ابوسفیان کے پاس تحفہ دے کر مکہ بھی بھیجا تھا۔ ۹

۶ ہجری کے اواخر میں حکمرانوں کے نام جو تبلیغی خطوط لکھے گئے ان میں سے نجاشی کے نام کا مکتوب نبوی ﷺ حضرت عمرو بن امیہ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ آپ رسول ﷺ کا خط لے کر نجاشی کے پاس پہنچے اسے اسلام کی دعوت دی' نجاشی مسلمان ہوگیا۔ اور اس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عمرو بن امیہ نے نجاشی سے کہا کہ رسول ﷺ نے مجھے نجاشی کے نام یہ بھی پیغام دیا ہے کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا عقد آپ ﷺ سے کروائیں اور ام حبیبہ اور دیگر مسلمان جو اس وقت حبشہ میں موجود ہیں انہیں مدینہ منورہ روانہ کر دیں۔ ۱۰' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ام حبیبہ کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا اور آپ ﷺ کے اصحاب کو دو کشتیوں میں آپ کے پاس روانہ کر دیا۔ ۱۱' حضرت عمرو نے یہ فرائض بحسن وخوبی سرانجام دیے۔

۷۔ سیر اعلام النبلاء' ۳/ ۱۸۰۔ طبقات ابن سعد' ۴/ ۲۴۸۔ ۲۴۹ — ۸۔ طبقات ابن سعد' ۴/ ۲۴۹
۹۔ الاستیعاب' ۲/ ۴۹۸ — ۱۰۔ الاستیعاب' ۲/ ۴۹۸ — ۱۱۔ الکامل فی التاریخ' ۲/ ۱۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ ہجری میں غزوۂ تبوک میں دومۃ الجندل کی مہم میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ عمرو بن امیہ ؓ بھی موجود تھے۔ اکیدر کی گرفتاری کی خبر اور کچھ نفیس مالِ غنیمت آنحضرت ﷺ تک پہنچانے کے فریضے پر حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کو مامور کیا تھا۔[۱۲] تقریباً ۱۰ ہجری میں جب مسیلمہ الکذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت ﷺ کو ایک خط لکھا تو اس کا جواب پہنچانے کے لئے عمرو بن امیہ ؓ ہی مامور ہوئے۔

الغرض حضرت عمرو بن امیہ جرأت و شجاعت اور شرافت کے اعتبار سے عرب کی مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے۔ قریش انہیں نہایت چالاک، فطین اور فعال سمجھتے تھے۔ عہد نبوی میں ممتاز سیاسی خدمات سرانجام دیں۔ خلافتِ امیر معاویہ تک زندہ رہے۔ اور ان کے آخری عہدِ امارت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[۱۳]

شاہِ حبشہ (نجاشی): نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف بھیجا۔ آپ ؓ نبی کریم ﷺ کا خط لے کر نجاشی کے پاس گئے۔ ان کا تعارف حضرت جعفر کے تعارف کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۱۲۔ امتاع الاسماع، ۱/۴۶۴

۱۳۔ الاصابہ، ۲/۵۲۴۔ سیر اعلام النبلاء، ۳/۱۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان نے صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے ابوسفیان اور رؤسائے مکہ کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔[۱]

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

﴿عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی.﴾[۲]

قریش کا مشہور قبیلہ بنوامیہ حضرت عثمان کے پردادا امیہ سے منسوب ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر رسول اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے۔[۳] آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اروی رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔[۴]

بنی امیہ کے خاندان کو زمانہ جاہلیت ہی سے عز و شرف اور اقتدار حاصل تھا۔ قریش کا قومی جھنڈا ''عقاب'' اسی خاندان کی تحویل میں رہتا تھا۔ بعثتِ نبوی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے والد عفان فوت ہو چکے تھے۔ آپ کی والدہ اروی نے عقبہ بن ابی معیط سے دوسرا نکاح کیا۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ آپ کی ماں جائی بہن تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت کرنے والی آپ سب سے پہلی مسلمان خاتون ہیں جو اپنے والدین اور حقیقی بہن بھائیوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ پہنچیں۔ اور سورۃ الممتحنۃ کی آیت نمبر ۱۰ ان ہی کی ہجرت کے سلسلے میں نازل ہوئی۔ ان کی ہجرت کے بعد حضرت عثمان کی والدہ بھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور مسلمان ہو گئیں۔ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اصحاب الفیل کے واقعہ کے ۶ سال بعد پیدا ہوئے۔ آنحضرت ﷺ سے چھ سال چھوٹے تھے اور بعثت نبوی کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال تھی۔[۵]

۱۔ طبقات ابن سعد' ۲/ ۹۷ ۲۔ الاصابہ' ۲/ ۴۶۲ ۳۔ ایضاً

۴۔ السیوطی' جلال الدین' تاریخ الخلفاء' (مترجم اقبال الدین احمد) ص۔ ۱۵۴۔ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔ ۱۹۸۳ء۔ طبقات ابن سعد' ۳/ ۵۳

۵۔ سیف الدین الکاتب' اعلام الصحابہ' ص۔ ۱۳' موسسۃ عزالدین بیروت لبنان' ۱۹۸۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صحابہ کرام کے طبقۂ اولیٰ میں ہوتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے اور اس وقت اسلام قبول کیا جب رسول اکرم ﷺ نے ابھی دارارقم کو اپنا تبلیغی مرکز نہیں بنایا تھا۔۶

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن العاص نے آپ پر ظلم کی حد کر دی لیکن آپ کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی۔۷ قبولِ اسلام کے کچھ ہی عرصہ بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا عقد آپ سے کر دیا۔۸

جب نبی کریم ﷺ نے مکہ کے ظلم وستم سے تنگ مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو مہاجرین کا جو پہلا قافلہ حبشہ کی طرف گیا اس میں حضرت عثمان اور حضرت رقیہ بھی شامل تھے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿انهما لاول من هاجر الى الله بعد لوط﴾

"یہ دونوں حضرت لوط کے بعد سب سے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے اہل وعیال سمیت اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔"۹

کچھ عرصہ بعد قریش کے مسلمان ہونے کی خبر سن کر مہاجرین واپس مکہ آ گئے۔مگر خبر غلط نکلی۔دوسرے مسلمان تو پھر حبشہ کو لوٹ گئے لیکن حضرت عثمان اپنے اہل وعیال سمیت مکہ ہی میں ٹھہر گئے۔اور کفار کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے جبکہ ابن سعد کی روایت ہے کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی۔۱۰

بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا عام حکم ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں پہنچ گئے۔نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی سے متصل ایک قطعہ رہائش کے لئے آپ کو عنایت فرمایا۔مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے آپ کی مواخاۃ انصار بنی نجار کے اوس بن ثابت بن منذر سے قائم کی۔جو شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت کے بھائی

۶۔ الاصابہ ۳/۲۶۲ ۷۔ طبقات ابن سعد ۳/۵۵

۸۔ تاریخ الخلفاء (مترجم اقبال الدین احمد) ص۔۱۵۲ ۹۔ طبقات ابن سعد ۳/۵۵ ۱۰۔ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ۱۱ مدینہ میں حضرت عثمان کا کاروبار خوب چمکا اور آپ نے تجارت سے پیدا شدہ دولت کو اسلام کی ترقی و اشاعت اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔ ۱۲

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی سوائے غزوۂ بدر کے۔ اس موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا شدید علیل تھیں اور خود نبی کریم ﷺ آپ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں ہی چھوڑ گئے۔ جب فتحِ بدر کی خوش خبری لے کر حضرت زید بن حارثہ مدینہ پہنچے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ غزوہ میں جسمانی شرکت نہ ہونے کے باوجود حضرت محمد ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدریوں میں شمار کیا اور مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا۔ کیونکہ ان کا دل میدان جنگ میں ہی تھا اور وہ بحالتِ مجبوری مدینہ میں رکے تھے۔ ۱۳

نبی کریم ﷺ حضرت عثمان کے حسنِ اخلاق اور دینی خدمات سے اس قدر خوش تھے کہ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کا عقد آپ سے کر دیا۔ اور یکے بعد دیگرے نبی اکرم ﷺ کی ۲ بیٹیوں سے نکاح کی وجہ سے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' یعنی ''دو نوروں والا'' مشہور ہوگیا اور یہ عظیم سعادت حضرت عثمان کے سوا کسی کو نہ ملی۔ ۱۴ آپ نے غزوۂ احد میں شرکت کی۔ ۱۵

غزوۂ احد کے بعد ۴ ہجری میں غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا۔ آنحضرت ﷺ جب اس مہم میں تشریف لے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں قائم مقامی کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۶ اس کے بعد ۵ ہجری میں غزوۂ خندق کا معرکہ پیش آیا۔ حضرت عثمان ان تمام مہمات میں شریک تھے۔ ۶ ھجری میں رسول اللہ ﷺ نے زیارت کعبہ کا قصد فرمایا۔ حدیبیہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ مشرکین جنگ کرنے پر آمادہ ہیں۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کا مقصد لڑائی نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مصالحت کے خیال سے سفیر بنا کر بھیجا۔ ۱۷

۷ ہجری میں معرکۂ خیبر پیش آیا۔ اس کے بعد ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ اسی سال

۱۱۔ طبقات ابن سعد، ۳/ ۵۶

۱۲۔ سیف الدین الکاتب، اعلام الصحابہ، ص۔ ۱۳ (تذکرہ عثمان بن عفانؓ) وعبدالوھاب نجار، الخلفاء الراشدون، ص۔ ۲۶۸

۱۳۔ طبقات ابن سعد، ۳/ ۵۶ ۱۴۔ الاصابہ، ۲/ ۴۶۳ ۱۵۔ الاصابہ، ۲/ ۴۶۲

۱۶۔ طبقات ابن سعد، ۳/ ۵۶ ۱۷۔ طبقات ابن سعد، ۲/ ۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوازن کی جنگ ہوئی جو غزوۂ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمانؓ ان تمام معرکوں میں شریک ہوئے۔

۹ ہجری میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصرِ روم عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے تیاری ضروری تھی لیکن مسلمانوں پر یہ زمانہ نہایت عسرت اور تنگی کا تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جنگ کی تیاری کے لئے سامان اور زر سے مدد کی ترغیب دلائی۔ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کے لئے جنگی سازوسامان کی فراہمی پر دل کھول کر خرچ کیا۔ اس موقع پر آپؓ نے تہائی فوج کے جملہ اخراجات اپنے ذمہ لئے۔ اس کے علاوہ آپؓ نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لئے ایک ہزار دینار پیش کئے۔ نبی کریم ﷺ اس فیاضی سے بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک اطمینان و مسرت سے چمک اٹھا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ماضر عثمان ماعمل بعد هذا اليوم﴾ ۱۸

''آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

مسلمانوں کی دفاعی تیاریوں پر مال خرچ کرنے کے علاوہ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کی عام تکالیف کے ازالہ کے لئے بھی بہت سا مال خرچ کیا۔ مدینہ میں مسلمانوں کو پینے کے پانی کی سخت تکلیف تھی (بئر رومہ) ۱۹، نامی ایک کنواں تھا۔ جس کا مالک یہودی تھا وہ مسلمانوں کے ہاتھ بھاری قیمت پر پانی فروخت کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اگر کوئی مسلمان اس کنویں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

چنانچہ حضرت عثمانؓ نے بیس ہزار درہم میں وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ ۲۰، جب مسجدِ نبوی ﷺ مسلمانوں کے لئے تنگ ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

۱۸۔ الاصابہ، ۲/۴۶۲

۱۹۔ یہ کنواں مدینہ کے شمال مغرب میں وادی عقیق میں سیلابی وادیوں کے مقام اتصال کے قریب واقع ہے اس کا قطر ۴ میٹر اور گہرائی ۱۲ میٹر ہے۔ یہ کنواں بار بار تعمیر ہوا۔ اس زمانے میں مدینہ سے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر واقع تھا۔ آج کل یہ قرب وجوار کی مزروعہ اراضی کے ساتھ مسجد نبوی کے اوقات میں شامل ہے۔

۲۰۔ عبدالوہاب النجار، الخلفاء الراشدون، ص۔ ۲۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کون ہے جو مسجد کا متصل قطعۂ زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دے۔ اللہ اس سے بہتر جگہ جنت میں عنایت فرمائے گا۔"

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مطلوبہ قطعۂ ارضی خرید کر مسجد کی توسیع کے لئے دے دیا۔ ۲۱؎ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تحریر نہایت پختہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ اکثر آپ رضی اللہ عنہ سے کاتب وحی کا کام لیتے تھے۔ کاتبانِ وحی میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ ۲۲؎

نبی کریم ﷺ کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول بنے تو حضرت عثمان نے ان سے بھرپور تعاون کیا۔ اور آپ ان کی مجلسِ شوریٰ کے ایک معتمد رکن تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کی اصابتِ رائے پر اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ سے خصوصی مشورہ کیا اور اپنی وصیت انہی سے لکھوائی۔ ۲۳؎

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی بلا حیل و حجت کی اور امور خلافت کی انجام دہی میں ان کے مشیر و معاون رہے۔ ۲۳ ہجری میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاتلانہ حملے کے باعث شہید ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطور خلیفۂ ثالث ہوا۔ ۲۴ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اتفاق عام کے ساتھ مسند نشینِ خلافت ہوئے۔ اور دنیائے اسلام کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ۲۴؎ ۲۶ ھجری میں حضرت عثمان نے مسجدِ حرام کی توسیع کروائی۔ ۲۵؎

عثمانی عہد میں مسلمانوں نے وسطی ایشیا اور شمالی افریقہ میں جو فتوحات حاصل کیں وہ تاریخِ اسلام کا سنہری باب ہیں۔ چھ سات سال کے عرصے میں اسلامی حکومت کی حدود مشرق میں ترکستان سے گزر کر چین میں اور جنوب میں خراسان تک بلکہ اس سے آگے اور شمال میں آرمیڈیا تک پھیل گئیں۔ خلافتِ راشدہ کی وسعت اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

وسیع شہروں کی فتوحات کے بعد دولت اور مال غنیمت کے انبار لگ گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خزانہ بنوایا اور تمام لوگوں کو وظیفہ دیومیہ تقسیم کیا۔ دولت کی فراوانی کا یہ عالم ہوا کہ ہر شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے دیے اور ہر بدرے میں ۴ ہزار اوقیہ آتے تھے۔ ۲۶؎

۲۱۔ ایضاً ۲۲۔ عبدالوہاب النجار' الخلفاء الراشدون' ص۔ ۲۷۰ ۲۳۔ طبقات ابن سعد' ۳/ ۶۲
۲۴۔ ذہبی' العبر فی خبر من غبر' ۱/ ۲۰' دارالتراث العربی' الکویت۔ ۱۹۶۰ء ۲۵۔ العبر' ۱/ ۲۱
۲۶۔ تاریخ الخلفاء (مترجم اقبال الدین احمد) ص۔ ۱۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت: ۳۵ ہجری کے ایام تشریق عید الاضحیٰ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کے دن مغرب وعشا کے درمیان جنت البقیع کے اندر دفن کئے گئے۔ اور بعض روایات کے مطابق بدھ کے دن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ۲۷؎ حضرت عثمان کے جنازہ کی نماز جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور دفن بھی کیا۔ کیونکہ حضرت عثمان نے انہی کو دو چیزوں کی وصیت فرمائی تھی۔ ۲۸؎

۲۷۔ تاریخ الخلفاء (مترجم اقبال الدین احمد) ص۔ ۱۶۰

۲۸۔ طبقات ابن سعد، ۳/ ۷۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۴

سفرائے کرام کی دعوتی سرگرمیاں

- حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی شاہِ روم کو دعوت اسلام
- حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ شاہِ ایران کسریٰ کے دربار میں
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا سفارتی مشن اور مصر میں اسلام کی اشاعت
- دمشق میں تبلیغِ اسلام
- ہوذہ بن علی الحنفی رضی اللہ عنہ کی طرف سفیرِ رسول ﷺ کی روانگی
- جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کی طرف سفیرِ رسول ﷺ کی روانگی
- منذر بن ساوی کی طرف
- حارث بن عبد کلال الحمیری کی طرف
- ذوالکلاع اور ذو عمرو کی طرف
- نجاشی کو دعوتِ اسلام
- سفارتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفراء اکرام کی دعوتی سرگرمیاں

﴿یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ﴾[1]

''اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس کو لوگوں تک پہنچا دیں۔''

صلح حدیبیہ سے اشاعتِ اسلام کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوتا ہے۔ یعنی جب ۶ ہجری میں نبی اکرم ﷺ حدیبیہ کی امن پرور صلح سے' جسے قرآن حکیم میں ''فتحِ مبین'' اور ''نصرِ عزیز'' سے تعبیر کیا گیا ہے' فارغ ہوئے اور اس صلح کے نتیجے میں آپ نے اندرون ملک کے تصادموں اور جنگوں سے فرصت پائی جو آپ کے خلاف آئے دن قریشِ مکہ برپا کیے رہتے تھے تو آپ نے اس قلیل مدت سے کثیر فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک نئی تبلیغی اور سفارتی مہم کا آغاز کیا اور اسلام کی دعوت کو اطراف واکنافِ عالم تک پہنچانے کے لیے ایک اہم کام کیا۔ وہ کام یہ تھا کہ آپ ﷺ نے وقت کے بادشاہوں کے نام خطوط بھجوائے جن میں انہیں دینِ اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ آپ ﷺ کا یہ جدید اقدام آپ کا نہایت شاندار اشاعتی اور سفارتی کارنامہ تھا۔ جسے آپ ﷺ نے نہایت حسن وخوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔[2]

اور آپ ﷺ نے اپنی اسی پہلی فرصت میں قیصر وکسریٰ' نجاشی اور دوسرے سلاطین کو اسلام کی دعوت دی اور خطوط لکھے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے:

﴿ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی کسریٰ والی قیصر والی النجاشی والی کل جبار یدعوھم الی اللہ﴾[3]

''بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے کسریٰ' قیصر اور نجاشی اور تمام حکمرانوں کو خط لکھ کر ان کو اللہ کی طرف دعوت دی۔''

اس عظیم الشان سفارت کی ابتدا کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ جسے ابن ہشام نے یوں بیان کیا ہے:

۱۔ القرآن الکریم (المائدہ) ۵:۶۷ ۲۔ مکاتیب الرسول' ص۔۳۰۔۳۱

۳۔ مسلم بن الحجاج' صحیح مسلم' کتاب الجہاد والسیر باب کتاب النبی الی ملوک الکفار یدعوھم الی اللہ عز وجل' ۵/۱۶۶' دار الفکر' بیروت' لبنان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر نبی کریم ﷺ نے مسجدِ نبوی میں صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم مجھ سے ایسا اختلاف نہ کرنا' جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم سے کیا۔ کہ ان کو قریب بھیجنے کو کہا تو راضی ہو گئے اور کہیں دور جانے کا حکم دیا تو زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ گئے۔ پس تم اس کام میں ان کی پیروی نہ کرنا۔''[۴]

صحابہ کرام ؓ نے اس نئی تبلیغی مہم میں اپنے رسول ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ بیرونی ممالک میں بادشاہوں کا قاعدہ یہ ہے کہ:

﴿لا یقرؤن کتابا الا مختوما﴾[۵]

''وہ کسی خط کو اس وقت تک نہیں پڑھتے جب تک اس پر مہر نہ ہو۔''

رسولِ اکرم ﷺ نے یہ رائے پسند فرمائی اور اس پر عمل کے لیے حکم دیا کہ چاندی کی انگوٹھی کی مہر تیار کی جائے۔ چنانچہ وہ مہر تیار ہوئی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ تھے۔[۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بنواتے وقت ادب واحترام کا خاص خیال رکھا اور مہر میں ''اللہ'' کا نام سب سے اوپر لکھوایا پھر رسول اور سب سے نیچے اپنا نام لکھوا دیا۔ یعنی مہر کی شکل اس طرح تھی۔

اللہ

رسول

محمد[۷]

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں خطوط پر اس طرح مہر لگانے کا رواج سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا۔ مؤرخین نے اس بات میں شدید اختلاف کیا ہے کہ سفراء نے ہجرت کے چھٹے سال سفر کیا یا ساتویں سال' اس سلسلے میں واقدی کہتے ہیں کہ یہ خطوط ۶ ہجری کے اخیر میں ماہ ذی الحجہ میں صلح حدیبیہ کے بعد روانہ کیے گئے۔[۸]

بعض اہل سیر کے نزدیک ''ان سفراء کو ۷ ہجری میں روانہ کیا گیا''

۴۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام' ۴/۲۵۳۔۲۵۴ ۵۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۵۸

۶۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۵۸ ۷۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۵۸

۸۔ حسن ابراہیم حسن' تاریخ الاسلام' دار الجلیل' بیروت ۱۹۹۱' ج ۱ ص ۱۲۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن سعد نے لکھا ہے:

''ایک ہی دن میں ۶ سفیر روانہ کیے گئے اور یہ یکم محرم ۷ ہجری تھا۔ ان میں سے ہر شخص اس قوم کی زبان سے واقف تھا جس کی طرف اس کو روانہ کیا گیا''۔[9]

ان مختلف حقائق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط بھیجنے کا ارادہ تو ۶ ہجری کے اخیر میں فرمایا ہو اور پھر ۷ ہجری میں خطوط روانہ کیے ہوں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

''غزوہ موتہ کے بعد خطوط روانہ کیے گئے'' مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کیے گئے۔[10] یعنی اس مدت کے مابین خطوط کا سلسلہ جاری رہا۔

رسول اکرم ﷺ کے سفراء جن بادشاہوں' حکمرانوں' گورنروں اور قبائل کے سرداروں کے پاس گئے وہ جزیرہ نمائے عرب کے چاروں طرف کے حکمران تھے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ رسول ﷺ نے عرب کے چاروں طرف اسلام کا تحریری پیغام بھجوا کر دعوت وارشاد کا فریضہ ادا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔[11]

رسول اکرم ﷺ نے اسلامی دعوت کا مخاطب فرماں رواؤں کو اس لئے بنایا تھا کہ اس دور کی بادشاہی قیادت خداوند بنی بیٹھی تھی اور نیچے ایک پتہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہل سکتا تھا ان کی عوام ان کے تابع تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے خطوط میں ان کو پوری قوم کا نمائندہ قرار دے کر عوام کے برے بھلے کی ذمہ داری ان پر ڈالی۔ اور مختلف تاجداروں کو ''عظیم روم'' ''عظیم فارس اور عظیم القبط'' یعنی روم کے سربراہ' فارس کے سربراہ اور قبطیوں کے سربراہ' اس کے علاوہ آپ نے کسریٰ اور مقوقس کو وضاحت سے لکھا:

﴿فان تولیت فعلیک اثم المجوس﴾

مقوقس کو لکھا:

﴿فان تولیت فانما علیک اثم القبط﴾

''یعنی اگر تم نے خدا کی دعوت کا انکار کیا تو تمہاری رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم

۹۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۵۸ ۱۰۔ ابن کثیر' البدایہ والنہایہ' ۴/ ۲۶۲ ۱۱۔ سیرۃ ابن ہشام' ۴/ ۲۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پڑے گا۔"[۱۲]

آپ ﷺ نے یہ اس ارشاد کی روشنی میں کہا تھا:

﴿الناس علی دین ملوکھم﴾

اس کے علاوہ سفراء کے ہمراہ بھیجے گئے خطوط میں آپ نے روایت سے ہٹ کر جو سب سے بڑی تبدیلی کی وہ یہ تھی کہ آپ نے اپنا اسمِ مبارک پہلے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں لکھا جب کہ اس سے پہلے اس کے برعکس روایت تھی۔ چنانچہ اس طرزِ تخاطب نے اس عہد کے درباریوں کو بری طرح چونکا دیا۔ اور اس کا جب لوگوں میں چرچا عام ہوا تو وہ بھی حیرت زدہ رہ گئے۔ کیونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص روم و ایران کے شہنشاہوں کو اس جرأت اور بے باکی سے بھی مخاطب کر سکتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو وحدانیت کی تعلیم دینے اور ان تک پیغامِ حق پہنچانے میں جس حکمتِ عملی اور جن احتیاطی تدابیر سے کام لیا اس کے باعث بہت ہی کم عرصہ میں آپ ﷺ کو کامیابی ملی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے اس مقدس مقصد کی تکمیل اور اس کے حصول کی خاطر کسی جبر و تشدد سے کام نہیں لیا۔ اس کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ آپ ﷺ کے صبر و استقلال اور اخلاق سے متأثر ہو کر آپ ﷺ کے بدترین دشمن بھی آپ ﷺ کے بہترین دوست اور جانثار بن گئے۔

۱۲۔ سیرۃ حلبیہ' ۳/۲۷۵-۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ حضرت دحیۃ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی شاہِ روم کو دعوتِ اسلام

حضرت دحیۃ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ وہ ممتاز صحابی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے شاہِ روم ہرقل کے دربار میں سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔ جب نبی کریم ﷺ نے قیصرِ روم کو دعوتی اور سفارتی خط لکھا تو لکھنے کے بعد فرمایا:

''میرا یہ خط لے کر ھرقل کے پاس کون جاتا ہے اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے''[۱۳]

تو حضرت دحیۃ نے وہ خط آپ ﷺ سے لے لیا۔

نبی کریم ﷺ نے وہ خط صلح حدیبیہ کے بعد ۶ ہجری میں لکھ کر حضرت دحیۃ کے سپرد کیا تا کہ وہ شاہِ روم سے مل کر اس خط کو پیش کریں۔ روایات میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا سفیر الرسول ﷺ حضرت دحیۃ رضی اللہ عنہ نے براہِ راست روم کے بادشاہ سے ملاقات کی تھی۔ یا شام میں اس کے گورنر کے ذریعے خط پہنچایا تھا۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ حضرت دحیۃ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ براہِ راست روم گئے اور وہاں ہرقل سے ملاقات کی۔[۱۴]

جب کہ بعض روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حضرت دحیۃ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ خط بصری کے حاکم کو پہنچادیں جو اسے ہرقل کو بھجوا دے گا۔[۱۵] اکثر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت دحیۃ رضی اللہ عنہ نے براہِ راست قیصرِ روم سے ملاقات کی اور اسے رسول اللہ ﷺ کا خط پہنچایا۔ اور اس سفارتی مشن کی تفصیلات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں۔

''البدایہ والنہایہ'' میں بھی یہی مذکور ہے:

جب حضرت دحیۃ بن خلیفہ الکلبی خط لے کر شام پہنچے تو اس وقت شاہِ روم حمص سے بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا تا کہ بیت المقدس پہنچ کر فتح حاصل کرنے کی خوشی میں اللہ کا شکر ادا کر سکے۔[۱۶] اس کے طمطراق اور شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ راستے میں جہاں قدم رکھتا زمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھائے جاتے تھے۔[۱۷]

اسی موقع پر سفیرِ رسول ﷺ حضرت دحیۃ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور آپ نے قیصرِ روم کے

۱۳۔ الزرقانی' شرح مواہب اللدنیۃ' ۳/۳۸۳

۱۴۔ سیرۃ ابن ہشام' ۴/۱۸۸۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۲۱۷۔ الکامل فی التاریخ ۲/۶۳

۱۵۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۵۹ ۱۶۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۶۷ ۱۷۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۲۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربار میں داخل ہوتے وقت ایمان واخلاص اور جرأت و بے باکی کا شاندار مظاہرہ کیا۔ روم اور فارس کے دربار بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے دربار تھے۔ دربار میں داخلے کے یہ آداب تھے کہ شہنشاہ کو سجدۂ تعظیمی کیا جاتا تھا۔ اور جب تک شہنشاہ اجازت نہ دیتا کسی کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

بارگاہِ نبوت کے سفیر حضرت دحیہؓ جب فرمانِ رسالت لے کر پہنچے تو درباریوں نے ان کو بتایا کہ جب تم قیصر کے پاس پہنچو تو تختِ شاہی کے پاس جا کر سجدہ کرنا۔ دربارِ شاہی کا یہی دستور ہے۔ حضرت دحیہؓ نے نہایت پر اعتماد لہجے میں جواب دیا:

مسلمان کی گردن خدا کے سوا کسی کے آگے نہیں جھک سکتی۔ ہمارے نبی نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے اور ہم اس تعلیم پر پورے طور پر کاربند ہیں میں تمہارے بادشاہ کو سجدہ نہیں کروں گا تم خواہ مجھے اس کے سامنے پیش کرو یا نہ کرو۔ ۱۸

اس جرأت ایمانی کا یہ نتیجہ نکلا کہ قیصر نے انہیں خود ہی اپنے سامنے طلب کر لیا اور کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار کرنے کی بجائے ان کے آرام وآسائش کا انتظام کر دیا۔ چنانچہ ہرقل نے سفیرِ مدینہ کے اعزاز میں ایک بڑا بھاری دربار منعقد کیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں بہت سی باتیں دریافت کیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا اور دریافت کیا کہ اگر مکہ کا کوئی اور آدمی اس علاقے میں موجود ہے تو اسے پیش کیا جائے۔ اتفاق سے بیت المقدس کے قریب غزہ میں قریشِ مکہ کے تاجروں کا ایک قافلہ مقیم تھا۔ امیرِ قافلہ ابوسفیان تھے جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے۔ قیصر کے آدمی جا کر قافلے کے لوگوں کو لے آئے۔

قیصر نے ان کو عزت کے ساتھ اپنے سامنے اور ان کے ساتھیوں کو پیچھے بٹھا دیا اور کہا کہ ''میں ابوسفیان سے کچھ سوال بھی کروں گا اگر کوئی بات غلط ہو تو مجھے بتا دینا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کے متعلق یقیناً جھوٹ بولتا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اس کے بعد ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں جو پہلا سوال کیا وہ یہ تھا کہ ''تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے؟

میں نے کہا: وہ اونچے نسب والا ہے۔

۱۸۔ مکاتیب الرسول ص ۱۰۸۔ البدایہ النہایہ ۴/ ۲۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرقل نے کہا: تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی؟

میں نے کہا: نہیں

ہرقل نے کہا: کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

میں نے کہا: نہیں

ہرقل نے کہا: اچھا تو بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے؟

میں نے کہا: کمزوروں نے۔

ہرقل نے کہا: یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

میں نے کہا: بڑھ رہے ہیں۔

ہرقل نے کہا: کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے؟

میں نے کہا: نہیں

ہرقل نے کہا: اس نے جو بات کہی ہے کیا اسے کہنے سے پہلے تم لوگ اس کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟

میں نے کہا: نہیں۔

ہرقل نے کہا: کیا وہ بدعہدی بھی کرتا ہے؟

میں نے کہا: نہیں۔ البتہ ہم لوگ اس وقت اس کے ساتھ صلح حدیبیہ کی ایک مدت گزار رہے ہیں۔ معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس فقرے کے سوا مجھے اور کہیں کچھ گھسیڑنے کا موقع نہ ملا۔

ہرقل نے کہا: کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ کی ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں....

ہرقل نے کہا: تو تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی؟

میں نے کہا: جنگ ہم دونوں کے درمیان برابر کی چوٹ ہے۔ وہ ہمیں زک پہنچا لیتا ہے اور ہم اسے زک پہنچا لیتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرقل نے کہا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟

میں نے کہا: وہ کہتا ہے صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی شریک نہ کرو۔ تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پرہیز، پاکدامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے۔

اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا "تم اس شخص (ابوسفیان) سے کہو کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ شخص بہت جلد میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہو جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والا ہے۔ لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو اس سے ملاقات کی زحمت اٹھاتا اور اگر اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔ [19]

ابوسفیان کے ساتھ گفتگو کے بعد اس نے حکم دیا کہ نامۂ مبارک دوبارہ مجمع عام کے سامنے پڑھا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا خط پڑھا گیا اس خط کا مضمون یہ تھا۔

خط بنام قیصر کا مضمون:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من: محمد بن عبد اللہ ورسولہ

الی: ہرقل عظیم الروم

سلام علی من اتبع الھدی

اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام 'اسلم تسلم 'واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین 'فان تولیت فعلیک اثم الاریسیین ویاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۔ [20]

اللہ

19۔ مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، ص ۲۸۴۔۲۸۶۔ المکتبۃ السلفیہ لاہور

20۔ صحیح المسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب کتاب النبی الی ہرقل یدعوہ الی الاسلام ۵/۱۶۴ (خط کے آخر میں آیت سورۃ آل عمران۔۶۴) الکامل فی التاریخ ۲/۲۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول
محمد

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان' نہایت رحم والا ہے۔''

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے قیصرِ روم ہرقل کے نام!

سلامتی اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس کے بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو تمام آفتوں سے دور ہو گے اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا اور اگر روگردانی کی تو تیری پوری رعایا کا وبال تجھ پر ہو گا۔ اے اہلِ کتاب! اختلاف اور نزاع کی ساری باتیں چھوڑ کر اس بات پر آؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں طور پر مشترک اور مسلم ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ کسی ہستی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہم میں سے کوئی بھی کسی انسان سے ایسے برتاؤ کا روادار نہ ہو گا کہ اللہ کو چھوڑ کر اسے پروردگار بنالے۔ پھر اگر اس سے روگردانی کرو تو گواہ رہنا کہ ہم خدا کے فرماں بردار بندے ہیں۔''

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی تھی اہل دربار اس سے سخت مشتعل تھے۔ فرمانِ رسالت کے پڑھے جانے پر اور بھی برہم ہو گئے۔ قیصر نے یہ رنگ دیکھا تو حضرت دحیہؓ سے کہا کہ اگر مجھے اپنے لوگوں سے اپنی جان کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور تمہارے نبی کا اتباع کرتا وہ بلاشبہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔ اس کے بعد اس نے دربار برخاست کر دیا۔ ہر چند کہ قیصر کے دل میں نورِ اسلام جلوہ فگن ہو چکا تھا مگر تخت و تاج کی محبت میں وہ روشنی بجھ کر رہ گئی۔[21]

اس سیاسی مجبوری اور بے بسی کے باوجود قیصر نے ایک مرتبہ اور اس بات کی کوشش کی کہ امرا اور رؤسائے حکومت کو سمجھائے اور ان کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے۔ کیونکہ ان کے راہِ راست پر آنے سے رعایا خود بخود اسلام قبول کر لے گی۔ چنانچہ اس نے بیت المقدس سے حمص پہنچ کر دارالسلطنت کے شاہی محل میں تمام معزز رؤسا اور امرا کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اگر تم کو اپنی آئندہ بھلائی مقصود ہے اور تم چاہتے ہو کہ تباہی سے بچ کر امن و عافیت اور راحت و سکون کی زندگی بسر کرو تم خود بھی محفوظ رہو اور تمہارا ملک بھی محفوظ رہے تو میں تمہیں نہایت مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ تم سب اس نبی اور پیغمبر پر ایمان لے آؤ جو عرب میں پیدا ہوا ہے۔ وہ تمام اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور ہر قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر تم لوگ اس نبی پر ایمان لے آؤ گے تو

۲۱۔ زاد المعاد/۱/ ۱۱۶ تا ۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بھی فائدہ میں رہو گے اور تمہارا ملک بھی تمہارے پاس ہی رہے گا۔ انکار کرو گے تو خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور تمہارا ملک بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔۲۲

اپنے شہنشاہ کی زبانی اسلام کا یہ پیغام سن کر تمام معززین سلطنت غصے اور طیش میں آ گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر قیصر پر دنیا اور تخت کی حرص و طمع غالب آ گئی۔ اس نے فوراً لوگوں کو واپس بلایا اور کہا۔

مجھے یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی ہے کہ تم اپنے دین و ایمان پر نہایت پختہ ہو' کوئی لالچ یا طمع تم کو تمہارے مذہب سے نہیں پھیر سکتی۔ میں نے تمہارے استقلال اور مذہبی لگاؤ کا امتحان لیا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ خوش ہو کر چلے گئے۔ لیکن چند سالوں بعد ہرقل کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

ابن الاثیر ''الکامل فی التاریخ'' میں بیان کرتے ہیں کہ:

جب دحیۃ بن خلیفہ الکلبی ؓ رسول ﷺ کا خط لے کر ہرقل کے پاس پہنچے تو ہرقل نے دحیۃ ؓ سے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تیرا صاحب نبی اور رسول ہے۔ اور یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ہم انتظار کرتے تھے۔ اور جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے۔ لیکن مجھے اپنی قوم سے ڈر لگتا ہے کہ اگر میں نے آپ ﷺ کی اتباع کا اعلان کر دیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے آپ ایسا کریں کہ یہ خط لے کر پاپائے روم کے پاس جائیں' لوگ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان سے اپنے پیغمبر کا تذکرہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ بخدا! سرزمین روم میں اس کی حیثیت مجھ سے زیادہ ہے اور لوگ میری نسبت اس کی بات زیادہ مانتے ہیں۔

چنانچہ دحیۃ ؓ ان کے پاس گئے اور کہا کہ میں ہرقل کی طرف اللہ کے نبی کا پیغام لے کر گیا تھا اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور حضرت دحیۃ نے وہ خط ان کی خدمت میں پیش کیا جو نبی کریم ﷺ نے پاپائے روم کے نام لکھا تھا۔۲۳

اس خط کی عبارت یہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی: ضغاطر الاسقف

۲۲۔ الزرقانی' شرح مواہب اللدنیہ' ۳/ ۲۸۸۔۲۸۹ ۲۳۔ الکامل فی التاریخ ۲/ ۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام علی من آمن

اما علی اثر ذلک فان عیسی ابن مریم روح اللہ و کلمتہ القاھا الی مریم الزکیۃ وانی اومن باللہ وماانزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احدمنھم ونحن لہ مسلمون والسلام علی من اتبع الھدی ۔[۲۴]

اللہ

رسول

محمد

ضغاطر اسقف کے نام : ''اس شخص پر سلام ہے جو ایمان لائے ۔اس کے بعد یہ ہے کہ عیسی بن مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں ۔جس کو اللہ نے پاک دامن مریم کو القا کیا ۔میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں جو ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور اولادِ یعقوب پر نازل کیا گیا ہے اور جو موسی اور عیسی کو دیا گیا ہے ۔اور جو انبیا کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے ۔ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے لیے اسلام لانے والے ہیں ۔اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی تھی ۔''

پاپائے روم نے خط پڑھتے ہی کہا:

﴿صاحبک واللہ نبی مرسل نعرفہ بصفتہ ونجدہ فی کتبنا باسمہ﴾ [۲۵]

''خدا کی قسم! تمہارا آقا نبی مرسل ہے ہم انہیں ان کی صفات سے پہچانتے ہیں اور ان کا نام اپنی کتابوں میں پاتے ہیں ۔''

اس کے بعد انہوں نے اپنا عصا پکڑا اور رومیوں کے پاس گئے اس وقت وہ گرجے میں جمع تھے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اہل روم! ہمارے پاس احمد مرسل کا خط آیا ہے وہ ہمیں اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔جب رومیوں نے پاپائے روم کی زبان سے کلمۂ شہادت سنا تو سب اس پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور اسے مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا ۔[۲۶] دحیہ نے یہ واقعہ ہرقل کو آ کر بتایا تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ اگر میں نے

۲۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۷۶ ۲۵۔ تاریخ الامم والملوک ۳/۸۸ ۲۶۔ الکامل فی التاریخ ۲/۲۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا اعلان کر دیا تو رومی مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ رومیوں نے پاپائے روم کا کیا انجام کیا۔ حالانکہ لوگ اس کی مجھ سے زیادہ توقیر کیا کرتے تھے۔ ۲۷

رسول ﷺ کی خدمت میں قیصرِ روم کا جواب: ہرقل نے پوری کوشش کی کہ امرا و روز باری اسلام قبول کر لیں لیکن انہوں نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ ہی اپنے شہنشاہ کی اسلام کی طرف رغبت کو پسند کیا۔ چنانچہ ان کے ڈر سے ہرقل نے اسلام کو قبول تو نہ کیا لیکن وہ رسول اللہ سے بہت متاثر ہوا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے سفارتی مشن کے جواب میں ان کو ایک مراسلہ روانہ کیا۔ جس کی عبارت تاریخ یعقوبی میں اس طرح درج ہے۔

الی :احمد رسول اللّٰہ الذی بشر بہ عیسی

من :قیصر ملک الروم

انہ جاء نی کتابک مع رسولک' وانی اشھد انک رسول اللّٰہ' نجدک عندنا فی الانجیل 'بشرنا بک عیسی ابن مریم 'وانی دعوت الروم الی ان یومنوا بک'فابوا 'ولوا اطاعونی لکان خیرالھم 'ولوردت انی عندک اخدمک واغسل قدمیک۔ ۲۸

''اللہ کے رسول احمد کی خدمت میں جن کے بارے میں عیسیٰ نے بشارت دی ہے۔''

شاہِ روم قیصر کی طرف سے

آپ کا خط آپ کے قاصد سمیت مجھ تک پہنچا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم آپ کا ذکر انجیل میں پاتے ہیں۔ آپ کے بارے میں عیسیٰ بن مریم نے ہمیں بشارت دی ہے۔ میں نے رومیوں کو دعوت دی ہے کہ وہ آپ کو تسلیم کر لیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اگر وہ میری بات مان لیتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ کاش میں آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ کی خدمت کر سکتا اور آپ کے پاؤں دھوتا۔''

اس سفارتی مشن کے نتائج: قیصرِ روم نے حضرت دحیہ کے ہاتھ نبی کریم ﷺ کے لیے جو خط لکھا اس سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی کی سربراہی میں

۲۷۔ الکامل فی التاریخ ۲/۲۱۱

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔ الیعقوبی' محمد بن یعقوب' تاریخ الیعقوبی' ۲/۶۲' دارصادر بیروت' ۱۳۷۹ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مشن روم روانہ کیا تھا۔اس نے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر لی۔قیصرِ روم نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن اس نے دل میں اسلام کی حقانیت کو محسوس کیا اور رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کا احترام کرکے آپ کی دعوت کی سچائی کو تسلیم کرلیا اور اس کے ساتھ ہی اسلامی ریاست کی شرعی حیثیت کو تسلیم کرلیا۔تاریخ سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ قیصرِ روم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفتاً دینار بھی روانہ کئے تھے جن کو آپ نے تقسیم فرما دیا تھا۔۲۹

اس کے علاوہ حضرت دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی نے بھی سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیے اور قیصر روم کے دربار کی شان وشوکت سے متأثر ومرعوب ہوئے بغیر حق پرڈٹ کر اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دیا۔

خط بنام ہرقل کی دریافت: اسلامی ڈائجسٹ ''ھدیٰ'' کے جون ۱۹۷۷ء کے شمارہ میں یہ خبر چھپی تھی:

نبی کریم ﷺ کا وہ نامہ مبارک جو آپ نے روم کے شہنشاہ ہرقل کے نام ارسال فرمایا تھا۔۱۹۷۶ء میں دستیاب ہوا ہے۔اسلامی تاریخ کے اس نادر تحفے کو متحدہ عرب امارات کے سربراہ شیخ زاید بن سلطان النہیان نے لاکھوں روپے دے کر لندن سے اپنے ملک منتقل کرلیا تھا۔انہوں نے اس مکتوب گرامی کے حقیقی اور اصلی ہونے کی تحقیق کے لیے دنیا بھر کے ماہرین کی خدمات حاصل کر لی تھیں۔جنہوں نے پوری چھان بین کے بعد اس کی صحت اور اصلیت کا اعلان کیا تھا اور پھر اس کے بعد ہی ہماری تاریخ کے اس عظیم ورثے کو شیخ زاید نے لاکھوں روپوں کے عوض خرید لیا۔چنانچہ یہ خط زمانے کی گردش سے محفوظ رہ کر آج بھی موجود ہے۔۳۰

۲۹۔ زادالمعاد۳/ ۱۱۸۔۱۲۱

۳۰۔ اسلامی ڈائجسٹ ھدیٰ۔جون 1977 ''نئی دہلی''۔ص ۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ حضرت عبداللہ بن حذافہ شاہِ ایران کسریٰ کے دربار میں

حضرت عبداللہ بن حذافہ ماہِ محرم ۷ ہجری کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے شاہِ ایران کسریٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؓ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کا خط بھی تھا جو نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے نام لکھا اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔[۱] شاہِ ایران کسریٰ کا اصل نام پرویز بن ہرمز تھا۔[۲] اس کے دورِ حکومت میں ہی نبی کریم ﷺ کو رسالت کے منصب سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔

بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خط حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے یہ تاکید کی تھی کہ اسے حاکمِ بحرین کے پاس لے جائیں اور ان سے کہیں کہ اسے شہنشاہِ ایران تک پہنچا دے۔ بخاری میں اس طرح مذکور ہے:

﴿ان رسول اللّٰہ ﷺ بعث بکتابہ الی کسریٰ مع عبد اللّٰہ بن حذافۃ السھمی ‘فامرہ ان یدفعہ الی عظیم البحرین ‘فدفعہ عظیم البحرین الی کسریٰ﴾[۳]

”آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی کو خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا۔ آپ نے عبداللہ بن حذافہ سے فرمایا یہ خط بحرین کے رئیس کو دینا۔ بحرین کے رئیس نے وہ خط کسریٰ کو دے دیا۔“

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ اور خط حاکمِ بحرین کے پاس پہنچا دیا۔ حاکمِ بحرین نے حضرت عبداللہ کو اپنے ایک معتمد کے ساتھ خسرو پرویز کے پاس روانہ کر دیا۔

جب بارگاہِ رسالت کے سفیر حضرت عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ فارس پہنچے تو خسرو نینوا میں مقیم تھا۔ فارس کے معمول کے مطابق بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ تختِ سلطنت پر متمکن تھا کہ نقیب کی آواز پر ایک شخص دربار میں حاضر ہوا۔ حاضرین نے بڑی حیرت اور استعجاب کے ساتھ اسے دیکھا۔ اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی اور بے باکی سے آج تک خسرو کے دربار میں کوئی نہ آیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے نبی کریم ﷺ کا خط شہنشاہِ

۱۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۲۵۸۔ ۲۵۹ ۲۔ جوامع السیر ۱ ص ۲۹
۳۔ صحیح البخاری ٗ کتاب المغازی ٗ باب کتاب النبی الی کسریٰ وقیصر ۵/ ۱۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارس کے سامنے پیش کر دیا۔[۴] جس کی عبارت یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

من :محمد رسو ل اللّٰہ

الی: کسری عظیم فارس

سلام علی من اتبع الھدی و آمن باللّٰہ ورسولہ' وشھد ان لاالہ الااللّٰہ وانی رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ'لینذر من کان حیاً 'فان ابیت فعلیک اثم المجوس۔

اللّٰہ

رسول

محمدﷺ

"شروع اللہ کے نام سے جو مہربان' نہایت رحم والا ہے۔"

محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہِ ایران کسریٰ کے نام!

سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں ہے۔اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ ہر اس شخص کو ڈراؤں جو زندہ ہے۔اگر تم نے انکار کر دیا تو مجوسیوں کا گناہ تم پر ہوگا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق خط کی عبارت اس طرح تھی۔[۵]

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

من:محمد رسول اللّٰہ

الی: کسری عظیم فارس

سلام علی من اتبع الھدی و آمن باللّٰہ ورسول .وشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ.وان محمد عبدہ ورسولہ.وادعوک بدعاء اللّٰہ 'فانی انا رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ۔

۴۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۲۵۴ ۵۔ تاریخ الامم والملوک' ۲/۲۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾

فاسلم تسلم .فان ابیت ‘فان اثم المجوس علیک

الله

محمد

رسول۔٦

محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہِ ایران کسریٰ کی طرف!

سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تا کہ ہر اس شخص کو ڈراؤں جو زندہ ہے۔ اور جو منکر ہیں ان پر حق بات ثابت ہو جائے۔ اسلام قبول کرلو سلامتی حاصل ہوگی اگر انکار کیا تو مجوسیوں کا گناہ بھی تمہارے سر ہوگا۔

فارس کے بادشاہ خود کو خدا کے برابر سمجھتے تھے۔ اور ان کی اس حیثیت کو قائم اور بلند رکھنے کے لیے ہر شخص کو ان کے دربار میں آتے وقت سجدہ کرنا پڑتا تھا۔ کسریٰ بھی اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا۔ جب اس نے نبی کریم ﷺ کے خط کو سنا تو آزادانہ طرزِ تخاطب‘ بے باکانہ ایجاز او رصاف گوانداز دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ شخص جس کے سامنے کروڑوں انسان سجدہ ریز ہو جاتے تھے‘ حیران تھا کہ اس سرزمین میں کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے جو اس کے نام سے پہلے اور اوپر اپنا نام لکھے۔ کیونکہ فارس (ایران) کا دستور یہ تھا کہ بادشاہوں کو جو خطوط لکھے جاتے ان میں سب سے اوپر بادشاہ کا نام ہوتا۔ لیکن اس خط کو اللہ کے نام سے شروع کیا گیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کا نام تھا۔ ٧

حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب شاہِ ایران کو یہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو خط سنتے ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور اس نے طیش میں آ کر نامۂ مبارک چاک کردیا۔ ٨‘ حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ یہ حالت دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور نہایت تحمل اور

٦۔ الکامل فی التاریخ‘ ٢/٢١٣۔ القلقشندی‘ صبح الأعشی ٦/٢٩٦‘ القاہرة‘ ١٩١٣۔ حمید اللہ الدکتور‘ مجموعہ الوثائق السیاسیہ‘ ٧٧‘ القاہرہ‘ ١٣٧٦ھ ٧۔ تاریخ الامم والملوک ٢/٦٥٤ ٨۔ الاصابہ ٢/٢٩٧

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متانت و سنجیدگی کے ساتھ اہلِ دربار سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے اہلِ فارس! عرصہ دراز سے تمہاری زندگی ایسی جہالت میں گزر رہی ہے کہ نہ تمہارے پاس اللہ کی کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی اللہ کا پیغمبر تمہارے ہاں مبعوث ہوا ہے۔ جس سلطنت پر تمہیں ناز اور غرور ہے وہ اللہ کی زمین کا بہت ہی مختصر ٹکڑا ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ کہیں بڑی بڑی حکومتیں ہیں۔"

اس کے بعد آپ بادشاہ سے مخاطب ہوئے اور کہا:

"آپ سے پہلے بہت سے بادشاہ گزرے ہیں۔ ان میں سے جس نے آخرت کو اپنا منتہائے مقصود سمجھا وہ دنیا سے اپنا حصہ لے کر بامراد گیا اور جس نے دنیا کو مقصود بنایا اس نے آخرت کے اجر کو ضائع کر دیا۔ افسوس کہ میں فلاح و نجات کے جس پیغام کو لے کر آپ کے پاس آیا ہوں آپ نے اسے حقارت سے دیکھا۔ حالانکہ آپ کو علم ہے کہ یہ پیغام ایسی جگہ سے آیا ہے جس کا خوف آپ کے دل میں موجود ہے۔ یاد رہے کہ حق کی آواز آپ کی تحقیر سے دب نہیں سکتی۔" ۹

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اہلِ فارس کو یہ تنبیہ کر کے دربار سے چلے آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

﴿اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ مُلْكَهُ﴾ ۱۰ "اے اللہ اس کی حکومت کو پارہ پارہ کر دے۔"

سفارتی مشن کے نتائج: بظاہر تو یہ سفارتی مشن اس حوالے سے ناکام نظر آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر شاہِ ایران اور اس کی عوام نے اسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا لیکن اس کے اثرات بہت دوررس تھے۔ اور نتائج نہایت حیران کن نکلے۔ اس دور میں یمن کا علاقہ ایران کے ماتحت تھا۔ شاہِ ایران نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا ۱۱ اور حکم دیا کہ اپنے پاس سے دو مضبوط آدمی حجاز بھیجیں اور وہ وہاں نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔

باذان نے بابویہ اور خرخسرہ نامی دو اشخاص کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ان دونوں نمائندوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر یمن کے گورنر باذان کا خط نبی کریم ﷺ کو دیا۔ رسول ﷺ خط دیکھ کر مسکرائے

۹۔ السہیلی۔ روض الانف ۲/۲۵۳۔ مصر ۱۹۱۴ء ۱۰۔ الاصابہ ۲/۲۹۶ ۱۱۔ اسد الغابہ ۱/۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ کے سامنے وہ دونوں کھڑے اتنے مرعوب دکھائی دے رہے تھے کہ وہ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی حالتِ زار دیکھ کر فرمایا۔ تم دونوں آج آرام کرو۔ کل آنا تو میں تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کروں گا۔ جب وہ دوسرے دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے کہا کہ:

﴿ابلغا صاحبكما ان ربی قد قتل ربه كسرىٰ فی هذه الليلة لسبع ساعات منها 'وهی ليلة الثلاثاء لعشر ليالٍ مضين من جمادى الاولى سنة سبع وان الله تبارک وتعالى سلط عليه ابنه شيرويه فقتله۔﴾ [12]

"اپنے صاحب کو بتادو کہ میرے رب نے اس کے رب کسریٰ کو اس رات سات بجے قتل کر دیا ہے اور یہ ے ہجری ۱۰ جمادی الاول پیر کی رات کا واقعہ ہے' اللہ رب العزت نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔"

نبی کریم ﷺ کی زبان سے یہ باتیں سن کر دونوں قاصدوں نے یہ کہا کہ جو کچھ آپ فرمارہے ہیں اس کی پوری ذمہ داری آپ کے اوپر ہے کیا یہ بات ہم باذان سے جا کر کہہ دیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں والیٔ یمن سے جا کر یہ کہہ دو اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کے پایۂ تخت تک پہنچ جائے گی۔" [13]

چنانچہ وہ دونوں باشندے یمن کے گورنر باذان کی طرف روانہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کا پیغام دیا۔ باذان نبی کریم ﷺ کا پیغام سن کر بہت حیران ہوا اور کہا اس شخص کی باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی دنیوی بادشاہ نہیں۔ بہرحال ہمیں اس واقعہ کی تصدیق کے لیے انتظار کرنا چاہیے۔ کچھ ہی عرصہ بعد ایران کے دارالسلطنت مدائن سے شیرویہ کا حکم باذان کو ملا:

"میں نے خسرو کو اس کے بے پناہ مظالم کے سبب سے قتل کر دیا ہے۔ اس کی جگہ میں اب ایران کے تخت کا مالک ہوا ہوں۔ اس لئے میرا یہ فرمان پہنچتے ہی تمام لوگوں سے میری اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار لو۔"

۱۲۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۰ ۱۳۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۲۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیرویہ کا یہ حکم پا کر باذان کو بڑی حیرانی ہوئی اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا کہ "محمد ﷺ کی بات سچی نکلی"۔ گورنر باذان نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی یمن کے باشندے بھی مسلمان ہو گئے۔ ابن سعد طبقات میں بیان کرتے ہیں۔

﴿فاسلم هو والابناء الذين باليمن﴾[14] "وہ اور اہل یمن مسلمان ہو گئے۔"

ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کہ شاہِ ایران نے نبی کریم ﷺ کا خط پھاڑ دیا اور اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ اس نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا جس کی عبارت درج ذیل تھی۔

﴿ان عبداً من عبيدى قد كتب يدعونى الى دينه' فابعث اليه رجلين جلدين يأتيانى به مربوطاً' وان ابا عليهما فليضربا عنقه﴾[15]

"میرے غلاموں میں سے ایک غلام نے مجھے خط لکھا ہے اور وہ اپنے دین کی مجھے دعوت دیتا ہے۔ اس کی طرف دو طاقتور آدمی بھیجیں وہ اسے میرے پاس گرفتار کر کے لائیں اور اگر وہ گرفتاری سے انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دیں۔"

کسریٰ کے قتل ہو جانے سے نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ آپ نے کہا تھا۔

﴿اذا هلك كسرىٰ فلا كسرى بعده﴾[16]

"جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا۔"

چنانچہ اس کی موت کے بعد ملک کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اس کا بیٹا شیرویہ بھی ۶ ماہ سے زیادہ حکومت نہ کر سکا اور اس کے تخت پر ۴ سال کے اندر یکے بعد دیگرے دس بادشاہ متمکن ہوئے آخری بادشاہ یزدگرد تھا۔ اس کے بعد اس ملک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور شاہِ ایران کسریٰ کی وہ سلطنت پارہ پارہ ہو گئی جس پر اسے حد درجہ غرور تھا۔

شاہِ ایران کسریٰ کے نام مکتوبِ نبوی ﷺ کی دریافت: مؤرخین عام طور پر یہ لکھتے ہیں کہ کسریٰ پرویز نے نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو پھاڑ کر پھینک دیا تھا مگر اس کے بعد اس خط کا کیا ہوا؟ اس بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ اس وقت کسی کو علم نہ تھا کہ جس پر شکوہ دربار میں بیٹھ کر اور

۱۴۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۲۶۰ ۱۵۔ البدء والتاریخ ۳/ ۱۷۰ ۱۶۔ تاریخ الامم والملوک ۳/ ۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی شہنشاہیت پر فخر کرتے ہوئے کسریٰ پرویز نے مکتوبِ نبوی کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور پھاڑ دیا تھا وہ دربار عنقریب ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گا۔ اور اس کی شہنشاہیت اور سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی۔ اور مکتوبِ نبوی امتدادِ زمانہ اور لیل و نہار کی لاکھوں گردشوں کے باوجود چودہ سو سال بعد بھی اپنے وجود کو باقی رکھ کر تاریخ کے صفحات میں ایک حیرت انگیز باب کے اضافے کا موجب ہوگا۔

اس خط کی دریافت کی مکمل تفصیل ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ'' نے اپنے مقالہ ''آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک کسریٰ کے نام'' میں شائع کی ہے۔ جو اس طرح ہے۔

''مئی ۱۹۶۳ء کی دس یا اس سے لگ بھگ تاریخ میں بیروت کے اخبارات نے یہ خبر شائع کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا کہ لبنان کے سابق وزیر خارجہ ہنری فرعون کے آبائی ذخیرے میں مکتوبِ نبوی بنام کسریٰ دریافت ہوا ہے۔''

ہنری فرعون نے جو مذہبا عیسائی ہیں تحقیق کے لیے یہ مکتوبِ نبوی ﷺ ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کو دیا۔ ڈاکٹر المنجد نے بیروت کے اخبار ''الحیٰوۃ'' مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء میں مکتوب نبوی ﷺ بنام کسریٰ پرویز ایک مفصل تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے۔ اور اس نامۂ مبارک کا فوٹو بھی چھاپا۔

ڈاکٹر صلاح الدین المنجد لکھتے ہیں۔

''ہنری فرعون کے والد نے پہلی جنگِ عظیم کے اختتام پر یہ دستاویز دمشق میں ڈیڑھ سو اشرفی میں خریدی۔ یا تو اسے خود معلوم نہ تھا یا یہ کہ اس نے اپنے اہلِ خاندان کو نہ بتایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ بہر حال ۱۹۶۲ کے آخر تک اسے معلوم نہ تھا کہ یہ مکتوبِ نبوی ہے''

ڈاکٹر المنجد روزنامہ ''الحیٰوۃ'' کے صفحہ اول پر لکھتے ہیں:

''گزشتہ نومبر ۱۹۶۲ کے اواخر میں ہنری فرعون نے میرے پاس کھال کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ اس پر کوفی رسم الخط سے ملتی جلتی تحریر تھی۔ کھال کی حفاظت کے لیے اس کے نیچے کپڑا چسپاں کر دیا گیا تھا۔ اور اس کو ایک فریم میں لگایا گیا تھا۔ لیکن مرورِ زمانہ کی وجہ سے کپڑا بالکل گل چکا تھا۔ صرف فریم کے سہارے وہ کھال باقی رہ گئی تھی۔ جب میں نے اس خط کے الفاظ دقتِ نظر سے حل کرنے اور پڑھنے شروع کیے تو یہ عظیم انکشاف ہوا کہ یہ وہی خط ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے بادشاہِ فارس کسریٰ کے نام تحریر فرمایا تھا۔ جس میں اس کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ اور میری زندگی کے وہ لمحات بڑے مبارک تھے جب کہ میں نے نامۂ مبارک پڑھا۔ گزشتہ چند مہینے اس مکتوب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف والفاظ کے حل وتحقیق پر میں نے صرف کیے۔ میں نے اس سلسلے میں تاریخ وسیر کے تمام ماخذ کا مطالعہ کیا۔

اور اب اپنی اس کوشش کا نتیجہ شائع کرتے ہوئے مجھے مسرت محسوس ہوتی ہے۔ ۱۷؎

ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے اس مکتوب پر یہ تحقیق کی کہ یہ ایک رق (جھلی) ہے اور گہرے خاکی رنگ کی ہے۔ اس کے کنارے کالے پڑ گئے ہیں۔ یہ ۲۸ سینٹی میٹر لمبی اور ساڑھے اکیس سینٹی میٹر چوڑی ہے۔ یہ جھلی مستطیل سی ہے۔ مگر چوڑائی یکساں نہیں اوپر زیادہ چوڑائی ہے اور نیچے سے کم۔ اس پر عبارت ۱۵ سطروں پر مشتمل ہے مگر کوئی سطر ڈھائی سینٹی میٹر ہے تو کوئی ساڑھے اکیس سینٹی میٹر۔

عبارت کے نیچے ایک گول مہر ہے جس کا قطر (۳) سم ہے۔ جھلی کے نچلے حصے پر پانی بہا ہے جس کی وجہ سے بعض جگہ (حروف یا) الفاظ مٹ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ مدھم ہو گئے ہیں۔ مہر کی عبارت مٹ گئی ہے۔ بجز حرف ''ر'' کے جو مہر کے وسط میں ہے۔ جو غالباً رسول کی بقایا ہے۔

اس جھلی کو کسی نے پھاڑنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ وہ تیسری سطر دائیں طرف سے وسط تک چیری گئی ہے۔ پھر طولاً دسویں سطر تک پھٹی ہے۔ اس پھٹن کی شکل (ے) ہے اس پھٹن کو بعد میں کسی نے مہین جھلی سے ٹانکے لگا کر سی دیا ہے۔ ۱۸؎

۱۷۔ بحوالہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مقالہ آنحضرت کا نامہ مبارک کسریٰ کے نام' ماہنامہ البلاغ' کراچی' مئی ۱۹۶۸' ص ۱۵

۱۸۔ حمید اللہ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی' ص ۲۳۴' ۲۳۵ (ڈاکٹر حمید اللہ نے بچشم خود اس خط کی زیارت کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامہ مبارک بنام مقوقس شاہ قبط مصر

خط کے متن کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبط کے عظیم مقوقس کی جانب "سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے"۔ اما بعد میں تمہیں اسلام کے کلمہ کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ پھر اگر تو نے روگردانی کی تو تجھ پر تمام قبط (اسلام نہ لانے) کا گناہ ہوگا"۔ اور اے اہل کتاب تم ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا سفارتی مشن

اور مصر میں اسلام کی اشاعت

نبی یم ﷺ نے ۶ ہجری جب عالمی دعوت کے سلسلے مختلف بادشاہوں کو خطوط روا ۹ کئے اور آپ کے نہاب ذ (دار فرض شناس اور حق گو صحابہ نے ان بادشاہوں کے دربار سفارت کے فرائض انجام دینے کا بیڑا اٹھایا تو ان سفیر صحابہ "حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جو حاکم قس کے پاس اسلام کے داعی اور سفیر بن گئے۔ ۱

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جب نبی یم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اسکندرن پہنچے تو قس اس وقت اپنے ملک کے ارباب حل وعقد کے ساتھ سمندر کھڑے بحری بیڑے بیٹھا ہوا ملکی معاملات پر صلاح مشورے ر: تھا۔ جب اس نے مجلس اک اجنبی کو دیکھا وہ: تھ اک خط لیے کھڑا ہے تو اس نے حکم دیا اسے میرے پاس لایا جائے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قس کے پاس جا کر نبی ﷺ کا خط اسے دے دیا۔ خط کی عبارت درج ذ م تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من: محمد رسول اللہ

الی: المقوقس عظیم القبط

سلام علی من اتبع الھدی

اما بعد: فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام، فاسلم تسلم، واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین، فان تولیت فعلیک اثم القبط ﴿یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ و لانشرک بہ شیئاً، ولایتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ، فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون﴾ ۲

۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۷۸۔۲۷۹

۲۔ قرآن الحکیم (آل عمران) ۳/ ۶۴، خط کی عبارت کا حوالہ صبح الاعشیٰ ۶/ ۳۷۸ مجموعۃ الوثائق السیاسیہ، ص ۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ

رسول

محمد

"شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مقوقس حاکمِ مصر کے نام:

اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر اسلام قبول کرلو گے تو سلامت رہو گے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کرلیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہوگی۔

اے اہل کتاب! اختلاف و نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں طور پر مسلم ہے۔ وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں۔ اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب بنائیں۔ اگر آپ کو اس بات سے انکار ہے تو آپ کو معلوم رہنا چاہیے کہ ہم بہر حال اللہ کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

مقوقس نے نبی کریم ﷺ کا خط پڑھ کر کہا۔

﴿مامنعه ان كان نبياً ان يدعوا على فيسلط علىّ؟﴾ [3]

"اگر وہ واقعی نبی ہیں تو انہیں کس چیز نے روکا کہ میرے خلاف دعا کرتے اور مجھ پر مسلط ہو جاتے۔"

یہ سن کر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا۔

﴿مامنع عيسى بن مريم ان يدعو على من ابى عليه ان يفعل به ويفعل؟﴾ [4]

"عیسیٰ بن مریم کو کس چیز نے روکا کہ ان کے خلاف بددعا کریں جنہوں نے انکار کیا"

۳۔ فتوح مصر والمغرب ' ص ۶۵ والقسطلانی المواہب اللدنیہ ۱/ ۲۲۵ مطبعۃ اشرفیہ ۱۹۰۷ء

۴۔ فتوح مصر والمغرب ' ص ۶۵۔ والقسطلانی المواہب اللدنیہ ۱/ ۲۲۵ مطبعۃ اشرفیہ ۱۹۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد مقوقس نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔
"مجھے یہ بتائیں کہ کیا تمہارے صاحب نبی نہیں ہیں؟"
حضرت حاطب نے کہا:
"کیوں نہیں"
تو اس نے کہا:
﴿فماله لم يدع على قومه حيث اخرجوه من بلدته؟﴾
"جب قوم نے انہیں ان کے شہر سے نکال دیا تھا تو انہوں نے ان کے خلاف بددعا کیوں نہیں کی؟
یہ سن کر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
﴿فعيسى بن مريم رسول الله حين اراد قومه صلبه 'لم يدع عليهم حتى رفعه الله﴾

www.KitaboSunnat.com

"جب عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ان کی قوم نے سولی دینا چاہی تو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کیوں نہیں کی حتی کہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے آسمان کی طرف اٹھالیا۔"
مقوقس حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی اس حاظر جوابی سے حیران رہ گیا اور کہا۔
﴿احسنت 'انت حكيم جئت من عند حكيم﴾ ۵
"بہت خوب' تم خود بھی دانا ہو اور ایک دانا انسان کی طرف میرے پاس آئے ہو۔"
سیرت حلبیہ میں مذکور ہے کہ اس موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے دربار میں تقریر کی جس میں فرمایا:
"اے بادشاہ! تمہیں معلوم ہے ایک شخص اس شہر (مصر) میں پہلے گزرا ہے۔ جو اپنے آپ کو 'رب الاعلیٰ' (بڑا خدا) سمجھتا تھا۔ تو اللہ نے اس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کر کے برباد کر دیا۔ تمہیں چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تم سے عبرت پکڑنے لگیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام کی دعوت دی تو قریش ان سے سختی سے پیش آئے اور یہود دشمن ہو گئے۔ میرے خیال میں جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ

۵۔ تہذیب الاسماء واللغات' ۱/۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے حق میں ہے اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت محمد ﷺ کے حق میں ہے۔ہم تمہیں قرآن کی دعوت اسی طرح دیتے ہیں جس طرح تم اہل کتاب کو انجیل کی طرف بلاتے ہو۔جو قوم کسی نبی کو پائے وہ قوم اس نبی کی امت ہوتی ہے۔اور اس پر اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔اور تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے محمد ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔"[6]

جبکہ فتوح مصر والمغرب میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی مقوقس کے سامنے تقریر ان الفاظ میں مذکور ہے۔

﴿انه قد كان قبلك رجل زعم انه الرب الاعلى' فانتقم الله به' ثم انتقم منه' فاعتبر بغيرك ولا يعتبربك' وان لك ديناً لن تدعه الا لما هو خير منه' وهوا لاسلام الكافي الله به فقد ماسواه' ومابشارة موسى بعيسى الا كبشارة عيسى بمحمد' وما دعاؤنا اياك الى القرآن الا كدعائك اهل التوراة والى الانجيل' ولسنا ننهاك عن دين المسيح' ولكننا نامرك به﴾[7]

تم سے پہلے ایک آدمی یہاں گزرا ہے جسے گمان تھا کہ وہ رب اعلیٰ ہے۔تو اللہ نے اسے تباہ وبرباد کر دیا۔تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت پکڑو ایسا نہ ہو کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں۔آپ جس دین کی دعوت دیتے ہیں اس سے بہتر دین بھی ہے اور وہ اسلام ہے جس کو اللہ نے لوگوں کے لئے کافی ووافی بنا دیا ہے۔اور موسیٰ علیہ السلام کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسی طرح ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ہے۔ہم آپ کو قرآن کی طرف اسی طرح بلاتے ہیں جس طرح آپ اہل التوراۃ کو انجیل کی طرف بلاتے ہیں۔ہم آپ کو دینِ مسیح سے نہیں روکتے بلکہ اس کا حکم دیتے ہیں۔

مقوقس حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سے بہت متاثر ہوا اور کہا:

﴿ان القبط لايتابعني على اتباعك' وانا اضن بملكي﴾[8]

"اگر میں نے آپ کی بات مانی تو لوگ میری بات نہیں مانیں گے اور مجھے اپنے ملک سے دلچسپی ہے"

اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کے خط کو چوما۔[9] اور اسے خوبصورت ہاتھی دانت کی

۶۔ سیرۃ الحلبیہ' ۳/۲۸۱ ۷۔ فتوح مصر والمغرب' ص ۶۵
۸۔ البدء والتاریخ' ۴/۲۲۹ ۹۔ الکامل فی التاریخ' ۲/۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈبیا میں بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ [10] مقوقس نے سفیرِ رسول ﷺ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی بہت خاطر کی اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا۔

طبقات ابن سعد میں حضرت حاطب کا اپنا بیان مذکور ہے۔

﴿كان لى مكرماً فى الضيافة وقلة اللبث ببابه' ماأقمت عنده الاخمسة ايام﴾ [11]

''وہ مہمان نوازی میں میرا اکرام کرتا جب میں اس کے پاس جاتا تو مجھے اس کے دروازے پر کم ٹھہرنا پڑتا اور میں نے اس کے پاس فقط پانچ روز قیام کیا۔''

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جب حاکمِ مصر مقوقس سے ملاقات کے بعد واپس لوٹے تو مقوقس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے قیمتی تحائف بھیجے۔ ان تحائف میں تین کنیزیں بھی شامل تھیں۔ ان میں سے ایک ماریہ قبطیہ تھیں اور دوسری سیرین تھیں۔ جو ماریہ قبطیہ کی ہمشیرہ تھیں۔ اور تیسری ام زکریا تھیں۔ انہیں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ ماریہ قبطیہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے نکاح میں لے لیا اور ان کی ہمشیرہ کو حضرت حسان بن ثابت کے سپرد کر دیا۔ اور تیسری کو حضرت جہم بن قیس العبدری کی تحویل میں دے دیا۔ [12]

جبکہ زیادہ روایات اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ ۲ کنیزیں ماریہ اور سیرین بھیجیں۔ اس کے علاوہ مقوقس نے نبی کریم ﷺ کے لیے ہزار مثقال سونا' بہت سے قیمتی تحائف' ۲۰ کپڑوں کے جوڑے اور مال و متاع سے نوازا۔ [13] حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سفارت کے فرائض ادا کر کے ۷ ہجری کو مدینہ واپس لوٹے۔ [14] معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ۶ ہجری کے آخری ایام میں مصر گئے اور ۷ ہجری کے اوائل میں مدینہ واپس پلٹے۔ مقوقس نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ قیمتی تحائف کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے نام ایک خط بھی دیا۔ جس کا متن درج ذیل ہے۔

لمحمد بن عبد الله

۱۰۔ فتوح مصر والمغرب' ص ۶۶ ۱۱۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۱ ث ۱۲۔ تاریخ الامم والملوک' ۲/ ۶۴۵
۱۳۔ البدء والتاریخ' ۴/ ۲۲۹ ۱۴۔ الکامل فی التاریخ' ۲/ ۲۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من المقوقس

سلام

اما بعد! فقد قرات کتابک وفهمت ماذکرت وما تدعوا الیه 'وقد علمت ان نبیاً قد بقی وقد کنت اظن انه یخرج بالشام' وقد اکرمت رسلک وبعثت الیک بجاریتین لهما مکان فی القبط عظیم 'وبکسوة' واهدیت الیک بغلة لترکبها والسلام۔ [۱۵]

محمد بن عبداللہ کی خدمت میں مقوقس کی طرف سے سلامتی ہو!

بعدازاں' میں نے آپ ﷺ کا خط پڑھا۔اور جو آپ ﷺ نے تحریر کیا اس کے مفہوم کو سمجھا اور آپ ﷺ کی دعوت پر غور کیا۔ مجھے علم تھا کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ مجھے گمان تھا کہ شام میں اس کا ظہور ہوگا۔ میں نے آپ ﷺ کے سفیر کی تکریم کی ۔اور اس کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں دولڑکیاں روانہ کر رہا ہوں جنہیں قبطیوں میں ایک معزز مقام حاصل ہے۔ اور آپ کے لیے کپڑے روانہ کر رہا ہوں اور آپ کی سواری کے لیے خچر ہدیہ کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ پر سلامتی ہو۔

روایات میں اس خط کا ایک اور متن بھی ملتا ہے جو کہ اس طرح ہے۔

باسمک اللّٰھم

من المقوقس

الی: محمد

اما بعد! فقد بلغنی کتابک 'وقراته وفهمت مافیه 'انت تقول :ان اللّٰه تعالی ارسلک رسولاً وفضلک تفضیلاً 'وانزل علیک قرآنا مبیناً 'فکشفنا یا محمد فی علمنا عن خبرک 'فوجدناک اقرب داع دعا الی اللّٰه ' واصدق من تکلم بالصدق 'ولولا انی ملکت ملکاً عظیماً .لکنت اول من سار الیک 'لعلمی انک خاتم الانبیاء ' وسید المرسلین 'وامام المتقین 'والسلام علیک ورحمة اللّٰه وبرکاته الی یوم الدین۔ [۱۶]

۱۵۔ صبح الاعشیٰ ۶' ۳۶۸ فتوح مصر والمغرب ۶۷۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ' ص ۷۳

۱۶۔ صبح الاعشیٰ ۶/ ۳۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بعد ازاں مجھ تک آپ کا خط پہنچا' میں نے اسے پڑھا اور جو کچھ اس میں تھا اسے سمجھا۔ آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے آپ کو فضیلت دی اور آپ پر قرآن مبین نازل کیا۔ اور اے محمد ﷺ! ہم پر آپ کے حالات واضح ہوئے اور ہم نے آپ کو اللہ کی طرف دعوت دینے والا پایا اور سب سے زیادہ سچ بولنے والا۔ اگر میں عظیم تر مملکت کا بادشاہ نہ ہوتا تو میں سب سے پہلے آپ کے پاس چل کر آتا مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء' سید المرسلین اور امام المتقین ہیں۔ قیامت تک کے لئے آپ پر سلامتی' اللہ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔''

لیکن حوالہ جات کی روشنی میں پہلا خط زیادہ سچا' صحیح اور اقرب الی الصحۃ ہے۔

الغرض حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے تحائف اور خط نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور مقوقس سے جو گفتگو ہوئی وہ بھی بیان کر دی۔ جسے سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

﴿ضَنَّ الْخَبِيْثُ بِمُلْكِهِ و لا بَقاء لِمُلْكِهِ﴾ [17]

''اس بدبخت نے اپنے ملک کے ساتھ بخل سے کام لیا لیکن اس کی حکومت باقی نہ رہی۔''

سفارتی مشن کا نتیجہ: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مقوقس کے دربار میں جو سفارت کے فرائض سرانجام دیے اس کے نتیجے میں مقوقس نے اسلام کو قبول نہ کیا۔ لیکن سفیرِ رسول ﷺ کی تکریم و تعظیم کی اور نبی کریم ﷺ کی باتوں کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں قیمتی تحائف بھیجے۔

خط بنام مقوقس کی دریافت: نبی کریم ﷺ نے حاکمِ مصر مقوقس کے نام جو خط لکھا خوش قسمتی سے اب دریافت ہو گیا ہے۔ اس کی دریافت کس طرح ہوئی اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے:

مقوقس کے خط کے سلسلے میں مشہور فرانسیسی شرقیاتی (مستشرق) ''Reinaud'' نے پیرس کے سہ ماہی رسالے ژورنال آزیاتیک بابت ۱۸۵۴ء (سلسلۂ پنجم' جلد چہارم) میں وہ

۱۷۔ طبقات ابن سعد' ۱/ ۲۶۰۔۲۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط شائع کرایا۔ جو اس کے نام قاہرہ سے "Belin" نے ۱۰ مارچ ۱۸۵۲ء کو لکھا تھا۔ اس میں تحریر ہے:

"ایک قلمی دستاویز جو میں نے حال ہی میں دیکھی اور جس کے متعلق مجلس شرقیات فرانس (سوسی اے تے آزیا تیک) کو بھی اس کے اجلاس منعقدہ ۱۱ دسمبر ۱۸۵۱ء میں اطلاع ملی ہے یہ دستاویز جس کے متعلق میں یہاں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ موسیو ایتین بارتل می (Etienne Barthelemy) نے دریافت کی ہے۔"

"موسیو بارتل می" قاہرہ میں ایک نوجوان فرانسیسی مستشرق ہیں۔ عربی زبان کے بڑے ماہر ہیں۔ وہ کچھ عرصے سے مصر کی قدیم زبان کا مطالعہ کرنے لگے ہیں۔ اور خاص کر قبطی زبان کے مخطوطات تلاش کر رہے ہیں۔ جو مصر کے تنہائی پسند راہبوں کے قبضے میں موجود ہیں' اور عہد سلف کے متعلق نہایت قیمتی آثار پر مشتمل ہیں۔

ایک دن وہ اخمیم کے قریب ایک راہب خانے میں پہنچے وہاں سے ایک عربی مخطوطہ دستیاب ہوا۔ جو صورت سے بہت معمولی نظر آتا تھا۔ اس کی جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں کسی ایسی کتاب کے لیے تیار کی گئی تھی جو خاصے بڑے حجم کی ہوگی۔ یہ جلد کناروں پر خراب ہوگئی تھی۔ اس کے اندر کچھ قبطی حروف دکھائی دے رہے تھے۔ چنانچہ موسیو بارتیلمی نے ان اوراق کو یکے بعد دیگرے جدا کیا ان کے اندر دونوں پہلوؤں پر چمٹی ہوئی کھال یا جھلی کا ایک ٹکڑا نظر آیا جسے دو جگہ سے کیڑے نے چاٹ لیا تھا' اس کا بغور مطالعہ کرنے سے عربی کے حروف میں سے لفظ محمد ﷺ پڑھ لینے میں کامیابی ہوئی' اس پر دلچسپی بڑھ گئی۔ کہ یہ دستاویز خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ اس نے پوری احتیاط کے ساتھ کھال کو الگ کرنے کی کوشش کی اور جب اسے بھگو کر نم دینے لگے تو چند الفاظ مزید مدہم پڑ گئے۔ پھر چند ساتھیوں کی مدد سے اس کھال یا جھلی سے جو عبارت نمایاں طور پر پڑھنے میں آسکی وہ نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کی تحریر ہے۔ جو آپ ﷺ نے مصر کے قبطی بادشاہ مقوقس کے نام ارسال فرمایا تھا۔ یہ خط اس وقت قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ ۱۸

اس مکتوب گرامی کو "موسیو بارتل می" نے ترکی کے سلطان عبدالحمید خان (۱۸۳۹ء تا ۱۸۶۱ء) کے ہاتھ تین سو پاؤنڈ میں فروخت کردیا۔ جسے سلطان نے ایک درگراں مایہ کی حیثیت

۱۸۔ ڈاکٹر حمید اللہ' رسول اکرم کی سیاسی زندگی' ص ۱۵۲۔۱۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہایت احتیاط کے ساتھ سونے کے فریم میں لگوا کر استنبول کے قصرِ شاہی توپ کاپی "Top Kapi" میں نبی کریم ﷺ کے متعدد تبرکات کے ساتھ محفوظ کرلیا۔ [19]

۱۹۔ مجلۃ العربی الکویت' جنوری ۱۹۷۸ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ دمشق میں تبلیغِ اسلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوتی مشن کے سلسلے میں جن حکمرانوں کو خطوط روانہ کیے ان میں سے ایک حارث بن ابی شمر الغسانی بھی ہے۔ جو دمشق کا حکمران تھا۔ اس کے دربار میں سفارت کی سعادت جلیل القدر صحابی حضرت شجاع بن وہب الاسدی کے سپرد ہوئی۔[1]

حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں جب خط لے کر حارث کی طرف گیا تو مجھے یہ پتا چلا کہ وہ دمشق کے شہر غوطہ میں شاہِ روم ہرقل کے استقبال کے لیے موجود ہے۔ شاہِ روم حمص سے القدس کی طرف آ رہا تھا۔ (حارث بن ابی شمر الغسانی حاکمِ قیصر کے ماتحت تھا) میں نے دمشق میں دو یا تین دن قیام کیا۔ اس دوران میری بادشاہ کے دربان سے ملاقات ہوئی جس کا نام "مری" تھا۔ یہ شخص رومی النسل تھا۔ چند روز میں میری اس سے بے تکلفی ہو گئی اور اس نے مجھے بتایا کہ آپ حارث سے اس وقت ہی مل سکتے ہیں جب وہ خود باہر آئے۔ ایک دن اس نے مجھ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیے۔ حالات سن کر اس پر رقت طاری ہو گئی اور کہنے لگا۔

"میں نے انجیل پڑھی ہے اور جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے انجیل میں یہی حالات اس آنے والے پیغمبر کے بتائے جاتے ہیں۔ جن کا ہمیں انتظار ہے۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ مگر آپ میرے قبولِ اسلام کے واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر حارث کو یہ معلوم ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرا دے گا۔ حالانکہ وہ میری بہت عزت کرتا ہے۔ اور مجھے اس کے مزاج میں بڑا دخل حاصل ہے۔"

حضرت شجاع کہتے ہیں کہ مری میرے ساتھ بڑے اچھے انداز میں پیش آیا اور اس نے میری بڑی عزت کی۔ ایک روز حارث محل سے باہر آیا۔ اپنے دیوان میں بیٹھا۔ اس نے شان و شوکت سے اپنا دربار منعقد کیا۔ مری نے اس سے میرا تذکرہ کیا۔ حارث نے مجھے اندر بلایا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اسے دے دیا۔ اس نے اس خط کو پڑھنے کا حکم دیا۔

1۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوبِ نبوی ﷺ کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من :محمد رسو ل اللہ

الی:الحارث بن أبی شمر

سلام علی من اتبع الھدی و آمن باللہ و صدق ،فانی ادعوک الی ان تومن باللہ وحدہ ،لاشریک لہ ،یبقی ملکک

اللہ

رسول

محمد [2]

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

محمد رسول اللہ کی جانب سے حارث بن ابی شمر کے نام:

سلامتی ہو اس پر جو راہِ راست کی پیروی کرے۔اس پر ایمان لائے اور سچا جانے۔ میں آپ کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ ایک اللہ پر ایمان لائیں۔جس کا کوئی شریک نہیں۔آپ کا ملک آپ کے پاس باقی رہے گا۔

حارث اس مکتوبِ اقدس کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔اور کہنے لگا۔

﴿ومن ینتزع ملکی ؟!انی سا سیر الیہ﴾ [3]

''مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے۔میں خود اس کی طرف پیش قدمی کروں گا۔''

اور اسی غیض میں اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔پھر وہ غضب ناک انداز میں اٹھا اور کہا آپ جا کر یہ سارا منظر میری طرف سے خط بھیجنے والے کو بتا دینا۔

اس کے بعد اس نے شاہِ روم کو خط لکھا اور اسے ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ میں اس مدعی کو تباہ کر کے چھوڑوں گا خواہ مجھے کتنی تکلیف اٹھانی پڑے۔حضرت شجاع فرماتے ہیں کہ جب اسے شاہِ روم کا جواب ملا جس میں شاہِ روم نے اسے فوج کشی سے روک دیا تھا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ مدینہ جانے کا کب ارادہ رکھتے ہو میں نے کہا۔''کل''۔تو اس نے مجھے

۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۶۸ ،مجموعہ الوثائق السیاسہ۔ص ۶۲، ۶۳ ۳۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سومثقال سونا دیا۔

جب حضرت شجاع واپس آنے لگے تو مُرّیٰ ان کو اپنے مکان پر لے گیا اور اس نے ان کو لباس اور کچھ اخراجات کے لیے نقدی بطور تحفہ دی اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کو میرا اسلام کہنا۔

حضرت شجاع نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مُرّیٰ نے جو کچھ کہا۔ سچ کہا۔ وہ مؤمن صادق ہے۔ اور حارث عنقریب دیکھ لے گا کہ جس حکومت کے غرور میں اس نے خدا کے پسندیدہ مذہب کو رد کر دیا وہ ہرگز باقی رہنے والی نہیں ہے۔ حارث نے اس وقت جو فوج تیار کی تھی۔ اس وقت تو حارث حاکمِ مصر کے حکم سے رک گیا لیکن بعد میں اس نے فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں قیصرِ روم کی قیادت میں اسلام سے جنگ کا آغاز کیا۔ مگر آخرکار ۱۴ھ ہجری میں شام سے غسانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لیکن حارث ۹ھ ہجری میں فتح مکہ کے سال ہی فوت ہو گیا۔

اس طرح حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ جو سفارت لے کر گئے اس کا حارث نے بہت برا جواب دیا اور مدینہ پر اپنے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ہرقل نے مداخلت کر کے اس کا حملہ رکوا دیا۔

ان حالات سے ہم یہ نتیجہ بآسانی نکال سکتے ہیں۔ کہ حارث بڑا متکبر اور مغرور بادشاہ تھا۔ یہ حکمت' دانائی' امانت و دیانت' شفقت جیسے اوصاف سے تہی دامن تھا۔ امن و امان کی بجائے لڑائی جھگڑے کی طرف اس کی طبیعت زیادہ مائل تھی اس نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ معرکہ آرائی میں گزارا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ ہوذہ بن علی الحنفی کی طرف سفیرِ رسول ﷺ کی روانگی

یمامہ جزیرہ نماعرب کا اہم ترین خطہ ہے۔ یہ اگرچہ عرب کا حصہ تھا مگر زمانۂ نبوت میں یہ فارس کے زیرِ اقتدار تھا۔ فارس کی طرف سے اس پر ہوذہ بن علی (جو عربی النسل تھا) گورنری کے فرائض انجام دیتا تھا۔ اس پر تمام تر ایرانی اثر غالب تھا۔

ہوذہ کے نام فرمانِ رسالت کی سفارت کا شرف حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ کو بخشا گیا۔[1] انہوں نے رئیس یمامہ کے دربار میں پہنچ کر نامہ مبارک پیش کر دیا۔ جس کی عبارت درج ذیل تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من: محمد رسول اللہ

الی: ھوذہ بن علی

سلام علی من اتبع الھدی، واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحافر، فاسلم تسلم، واجعل لک ماتحت یدیک[2]

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

محمد رسول اللہ کی طرف سے ہوذہ بن علی کے نام!

سلامتی ہو ہر اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ جان لو کہ میرا یہ دین عرب و عجم کی حدود تک پہنچ کر رہے گا۔ اور غالب آئے گا۔ اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے اور تمہاری حکومت بھی تمہارے پاس رہے گی۔

حضرت سلیط رضی اللہ عنہ نے شاہِ یمامہ کو مخاطب کر کے یہ تقریر کی۔

"ہوذہ تم بڑی سیادت کے مالک ہو، جو برباد ہو جانے والی ہے اور تیرے بہت سے پیش رو جہنم میں ہیں۔ اور سردار وہی ہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو اور تقویٰ سے بہرہ مند ہو، تیری رائے اور ہدایت سے ہی تیری قوم سعادت حاصل کر سکتی ہے، لہٰذا تو خود کو بدبختی میں مبتلا نہ

۱۔ جوامع السیرۃ ص ۲۹، زاد المعاد ۱/۶۲ ۲۔ صبح الاعشیٰ ۶/۳۷۹۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیہ ص ۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر۔ میں تجھے اعلیٰ چیز کی دعوت دیتا ہوں اور ادنیٰ چیز (کفر و شرک) سے بچاتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کی دعوت کا حکم دیتا ہوں۔ اور شیطان کی عبادت (پیروی) سے روکتا ہوں۔ اس لئے کہ اللہ کی عبادت میں جنت اور شیطان کی عبادت میں جہنم ہے۔ اگر تو میری نصیحت کو قبول کرے گا تو اپنی مراد اور تمام توقعات سے بہرہ مند ہوگا اور ہر طرح کے خطرات سے محفوظ ہو جائے گا اور اگر انکار کرے گا تو اللہ کی ذات ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ اٹھادے گی۔

ہوذہ نے حضرت سلیط بن عمرو کی یہ تقریر سنی اور جواب میں کہا۔

''اے سلیط! مجھ کو اللہ نے سرداری دی ہے۔ اگر یہ تمہیں مل جائے تو تم کو بھی شرافت حاصل ہو جائے۔ میں صاحب رائے ہوں۔ میں کچھ دیر معاملات کو پرکھتا ہوں۔ مجھے موقع دو کہ میں آخری فیصلہ کر سکوں۔ پھر اس کے بعد میں تمہیں جواب دوں گا۔''[۳]

چنانچہ حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ جواب کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ چند دنوں بعد ہوذہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور نبی کریم ﷺ کے لیے کچھ تحائف بھیجے اور آپ ﷺ کے خط کا جواب بھی دیا۔ جس کا متن درج ذیل ہے۔

﴿ما احسن ماتدعوا الیه واجمله' وانا شاعر قومی وخطیبهم' والعرب تهاب مکانی فاجعل لی بعض الامر اتبعک﴾[۴]

''جس دین کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے' میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں۔ اس لیے عرب میری بہت عزت کرتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ مجھے اپنی حکومت میں شریک کرلیں تو میں آپ کی پیروی کے لیے تیار ہوں۔''

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ جب یہ خط اور تحائف لے کر روانہ ہو رہے تھے تو ہوذہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت قیمتی کپڑے دیئے۔[۵]

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خط سمیت تمام چیزیں پیش کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہوذہ کا خط پڑھا اور فرمایا۔

﴿لو سالنی سیابة من الارض مافعلت' باد وباد مافی یدیه﴾[۶]

۳۔ سیرۃ الحلبیہ' ۳/۲۸۶ ۴۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۶۲

۵۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۶۲ ۶۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر وہ مجھ سے زمین سے بھی مانگے تو میں اسے وہ بھی نہیں دوں گا جو کچھ اس کی ملکیت میں تھا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔"

اس سفارتی مشن کے نتائج: حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ ہوذہ کے پاس جس دین برحق کی دعوت لے کر گئے لیکن اس نے اس عظیم سعادت سے منہ موڑ لیا اور کفر پر اس کا خاتمہ ہوا۔ وہ اسلام کی حقانیت کا معترف بھی ہوا اور حضرت سلیط رضی اللہ عنہ کے دلائل سے قائل بھی ہوا۔ لیکن اس کی سرداری نبی برحق کی غلامی میں آنے کے راستے میں رکاوٹ بن گئی۔ اور اس نے اسلام قبول کرنے کے لیے حکومت میں حصے کی شرط رکھ دی۔ حالانکہ یہی پیشکش تو نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی میں موجود تھی:

﴿واجعل لک ماتحت یدیک﴾

لیکن اس کی عقل و فہم نے اس کی توجہ اس طرف مبذول نہیں کرائی اور وہ اپنی آنکھوں پر بندھی لالچ کی پٹی اور حکومت کرنے کے شوق میں اس نور کو نہ پہچان سکا۔ جس کی دعوت حضرت سلیط رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے لے کر آئے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کی طرف سفیر رسول ﷺ کی روانگی

بعثت نبوی ﷺ کے وقت عمان میں دو بھائی جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی حکمران تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف ۸ ہجری میں دعوتِ اسلام کے لیے خط لکھا اور اس سفارت کی سعادت جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے روانہ ہوا اور عمان پہنچا اور عبد سے ملاقات کی جو اپنے حکمران بھائی جیفر بن جلندی کا نائب و معاون تھا۔ یہ اپنے بھائی سے زیادہ دور اندیش اور نرم خو تھا۔ میں نے اسے کہا:

﴿انی رسول اللہ ﷺ الیک والی اخیک﴾[1]

''میں تمہارے اور تمہارے بھائی کے پاس نبی کریم ﷺ کا سفیر بن کر آیا ہوں۔''

یہ سن کر عبد بن الجلندی نے کہا:

﴿اخی المقدم علی بالسن والملک' وانا اوصلک الیہ حتی یقرا کتابک﴾[2]

''میرا بھائی عمر اور بادشاہت' دونوں میں مجھ سے بڑا ہے میں آپ کو اس کے پاس پہنچا دیتا ہوں کہ وہ آپ کا خط پڑھ لے۔''

''عیون الاثر'' میں مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد عبد بن الجلندی نے مجھ سے کچھ سوالات کیے۔ اس نے پوچھا:

''اچھا! تم دعوت کس بات کی دیتے ہو؟

میں نے کہا: ہم ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں' جو تنہا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ جس کی پوجا کی جاتی ہے اسے چھوڑ دو اور یہ گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبد نے کہا: اے عمرو تم اپنی قوم کے سردار کے صاحبزادے ہو بتاؤ کہ تمہارے والد نے

۱۔ طبقات ابن سعد' ۱/۲۶۲۔۲۶۸ ۲۔ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کیا۔ ہمارے لیے اس کا طرزِ عمل لائق اتباع ہوگا۔

میں نے کہا: وہ تو محمد ﷺ پر ایمان لائے بغیر وفات پا گئے ہیں۔ لیکن مجھے حسرت ہے کہ کاش انہوں نے اسلام قبول کیا ہوتا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی ہوتی۔ پہلے میں بھی انہی کی رائے پر تھا۔ لیکن پھر اللہ نے مجھے راہِ ہدایت دکھا دی۔

عبد نے کہا: تم نے کب ان کی پیروی کی۔

میں نے کہا: ابھی جلد ہی۔

اس کے بعد عبد بن الجلندی نے مزید کچھ سوالات کیے اور آخر میں استفسار کیا "مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کس سے روکتے ہیں۔"

تو میں نے کہا: "اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم وزیادتی' زناکاری' شراب نوشی اور پتھر' بت اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔"

یہ سن کر اس نے کہا:

﴿ما احسن هذا الذی یدعوا الیه 'لو کان اخی یتابعنی لرکبنا حتی نؤمن بمحمد ونصدق به 'ولکن اخی اضن بملکه من ان یدعه ویصیر ذنباً-﴾

"کتنی اچھی بات ہے جس کی طرف بلاتے ہیں اگر میرا بھائی بھی میری اس بات پر میری متابعت کرتا تو ہم لوگ سوار ہوکر (چل پڑتے) یہاں تک کہ محمد ﷺ پر ایمان لے آتے اور ان کی تصدیق کرتے۔ لیکن میرا بھائی اپنی بادشاہت کا اس سے کہیں زیادہ حریص ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی کا تابع فرمان بن جائے۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا: "اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو رسول اللہ ﷺ اس کی قوم پر اس کی بادشاہت کو برقرار رکھیں گے۔ البتہ ان کے مالداروں پر صدقہ لے کر اس کے فقیروں میں تقسیم کردیں گے۔"

عبد نے کہا: "یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اچھا بتاؤ کہ صدقہ کیا ہے؟"

جواب میں میں نے مختلف اموال کے اندر نبی کریم ﷺ کے مقرر کیے ہوئے صدقات کی تفصیل بتائی۔ جب اونٹ کی باری آئی تو وہ بولا اے عمرو رضی اللہ عنہ! ہمارے ان مویشیوں میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی صدقہ لیا جائے گا۔ جو خود ہی درختوں سے چر لیتے ہیں اور پانی پی لیتے ہیں۔

میں نے کہا: ہاں

عبد نے کہا:

﴿واللہ ماارى قومي في بعد دارهم و كثرة عددهم يطيعون بهذا﴾

''واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ میری قوم اپنے ملک کی وسعت اور تعداد کی کثرت کے باوجود اس کو مان لے گی۔''

اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس جگہ چند دن ٹھہرا۔ اس دوران عبد اپنے بھائی کے پاس جا کر میری ساری باتیں بتاتا رہتا تھا۔ پھر ایک دن اس نے مجھے بلالیا۔ میں اندر داخل ہوا تو محافظوں نے میرے بازو پکڑ لئے اس نے حکم دیا چھوڑ دو۔ تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں نے بیٹھنا چاہا تو محافظوں نے مجھے بیٹھنے سے روک دیا۔ میں نے بادشاہ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا۔ اپنی بات بیان کرو۔ میں نے مہر لگا ہوا وہ خط اس کے حوالے کر دیا۔ جس کی عبارت یہ تھی؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من :محمد رسول الله

الى:جيفر وعبد ابني الجلندى

سلام على من اتبع الهدى 'اما بعد'فاني ادعو كما بدعاية الاسلام 'اسلما تسلما'فاني رسول الله الى الناس كافة لانذر من كا ن حياً ويحق القول على الكافرين .وانكما ان اقررتما بالاسلام 'فان ملككما زائل'وخيلي تحل بساحتكما وتظهر نبوتي على ملككما.

الله

محمد

رسول ۳

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جلندی کے دونوں صاحبزادوں جیفر اور عبد کے نام!

۳۔ خط کا حوالہ صبح الاعشٰی ۲/ ۳۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی ہے اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ بعد ازاں! میں تم دونوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں' اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا رسول ہوں۔ تاکہ جو زندہ ہیں اسے انجام سے باخبر کردوں۔ اور کافروں پر حق بات ثابت ہوجائے۔ اگر تم دونوں اسلام کا اقرار کرلو گے تو تم دونوں ہی کو والی اور حاکم بناؤں گا۔ اور اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کرنے سے گریز کیا تو تمہاری بادشاہت زائل ہوجائے گی اور تمہاری زمین پر گھوڑوں کی یلغار ہوگی۔ اور تمہاری بادشاہت پر میری نبوت غالب آجائے گی۔''

حضرت عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ جب وہ پورا خط پڑھ چکا تو اس خط کو اپنے بھائی کے حوالے کردیا۔ اس نے بھی اسی طرح پڑھا۔ پھر جیفر نے مجھ سے پوچھا: ''مجھے بتاؤ کہ قریش نے کیا روش اختیار کی ہے؟''

میں نے کہا: ''سب ان کے اطاعت گزار ہو چکے ہیں کوئی دین سے رغبت کی بناء پر اور کوئی تلوار سے خوفزدہ ہوکر۔''

پھر اس نے پوچھا: ''ان کے ساتھ کون لوگ ہیں؟''

میں نے کہا: ''سارے لوگ ہیں' انہوں نے اسلام کو برضاؤ رغبت قبول کرلیا ہے اور اسے تمام دوسری چیزوں پر ترجیح دی ہے۔ انہیں اللہ کی ہدایت اور اپنی عقل کی راہ نمائی سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ وہ گمراہ تھے۔ اب اس علاقہ میں میں نہیں جانتا کہ تمہارے سوا کوئی اور باقی رہ گیا ہے۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا اور محمد ﷺ کی پیروی نہ کی تو تمہیں سوار روند ڈالیں گے اور تمہاری ہریالی کا صفایا کردیں گے۔ اس لیے اسلام قبول کرلو' سلامت رہو گے اور رسول اللہ ﷺ تم کو تمہاری قوم کا حکمران بنادیں گے۔ پھر تم پر سوار داخل ہوں گے نہ پیادے۔''

یہ سن کر اس نے کہا:

﴿دعني يومي هذا' وارجع الي غداً﴾

''مجھے آج کا دن چھوڑ دو۔ کل میری طرف آنا۔''

حضرت عمرو ؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اس کے بھائی عبد کی طرف واپس آگیا۔ تو اس نے مجھ سے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے عمرو رضی اللہ عنہ! مجھے امید ہے کہ اگر بادشاہت کی حرص اس پر غالب نہ آئی تو وہ اسلام قبول کر لے گا۔"

پھر دوسرے دن میں بادشاہ کے پاس گیا لیکن اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس لیے میں اس کے بھائی کے پاس واپس آ گیا اور بتایا کہ بادشاہ تک میری رسائی نہیں ہو سکی۔ تو یہ سن کر اس نے مجھے اس کے پاس پہنچا دیا۔ تو اس نے مجھ سے کہا:

﴿انی فکرت فیما دعوتنی الیه 'فاذا انا اضعف العرب ان ملکت رجلا مافی یدی 'وهو لاتبلغ خیلة الی هاهنا وان بلغت الفت قتالاً لیس کقتال من لاقی﴾

"میں نے تمہاری دعوت پر غور کیا ہے۔ اگر میں بادشاہت ایک ایسے آدمی کے حوالے کر دوں جس کے شہسوار یہاں پہنچے بھی نہیں تو میں عرب میں سب سے کمزور سمجھا جاؤں گا۔ اور اگر اس کے شہسوار یہاں پہنچ آئے تو ایسا دن پڑے گا کہ انہیں کبھی اس سے سابقہ نہ پڑا ہو گا۔"

تو یہ سن کر میں نے کہا: "اچھا کل واپس جا رہا ہوں۔"

اور جب اسے میری واپسی کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی سے خلوت میں بات کی۔ اور کہا "پیغمبر، جو غلبہ پا چکے ہیں ان کے مقابلے میں ہماری کوئی حیثیت نہیں اور اس نے جس کسی کے پاس بھی پیغام بھیجا ہے۔ اس نے دعوت قبول کر لی ہے۔

لہٰذا اس نے دوسرے دن صبح مجھے بلا لیا اور بادشاہ اور اس کے بھائی دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور نبی ﷺ کی تصدیق کی۔ اور صدقہ وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لیے مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ اور جس کسی نے میری مخالفت کی اس کے خلاف میرے مددگار ثابت ہوئے۔[4]

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص جو سفارت لے کر عمان گئے وہ نہایت کامیاب ثابت ہوئی کیونکہ عمان کے حکمران اور اس کے بھائی نے اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ہر طرح سے مدد کی۔ اور نبی کریم ﷺ نے ان کے اسلام قبول کرنے پر حسبِ وعدہ ان کی بادشاہت قائم رکھی۔

۴۔ عیون الاثر ۲/ ۲۶۷/ ۲۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقات ابن سعد میں حضرت عمرو بن العاص کا بیان مذکور ہے:

﴿فاخذت الصدقة من اغنياء هم فرددتها في فقرائهم ،فلم ازل مقيماً فيهم حتى بلغنا وفاة رسول الله﴾ ۵

''میں ان کے اغنیاء سے زکوۃ وصول کر کے ان کے فقراء میں تقسیم کر دیتا تھا۔ میں وہاں مقیم رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔''

الغرض حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمان کی طرف سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیے۔

۵۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ منذر بن ساوی کی طرف

دورِ نبوت میں بحرین ایرانی حکومت کے زیرِ اقتدار تھا۔ یہاں کے ایرانی گورنر کا نام منذر بن ساوی تھا۔ منذر ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جو پیغامِ رسالت ﷺ سے متأثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

طائف کے محاصرے سے فارغ ہو کر جعرانہ سے واپسی پر نبی کریم ﷺ ۸ ہجری میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔[۱] حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے حاکمِ بحرین منذر بن ساوی کے پاس پہنچ کر نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اسے دیا جس کی عبارت درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من :محمد رسول اللہ

الی:المنذر بن ساوی

سلام علی من اتبع الھدی 'امابعد:

فانی ادعوک الی الاسلام 'فاسلم تسلم 'یجعل اللہ لک ماتحت یدیک واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحافر۔[۲]

اللہ

رسول

محمد

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

محمد ﷺ کی جانب سے منذر بن ساوی کے نام!

سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ بعد ازاں میں تم کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر لو۔ سلامت رہو گے۔ اور اللہ نے جو (حکومت) تمہارے لیے بنائی ہے تمہارے پاس ہی رہے گی اور جان لو کہ میرا دین عرب و عجم کی حدود تک پہنچ کر رہے گا اور غالب

۱۔ طبقات ابن سعد' ۳۶۰/۴ ۲۔ حمید اللہ' مجموعہ الوثائق السیاسیہ' ص ۷۹۔۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئے گا۔

منذر بن ساوی نے نبی کریم ﷺ کا خط پڑھا۔اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور خط پڑھتے ہی اس نے مجوسیت سے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔اور اس کے ساتھ ہی اہل بحرین میں سے اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔اور اس کے جواب میں حضرت علاء بن الحضرمیؓ کے ہاتھ نبی کریم ﷺ کی طرف خط روانہ کیا۔[3] جس کی عبارت درج ذیل ہے۔

﴿اما بعد یا رسول اللّٰہ !فانی قرات کتابک علی اهل هجر (بحرین)فمنهم من احب الاسلام واعجبه و دخل فیه ومنهم من کرهه ‘وبارضی مجوس ویهود ‘فاحدث إلی فی ذلک امرک-﴾ [4]

”اے اللہ کے رسول ﷺ!میں نے آپ کے اس خط کو پڑھا ہے جو آپ ﷺ نے (اہل ہجر)بحرین والوں کو لکھا ہے۔ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہو گئے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے اسے ناپسند کیا۔میری سرزمین جس میں مجوسی بھی ہیں اور یہودی بھی ہیں۔آپ ﷺ مجھ کو ان کے بارے میں اپنے حکم سے آگاہ کریں۔“

حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ جب منذر بن ساوی کا خط لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس مدینہ پہنچے اور آپ ﷺ کی خدمت میں خط پیش کیا اور وہاں کے تمام حالات سے بھی آگاہ کیا۔آپ ﷺ نے خط کو سن کر حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک تفصیلی خط لکھ کر دیا۔جس میں احکام کی تفصیل درج تھی۔اس خط کا متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من :محمد رسول اللہ

الی:المنذر بن ساوی

سلام علیک ‘فانی احمد اللہ الیک الذی لااله غیره ‘واشهد ان لا اله الا اللہ ‘وان محمداً عبده ورسوله

۳۔ المقریزی امتاع الاسماع ۱/۳۰۹ ‘مطبع لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر‘مصر‘س ن

۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

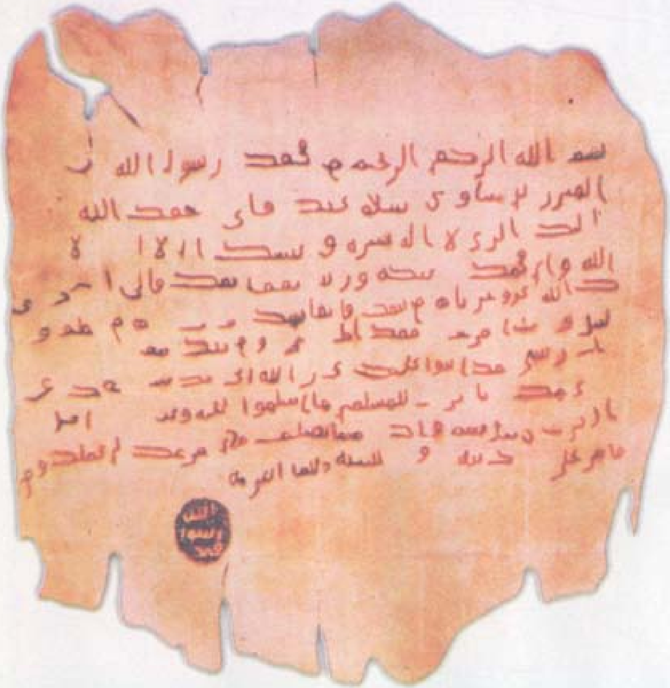
بسم الله الرحمن الرحيم محمد رسول الله
المنذر بن ساوى سلام عليك فانى

نامہ مبارک بنام منذر بن ساوی حاکم بحرین

خط کے متن کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے منذر بن ساوی کے نام سلام ہو تجھ پر۔ میں تجھ سے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اما بعد میں تجھے اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں جو نصیحت قبول کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے اور جس نے میرے قاصدوں کی پیروی کی اور ان کی ہدایت پر عمل کیا تو اس نے بلاشبہ میری پیروی کی اور جس نے ان کی خیر خواہی کی اس نے گویا میری خیر خواہی کی اور میرے قاصدوں نے آ کر تمہاری توصیف کی اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی، پس وہ املاک مسلمانوں کے پاس چھوڑ دو جن پر وہ اسلام لانے کے وقت قابض تھے۔ اور گنہگاروں سے درگزر کرتا ہوں۔ لہٰذا تم بھی ان سے (توبہ) قبول کر لو اور جب تک تم اصلاح احوال کرتے رہو گے تو ہم تمہیں معزول نہیں کریں گے اور جو شخص یہودیت یا مجوسیت (آتش پرستی) پر قائم رہنا چاہے اس پر جزیہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری مطبوعات آپکے علمی ذوق کی ترجمان

حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش

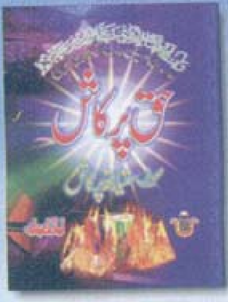

تبلیغ اسلام میں غیر مسلموں کے شکوک وشبہات رفع کرنے کیلئے شاہکار کتاب۔
ہندو دھرم اور آریہ سماج سے متعلق وہ مواد جو آج کے دور کی سینکڑوں کتب میں ناپید ہے۔
سوامی دیانند سرسوتی (بانی آریہ سماج) کی کتاب ستیارتھ پرکاش باب چودہ کا اہل اسلام کی جانب سے ہندو دھرم کے پیشواؤں کو مسکت اور مدلل جواب۔
اس کتاب کا مطالعہ غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے والے احباب کیلئے نہایت معاون ومددگار ہوگا۔

اسلام اور مسیحیت

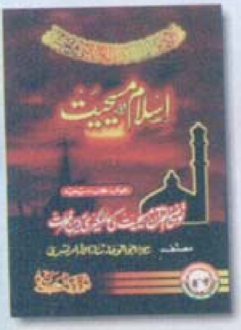

مسلمانوں اور عیسائیوں کی درمیان 'میدان حرب' میں محاذ آرائی ایک تاریخی حقیقت ہے جو کسی نہ کسی صورت میں بدستور رہی ہے۔ اس تاریخی کتاب میں مسلمانوں کے روشن ماضی کی جھلک بڑے دلکش انداز میں بیان کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ ہی عیسائیوں کی ذہنی آلودگیوں اور اخلاقی پستیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

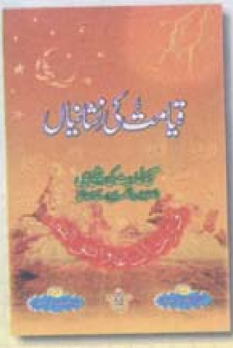

قیامت کی نشانیاں

صحیح احادیث کی روشنی میں

تحقیق وتخریج کے ساتھ

تالیف: حافظ مبشر حسین لاہوری

ملنے کا پتہ: نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علاء بن الحضرمیؓ یہ خط لے کر دوبارہ منذر کے پاس پہنچے۔ حضرت علاء بن الحضرمیؓ اور منذر بن ساوی دونوں کی مشترکہ کوششوں سے اہلِ بحرین میں سے کچھ تو مسلمان ہوگئے اور جو مسلمان نہ ہوئے انہوں نے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے ٹیکس کی بنیاد پر صلح کرلی۔ اس طرح بغیر کسی لڑائی کے اہلِ بحرین مسلمانوں کے مطیع ہوگئے۔ بلاذری ''فتوح البلدان'' میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت علاء بن الحضرمیؓ نے بحرین سے جو جزیہ اور زکوٰۃ کی رقم مدینہ بھیجی وہ اسی ہزار کے قریب تھی۔[۶] اس طرح حضرت علاء بن الحضرمی نے سفارت کے فرائض نہایت تجربہ کاری اور خوش اسلوبی سے ادا کیے اور اپنی ذمہ داری کو کما حقہ نبھایا۔

خط بنام منذر بن ساوی کی دریافت: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو منذر بن ساوی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے سفارت کے فرائض نہایت کامیابی سے ادا کیے اور منذر بن ساوی نے آپؓ کی دعوت سے متأثر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور سفیرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ واپسی کے وقت نبی کریم ﷺ کے نام خط بھی دیا۔ حضرت علاء بن الحضرمیؓ نے مدینہ واپس آکر بحرین کے حالات بیان کیے تو نبی کریم ﷺ نے منذر کو ایک اور خط لکھ کر بھیجا جس میں اسے بحرین کی گورنری پر بحال رکھا گیا اور غیر مسلم باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایات دیں۔ یہی خط ہے جو حال ہی میں دوبارہ دستیاب ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی تصنیف ''نبی کریم ﷺ کی سیاسی زندگی'' میں اس خط کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ اس خط کا ذکر پہلی مرتبہ جرمن مجلس شرقیات کے رسالے (ZDMG) جلد نمبر ۱۷ ۱۸۶۳ء میں صفحہ نمبر ۳۸۵ تا ۳۸۶ میں ہوا۔ اور وہیں اس خط کا چربہ بھی چھپا اس رسالے میں اس خط کی تفصیلات اس طرح درج تھیں۔ جرمن سفیر قسطنطنیہ کے اتاچی (مددگار) ڈاکٹر بوش (Busch) نے ۱۸۶۳ء میں رسالہ (ZDMG) کے نام یہ خط لکھا۔

بالآخر میں اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ ایک عجیب چیز کا ذکر کروں خواہ وہ مصنوعی ہو یا نہ ہو' بہر حال ایک خاص دلچسپی رکھتی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ موسیو بے لین نے مصر

۶۔ البلاذری' فتوح البلدان' ص ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں (حضرت) محمد (ﷺ) کا جو خط بنام مقوقس دریافت کیا تھا۔ اور جس کو اصلی مان لیا گیا تھا۔ وہ ترکی حکومت کے ہاتھ ایک بڑی رقم پر بیچ دیا گیا تھا۔

اب گزشتہ موسمِ خزاں میں میری ملاقات ایک اطالوی شخص سے ہوئی جس کے پاس (حضرت) محمد (ﷺ) کا ایک اور مکتوب تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ اصلی ہے اور یہ کہ اس نے یہ مکتوب اور کوفی خطوط میں لکھے ہوئے قرآن کی چند سورۃ گزشتہ موسمِ گرما میں دمشق میں (جہاں وہ مسلمانوں کے بھیس میں اور اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہوئے گیا تھا) خریدے۔

اس نے مجھے یہ مزعومہ اصلی دکھایا ہے۔ یہ خط نیز قرآن کی مذکورہ سورتیں ایک نہایت مہین اور سیاہی مائل بھوری جھلی کے ٹکڑوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اس خط کو ترکی حکومت کے ہاں ایک مناسب قیمت پر بیچنے کی کوشش سنا ہے کہ ناکام رہی ہے۔ اگر چہ مذہبی طبقے نے اس میں بڑی دلچسپی لی ہے۔

یہ خط جب اس رسالے کو موصول ہوا تو اس رسالے کے ایڈیٹر فلائشر (H.L.Fleischer) نے اس خط پر تنقید بھی کی۔[7] ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے نبی کریم ﷺ کے اس خط پر ہندوستان کے مجلّہ عثمانیہ جنوری ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں ایک مقالہ لکھا جس میں اس خط کی صحت پر دلائل دیے گئے ہیں اور پھر یہی مقالہ حیدرآباد دکن سے شائع ہونے والے رسالے "Islamic Culture" کی اکتوبر ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔[8]

اس خط کے بارے میں یہ علم نہیں ہے کہ یہ اب کہاں موجود ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ خط دمشق میں خاندان قوتلی یا خاندان المرادی کے پاس محفوظ ہے۔[9] معلوم ہوا ہے کہ موجودہ امیر بحرین کے والد نے نبی کریم ﷺ کے اس مکتوب کو پتھر پر کندہ کرنے کا حکم دیا تھا تا کہ اسے بحرین کے مقامی ائیر پورٹ پر نصب کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے اس خط سے ملتا جلتا ایک اور خط استنبول کے عجائب خانے میں موجود ہے جو آپ ﷺ نے مقوقس کے نام لکھا تھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں خط ایک ہی ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔[10]

۷۔ حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص۔ ۱۶۵۔۱۶۶

۸۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیہ، ص۔ ۸۰ اور المقدمہ

۹۔ حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص ۱۷۲

۱۰۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ ۱۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ حارث بن عبد کلال الحمیری کی طرف

نبی کریم ﷺ نے اپنے دعوتی مشن کے سلسلے میں اپنے ایک اور سفیر حضرت مہاجر بن ابی امیہ کو یمن کے سردار حارث بن عبد کلال الحمیر ی کی طرف بھیجا۔[۱] کتبِ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد یمن کی طرف بھیجا۔ کیونکہ صلح حدیبیہ کے بعد جو ۶ ہجری میں جن سفراء کو بھیجا ان میں حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے[۲]

ابن سعد نے ''الطبقات الکبرٰی'' میں اس سفارتی مشن کا نمائندہ حضرت مہاجر بن ابی امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ٹھہرایا ہے۔ لیکن زیادہ راجح بات یہی ہے کہ یہ خط لے کر حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ حارث کے پاس گئے اور اکثر مصادر اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ابن سعد کی جو روایت ہے اس ضمن میں اگر سیاق وسباق پر غور کریں تو یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اگر ابن سعد کا اپنا یہ نظریہ ہوتا تو وہ ضرور اپنی اسی تصنیف میں جہاں عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے ان کی سفارت کا تذکرہ بھی ساتھ ہی کرتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے سفارت کے فرائض سرانجام دینا کوئی معمولی بات نہیں کہ اس کے بارے میں کتبِ تاریخ خاموش رہیں بلکہ جس صحابی نے بھی سفارت کے فرائض سرانجام دیے اسے اور اس کے کارنامے کو کتب تاریخ میں نمایاں جگہ ملی اور اکثر کتب میں حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں ہی ان کی حارث بن عبد کلال الحمیر ی کی طرف سفارت کا تذکرہ ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت مہاجر بن ابی امیہ جو مکتوب گرامی لے کر گئے اس کا متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من: محمد رسول اللہ

الی الحارث ومسروح (الصواب شرحبیل) ونعیم بن عبد کلال:

سلم انتم ما آمنتم باللہ ورسولہ وان اللہ وحدہ لاشریک لہ بعث موسی بآیاتہ وخلق عیسی بکلماتہ

قالت الیہود: عزیر ابن اللہ وقالت النصاری اللہ ثالث ثلثۃ عیسی ابن اللہ۔[۳]

۱۔ السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۷۸ ۲۔ اسد الغابۃ ج ۳/ ۳۶۸ ۳۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ

رسول

محمد

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حارث' مسروح (درست نام شرحبیل) اور نعیم بن عبد کلال کی طرف!

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی صورت میں تمہیں سلامتی حاصل ہوگی اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور عیسیٰ کو اپنے کلمات سے پیدا کیا۔

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے۔ عیسیٰؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ حارث بن عبد کلال نے خط پڑھتے ہی اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بھائیوں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور اس کے ساتھ ہی بہت سے یمنی باشندے مسلمان ہوگئے۔۴؎ حضرت مہاجر یہ خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ کو اہل یمن کے مسلمان ہونے کی خبر دی۔ اور آپ ﷺ کی خدمت میں وہ خط بھی پیش کردیا جو حارث نے نبی کریم ﷺ کے نام لکھا تھا جس میں یہ شعر بھی درج تھا۔

وِدینک دین الحق فیه طهارة

وانت بما فیه من الحق آمر۔ ۵؎

''آپ ﷺ کا دین دینِ حق ہے اور اس میں پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور آپ ﷺ حق کا حکم دینے والے ہیں۔''

اس اعتبار سے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ ایک کامیاب سفیر ثابت ہوئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو یمن کے دو مشہور و معروف صوبوں کندہ اور صدف کا عامل بنا کر بھیجا۔۶؎ اور آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک اپنے فرائض اسی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے جس خوش اسلوبی سے آپ رضی اللہ عنہ نے یمن میں سفارت اور تبلیغِ اسلام کے فرائض سرانجام دیے۔

۴۔ اسد الغابۃ' ۱/۳۳۹ ۵۔ الاصابۃ' ۲/۱۴۴ ۶۔ جوامع السیرۃ' ص ۲۲۔ اسد الغابۃ ۴/۳۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ ذوالکلاع اور ذوعمرو کی طرف

نبی کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو یمن کے سربراہ ذوالکلاع اور اس کے بھائی ذوعمرو کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے بھیجا۔[۱] حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر ذوالکلاع کے پاس پہنچے اور اس کی خدمت میں پیش کیا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ کتب تاریخ میں وہ خط مذکور نہیں ہے۔ جو نبی کریم ﷺ نے ذوالکلاع کے نام لکھا تھا۔ ذوالکلاع نے دعوتِ اسلام کو قبول کرلیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بھائی ذوعمرو اور بیوی ضریبہ بنت ابرہہ بھی مسلمان ہو گئے۔[۲]

ذوالکلاع نے اسلام قبول کرنے کے بعد ۴ ہزار غلاموں کو آزاد کردیا۔[۳] ذوالکلاع اپنی زندگی میں تو نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ کرسکا لیکن اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت ضرور حاصل کرلی۔[۴]

اس طرح حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی سفارت اس لحاظ سے نہایت رہی کہ آپ رضی اللہ عنہ جس سربراہ کے پاس اسلام کے سفیر بن کر گئے تھے اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی سفارت سے متأثر ہو کر اور اسلام کی حقانیت کو دل و جان سے تسلیم کرکے اسلام قبول کرلیا۔ اور بعد میں اسلام کے بہت سے معرکوں میں حصہ لیا اور آخرکار معرکۂ صفین میں وفات پائی۔[۵]

۱۔ طبقات ابن سعد/۱ ۲۶۶ ۲۔ طبقات ابن سعد/۱ ۲۶۶ ۳۔ الاصابہ/۱ ۴۹۲۔۴۹۳

۴۔ طبقات ابن سعد/۴ ۴۴۰ ۵۔ الاصابہ/۱ ۴۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ نجاشی کودعوتِ اسلام

حضرت جعفر طیار نجاشی کے دربار میں: نبی کریم ﷺ نے جب قریش مکہ کے مظالم سے تنگ مسلمانوں کو ہجرت کر کے حبشہ جانے کا حکم دیا تو جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان میں حضرت جعفر طیار بن ابی طالب ؓ بھی شامل تھے۔ اور اس قافلے کے امیر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر طیار کے ہاتھ شاہِ حبشہ نجاشی کے نام ایک خط بھی لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

من: محمد رسول اللّٰہ

الی: النجاشی الاصحم ملک الحبشة

سلم انت، فانی احمد الیک اللّٰہ الذی لا الہ الا ہو، الملک، القدوس، السلام، المؤمن، المہیمن، واشہد ان عیسی بن مریم روح اللّٰہ وکلمتہ، القاہا الی مریم البتول الطیبة الحصینة، فحملت بعیسی، فخلقه اللّٰہ من روحه ونفخه، کما خلق آدم بیده ونفخه. انی ادعوک الی اللّٰہ وحده لاشریک له، والموالاة له علی طاعته، وان تتبعنی وتؤمن بالذی جآءنی، فانی رسول اللّٰہ. وقد بعثت الیک ابن عمی جعفراً، ونفراً معه من المسلمین، فاذا جآءک، فاقرهم، ودع التجبر، فانی ادعوک وجنودک الی اللّٰہ، فقد بلغت ونصحت، فاقبلوا نصحی.

والسلام علی من اتبع الهدی.[۱]

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

محمد رسول اللہ کی جانب سے اصحم نجاشی شاہِ حبشہ کی جانب۔ تم پر سلامتی ہو۔ میں پہلے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ وہ اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی بادشاہ ہے، وہ پاک ہے، وہ سراپا سلامتی ہے۔ امن دینے والا ہے۔ نگہبان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی مخلوق اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو اس نے مریم بتول، طیبہ، طاہرہ اور پاک دامنہ کی طرف القا کیا۔ جس کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا۔ جس طرح آدم کو

۱۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۶۵۲۔ صبح الاعشیٰ: ۲/۳۷۹۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیہ ص ۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامہ مبارک بنام نجاشی شاہ حبشہ

خط کے متن کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حبشہ کے عظیم نجاشی کی جانب۔ ”سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے“۔ اما بعد میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام عیبوں سے پاک ہے امن دینے والا اور سب کا نگہبان ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم بتول طیبہ عفیفہ کی جانب القاء کیا کہ وہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ کی والدہ بنیں۔ پس اللہ ہی نے ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو (حضرت مریم میں) پھونک دیا۔ جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کی محبت کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اور اس کا کوئی نہیں اور یہ کہ تو میری اتباع کرے اور اس پر یقین کرے جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی قرآن)۔ کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی پس تم میری نصیحت قبول کرو۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ اور پھونک سے پیدا کیا۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اس کی اطاعت اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں کہ تو میری پیروی کر اور اس شریعت پر ایمان لے آ جو مجھے دی گئی کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں اپنے چچا کے بیٹے جعفر کو آپ کی طرف بھیج رہا ہوں اور اس کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچ جائیں۔ تو ان کی مہمان نوازی کرنا ان پر کسی قسم کا ظلم وزیادتی نہ ہو۔ میں تجھے اور تیرے لشکر کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اور نصیحت کر دی تم میری نصیحت کو قبول کرو اور سلامتی ہو ہر اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

اس خط میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ میں نے تمہارے پاس اپنے چچیرے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہے۔ جس کے ہمراہ اور مسلمان بھی ہیں جب وہ تیرے پاس آئیں تو ان کی مہمانداری کر۔

اس فقرے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عبارت محرم ے ہجری کے مکتوب کی نہیں ہے جو عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ لے کر گئے بلکہ یہ خط وہ ہے جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس لے کر گئے۔ کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ے ہجری میں حبشہ گئے ہوئے پندرہ سال ہو چکے تھے۔ اس خط کو بعض مؤرخین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ بعض مؤرخین جن میں طبری بھی شامل ہیں اس کو عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ سفیر بنا کر تو نہ بھیجا لیکن انہوں نے نجاشی کے دربار میں قریش مکہ کی آمد کے موقع پر جس طرح اسلام کا دفاع کیا اور نجاشی کو حقیقتِ حال اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا۔ اس طرح نجاشی کے دربار میں آپ رضی اللہ عنہ نے اسی ذمے داری کو نبھایا جو ذمے داری ایک سفیر کی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب قریش مکہ کو پتہ چلا کہ نو آموزانِ اسلام حبشہ میں پرامن زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے عمرو بن العاص کو اپنا سفیر بنا کر حبشہ کی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن العاص تجارت کے سلسلے میں اکثر وبیشتر حبشہ جایا کرتے تھے۔ قریشِ مکہ کی یہ خواہش تھی کہ حبشہ کا حکمران مسلمانوں کو دوبارہ ان کے سپرد کر دے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے مل کر یہ مطالبہ کیا آپ کے ملک میں جو یہ لوگ آ کر نئے آباد ہوئے ہیں آپ انہیں میرے ساتھ مکہ بھیج دیں تاکہ آپ ان کے فتنے سے بچ جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجاشی نے ان کی بات سن کر صاف لفظوں میں کہا کہ میں ان کی بات سنے بغیر ان کو یہاں سے نکل جانے کا حکم نہیں دوں گا۔ میں کسی پر ظلم اور زیادتی کو پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا اس نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا جس کی بنا پر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نجاشی کے دربار میں آئے اور بڑے ہی ادیبانہ اور اثر انگیز اسلوب میں اپنا مؤقف پیش کر دیا۔ اس سے نجاشی بہت متاثر ہوا اور اس نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا کہ آپ جا سکتے ہیں۔ یہ لوگ میرے مہمان ہیں۔ ان کو ہر طرح کی سہولت یہاں میسر رہے گی۔ یہ جب تک یہاں رہنا چاہیں رہ سکتے۔ ہیں یہ آج سے سرکاری مہمان کی حیثیت سے میرے ملک میں رہائش پذیر ہوں گے۔ ۲

چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیے اگر چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ سفیر بنا کر تو نہ بھیجا لیکن انہوں نے اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اسلام کا دفاع کیا یہ آپ رضی اللہ عنہ کا فرض تھا اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے قافلے کے امیر مقرر تھے۔ ۶ھ ہجری میں حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف دوسرا سفیر بنا کر بھیجا۔ بعض مؤرخین کے نزدیک اوپر مذکورہ خط حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے اسکے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف ان کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب جو اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت اختیار کر کے حبشہ آئی تھیں اس کا خاوند حبشہ ہی میں وفات پا چکا ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر کے اسے مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ حبشہ روانہ کر دیں۔

نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ جو مہاجرین حبشہ میں سے ان کے قریبی رشتہ دار تھے' کو وکیل مقرر کیا۔ اور ام حبیبہ کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا دیا۔ اور نجاشی نے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی کرتے ہوئے ۴۰۰ سو دینار بطور مہر ام حبیبہ کو ادا کیا۔ ۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی کا جواب: نجاشی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خطوط بھی بھیجے جو محفوظ ہیں۔

۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۳۵۶ ۳۔ تاریخ الامم والملوک ۲/۶۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی: محمد رسول اللّٰہ

من: النجاشی الاصحم بن ابجر

سلام علیک یا نبی اللّٰہ ورحمة اللّٰہ وبرکاته!

من اللّٰہ الذی لااله الاهوالذی هدانی الی الاسلام.

اما بعد! فقد بلغنی کتابک یارسول اللّٰہ فیما ذکرت من امر عیسی فو رب السماء والارض، ان عیسی مایزید علی ماذکرت ثفروقاً انه کما قلت وقد عرفنا مابعثت به الینا وقد قرینا ابن عمک واصحابه فاشهد بانک رسول اللّٰہ صادقاً مصدقاً. وقد بایعتک وبایعت ابن عمک واصحابه واسلمت علی یدیه للّٰه رب العالمین وقد بعثت الیک بابنی ارها بن الاصحم بن ابجر، فانی لااملک الانفسی، وان شئت آتیک فعلت یا رسول اللّٰہ فانی اشهد ان ماتقوله حق.

والسلام علیک یارسول اللّٰہ۔ ؎۴

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی اصحمہ بن بحر کی طرف سے!

اے اللہ کے نبی ﷺ آپ پر اللہ کی سلامتی ہو، رحمت اور برکتیں ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ بعدازاں مجھے آپ ﷺ کا فرمان پہنچا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ زمین و آسمان کے پروردگار کی قسم وہ اس سے ذرہ برابر بھی زیادہ نہیں۔ ان کی حیثیت اتنی ہی ہے جتنی آپ ﷺ نے تحریر فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ہماری جانب جو ارسال فرمایا ہے۔ ہم نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ آپ کا چچا زاد بھائی اور اس کے ساتھی ہمارے پاس آرام سے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور راست بازوں کی سچائی ظاہر کرنے والے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہوں۔ میں نے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر حضور ﷺ کی بیعت اور اللہ کی فرما

۴۔ تاریخ الامم والملوک، ۲/۶۵۳۔ صبح الاعشیٰ، ۶/۴۶۶۔۴۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبرداری کا اقرار کرلیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اپنے فرزند (ارھا ابن اصحم بن ابجر کو بھیج رہا ہوں۔ میں تو اپنے ہی نفس کا مالک ہوں۔ اور دوسرے کی ذمہ داری لینے سے قاصر ہوں اگر آپ کی یہ مرضی ہوگی کہ حاضر خدمت ہوجاؤں تو ضرور حاضر ہوجاؤں گا کیونکہ میں یقین کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ جو فرماتے ہیں وہی حق ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

یہ خط نبی کریم ﷺ کے پاس کون لے کر گیا اس کے بارے میں تاریخ سے واضح پتہ نہیں چلتا۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ نجاشی نے اپنے بیٹے کو ۶۰ مصاحبوں کے ساتھ خدمتِ نبوی ﷺ میں بھیجا۔ لیکن جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور یہ سفارت ہلاک ہوگئی۔ ۵ے

ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ''مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ'' میں نجاشی کا نبی کریم ﷺ کے نام ایک اور خط مذکور ہے۔ جو اس نے مسلمانوں کو اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حبشہ سے مدینہ بھیجتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا۔

اس خط کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الی: محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

من :النجاشی اصحم'

سلام علیک یارسول اللّٰہ من اللّٰہ ورحمتہ وبر کاتہ'

امابعد! فانی قدزوجتک امراۃ من قومک وعلی دینک وھی السیدۃ ام جبیبۃ بنت ابی سفیان واھدیتک ھدیۃ جامعۃ قمیصاً وسراویل وعطافاً وخفین ساذجین –

والسلام علیک ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ. ۶ے

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

محمد ﷺ کی طرف نجاشی اصحم بن بجر کی جانب سے!

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ اس کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ بعد ازاں! میں نے آپ ﷺ کے خاندان اور آپ ﷺ کے دین پر قائم مسلمان

۵ے تاریخ الامم والملوک' ۶۵۴/۲ ۶ے مجموعۃ الوثائق السیاسیہ' ص ۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا ہے۔ اور آپ کی خدمت میں ایک قمیص، ایک پاجامہ، ایک چادر اور چمڑے کے موزوں کی جوڑی کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔

(والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

حضرت جعفرؓ اور حضرت عمرو بن امیہؓ دونوں نے نجاشی کے دربار میں سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔ نبی کریم ﷺ نے جو خط نجاشی کو دعوت اسلام کے سلسلے میں بھیجا اس بارے میں بعض روایات میں اس خط کے لے جانے کا تذکرہ حضرت عمرو بن امیہؓ کے حالات میں ملتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بھی اس خط کی نسبت حضرت عمرو بن امیہؓ کی طرف ہی کی ہے۔

خط بنام نجاشی کی دستیابی : ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا کہنا ہے کہ نجاشی شاہ حبش کے نام نبی کریم ﷺ کا جو خط ۷ ہجری میں ارسال کیا تھا وہ دستیاب ہو گیا ہے۔ جسے متعدد اخبارات نے شائع کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مجلۃ عثمانیہ جلد (۹) شمارہ (۳-۴) ۱۳۵۵ھ ۱۹۲۶ء میں مضمون "مکتوبات نبوی کے دو اصول" کے آخر میں ایک اخباری اطلاع کا ذکر کیا گیا تھا کہ موجودہ نجاشی حبشہ نے مکتوب نبوی ﷺ کی، جو اپنے زمانے کے نجاشی کے نام آیا تھا لوگوں کو زیارت کرائی۔ مگر کوئی تفصیلی اطلاع نہیں ملی۔ اس کے بعد سے بڑے بڑے انقلابات رونما ہوئے۔ نجاشی کو لندن میں جا کر پناہ گزین ہونا پڑا اور حبشہ پر اطالوی قبضہ ہو گیا۔ پھر موجودہ جنگ چھڑی۔ اب خوش قسمتی سے اس اہم مبارک دستاویز کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں جو باعث دلچسپی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مزید لکھتے ہیں: www.KitaboSunnat.com

۱۱ مئی ۱۹۳۹ء کو میں نے آکسفورڈ میں عربی کتبات مدینہ پر ایک لیکچر دیا۔ اور ان کتبات کے خط کا مقابلہ سابق میں دستیاب شدہ مکتوب نبوی ﷺ سے کیا۔ اس کے بعد وہیں پروفیسر مارگولیوث نے بیان کیا کہ ایک مکتوب نبوی جو نجاشی کے نام بھیجا گیا تھا وہ دستیاب ہو گیا ہے۔ اور اسکاٹ لینڈ کے ایک شخص کے پاس ہے۔ جلسے کے بعد میں نے پروفیسر مارگولیوث کے توسط سے اس شخص کو ایک خط بھیجا۔ کئی ماہ بعد مجھے اس کا جواب حیدر آباد میں ملا۔ خط بھیجنے والے مسٹر ڈنلوپ کا قیام اس وقت شام میں تھا۔ جواب میں مکتوب نبوی کی ایک نقل جو ہاتھ سے کی گئی تھی، منسلک تھی اور وعدہ تھا کہ اسکاٹ لینڈ واپسی پر مجھے فوٹو بھی بھیج دیا جائے گا۔ نیز یہ کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایک مضمون لندن کے رسالہ "جے آر۔اے۔ایس۔میں چھپے گا۔اتنے میں جنگ شروع ہوگئی اور میں حیدرآباد میں مصروف ہوگیا۔اور یہ مضمون جنوری ۱۹۴۰ء میں اس رسالہ میں ص(۵۴۔۶۰) پر چھپا اور کافی دنوں بعد ہندوستان پہنچا۔اور مکتوب گرامی کے فوٹو کا بلاک بھی وہیں شائع ہوا۔

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

"یہ خط ایک جھلی پر لکھا ہوا ہے جو کوئی نو انچ چوڑی اور ساڑھے تیرہ انچ لمبی ہے حروف مدور ہیں ۔(یعنی گول ہیں)اور بڑے ہونے کے باعث پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔سیاہی جو استعمال کی گئی ہے وہ خاکی ہے۔اس خط کا مضمون سترہ سطروں میں ہے۔جس کے آخر میں ایک گول مہر کا نشان ہے۔جس کا قطر ایک انچ کا ہے۔ [7]

۷۔ حمید اللہ، رسول اللہ کی سیاسی زندگی، ص۔۱۴۰۔۱۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱ سفارت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی جانب سے قریش مکہ کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔ ذی قعدہ ۶ھ ہجری بمطابق ۶۲۸ء میں نبی کریم ﷺ نے چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کا قصد کیا۔ اپنی عدم موجودگی میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ میں نائب بنا کر گئے اور مسلمانوں کی کثیر تعداد حفاظت کی غرض سے وہیں رہنے دی۔ اس سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جنگ کے ارادے سے نہیں گئے بلکہ آپ ﷺ کا مقصد محض زیارت کعبہ ہی تھا۔ آپ نے ذوالحلیفہ سے ہی احرام باندھ لئے اور قربانی کے ستر اونٹ ساتھ لئے۔ ۱

آپ ﷺ کا ارادہ جنگ کا نہ تھا اس لیے صرف اتنے ہتھیار ساتھ لیے جتنے ایک مسافر کو سفر میں اپنی حفاظت کے لیے ساتھ رکھنے ضروری ہوتے ہیں اور وہ بھی نیام میں۔ آپ ﷺ کے جاسوس بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ قریش آپ ﷺ کے مقابلہ پر کمر بستہ ہو گئے ہیں اور خالد بن ولید مقدمۃ الجیش کے طور پر ۲ ہزار سپاہیوں کے ساتھ مقام غمیم تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ اطلاع ملتے ہی وہ راستہ چھوڑ دیا۔ اور دوسرے راستے سے حدیبیہ پہنچ گئے۔

حدیبیہ میں قیام کرنے کے بعد آپ ﷺ نے خراش بن ابی امیۃ خزاعی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ خبردار کر دیں کہ ہم کسی ہنگامہ کے لیے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ ادا کرنے اور بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ اہلِ مکہ نے ان کے اونٹ کو مار ڈالا۔ اور ان کو بھی مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر احابیش کی مداخلت پر وہ ایسا نہ کر سکے اور ناکام واپس آ گئے۔ ۲

آخر کار نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کا نقطۂ نظر واضح کرنے کے لئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ میرے متعلق قریش کا غصہ اور ناراضگی آپ ﷺ کے علم میں ہے۔ اور مکہ میں میرے خاندان کا کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے۔ البتہ آپ ﷺ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں جو اس کام کے لیے نہایت موزوں ہیں۔

۱۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج ۳ ص ۸۲۔۸۳ ۲۔ سیرۃ ابن ہشام، ۳/۳۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے سفیر کے طور پر ابوسفیان اور دوسرے رؤسائے مکہ کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں اس بات کا یقین دلائیں کہ ہم صرف عمرہ کے لیے آئے ہیں کسی جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ دوسرے ان کمزور مسلمانوں کو بھی خوشخبری سنا دیں جو اپنی کمزوری کی وجہ سے اسلام کا اقرار نہیں کر سکتے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اہل اسلام اور اسلام کو فتح و کامرانی عطا کرے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور رؤسائے مکہ کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا اور کمزور مسلمانوں کو خوشخبری سنائی۔ مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عزیز ابان بن سعید نے آپ رضی اللہ عنہ طواف کرنے کے لیے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پہلے طواف کرنے سے انکار کر دیا۔

قریشِ مکہ نے حضرت عثمان پر نگرانی سخت کر دی۔ کہ وہ واپس نہ جانے پائیں۔ جب کئی روز گزر گئے تو اس دوران لشکر اسلام میں بعض حضرات آپس میں یہ کہنے لگے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نہایت امن وسکون سے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا:

"عثمان اگر ایک عرصے تک بھی وہاں رہیں تو وہ اس وقت تک طواف نہیں کریں گے جب تک میں پہلے طواف نہ کرلوں"

نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اتنے روز تک رکے رہنے کی وجہ سے کچھ تردد ہوا۔ وہ مکہ میں ہی تھے کہ ایک دن اچانک خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان مکہ میں ہی شہید کر دیے گئے ہیں یہ خبر معمولی نہ تھی جو برداشت کر لی جاتی۔ رسول ﷺ پر اس کا بہت اثر ہوا۔ آپ ﷺ نے فوراً جماعت کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اب ہم فیصلہ کن جنگ کیے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ "عثمان کے خون کا قصاص لینا فرض ہے۔ یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ سے جانثاری کی بیعت لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ابوسنان اسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ ۳

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جان اس لیے بے حد قیمتی ہوگئی تھی کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق امرِ واقعہ یہ تھا کہ عثمان اللہ اور اس کے رسول کی تفویض کردہ خدمت پر گئے ہیں۔ نبی

۳۔ صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم ص۔ ۴۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے حضرت عثمان کی طرف سے خود بیعت لی تھی۔ وہ یوں کہ اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان کا دایاں ہاتھ قرار دیا۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [4]

قریش مکہ کو جب صحابہ کرام ﷺ کی اس بیعت کا علم ہوا تو وہ نہایت خوفزدہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ چنانچہ وہ صلح کے لیے آمادہ ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کو مصالحت کا پیغام بھیجا۔[5]

الغرض حضرت عثمان ؓ نے اس مشکل اور نازک موقع پر قریش مکہ کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دیے اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر نبی کریم ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں مکہ کی طرف بلاخوف وخطر روانہ ہو گئے۔ اور مکہ میں مشکل حالات میں بھی ثابت قدم رہے اور اس مشکل موقع پر بھی آپ ؓ نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں کوئی کمی نہ آنے دی جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ ؓ نے استطاعت کے باوجود نبی کریم ﷺ سے پہلے کعبہ کا طواف کرنے سے انکار کر دیا۔

۴۔ القرآن الکریم (الفتح) ۱۸:۶۸ ۵۔ مغازی الواقدی ۶۰۵/۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۵

سفراء الرسول ﷺ کی خصوصیات

- کمالِ اسلام
- اطاعتِ رسول
- فصاحت و بلاغت
- علم
- حسنِ اخلاق
- صبر و تحمل
- شجاعت
- حکمت و دانائی
- منصوبہ سازی
- شخصی وجاہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفراء الرسول ﷺ کی خصوصیات

ایک سفیر جب اپنے ملک سے دوسرے ملک کی طرف پیغام لے کر جاتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ملک کا بلکہ پوری قوم کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس کے طرزِ عمل اور طریقِ سفارت پر نہ صرف اس کے اپنے ملک وقوم کی عزت کا بلکہ دونوں ممالک کے تعلقات کا بھی انحصار ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ایک سفیر کی ذمہ داری نہایت نازک ہوتی ہے۔

چنانچہ جب یہ بات طے ہے کہ ایک سفیر کی ذرا سی لغزش دو ممالک کے تعلقات میں بگاڑ کا باعث بن سکتی ہے تو اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاکم وقت کو چاہیے کہ اپنے ملک کی طرف سے سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کرے جو اعلیٰ اخلاق وکردار کا مالک ہو، فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہو تاکہ جب بھی اسے اپنے ملک کا دفاع کرنا پڑے تو اس کے لہجے میں کوئی گھبراہٹ و ہچکچاہٹ اور کسی خوف کا شائبہ تک نہ ہو۔ علم کے زیور سے آراستہ ہو۔ صبر وتحمل، حکمت ودانائی اور بہادری جیسے اوصاف اس میں بدرجۂ اتم پائے جاتے ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی ظاہری شخصیت بھی متاثر کن ہو کیونکہ دیکھنے والے پر پہلا اثر شخصیت کا پڑتا ہے۔

آقائے دوجہاں نبی کریم ﷺ نے اپنے وسیع تر دعوتی مشن کے سلسلہ میں اپنے جاں نثار صحابہ میں سے جن کو سفیر کے طور پر منتخب کیا وہ مذکورہ بالا تمام خوبیوں کے حامل تھے۔ اور یہ تمام اوصاف ان میں بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ وہ اسلام میں درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان میں درج ذیل خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ کمال اسلام

اسلامی سلطنت کے سفیر کا مسلمان، پختہ یقین، مؤمن اور داعیانہ جذبے سے سرشار ہونا ضروری ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود داعی اول تھے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ ۱

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے گواہ، خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسکے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔''

قرآن میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ ادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ﴾ ۲

''اور آپ (لوگوں کو) اپنے پرودگار کی طرف بلائے جائیں بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں۔''

﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَآ اُشْرِکَ بِهٖ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ﴾ ۳

''کہہ دو مجھے تو یہ حکم دیا گیا کہ میں خدا ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں۔ میں (سب کو) اسی کی طرف بلاتا ہوں اور ہر شخص کو پھر کر اسی کی طرف جانا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت الی اللہ کا فریضہ زندگی بھر سرانجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو پیارے ہو گئے۔ دعوت الی اللہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ فریضہ رہا ہے اور ان تمام انبیاء نے اپنی اپنی قوم کو ایک اللہ پر ایمان لانے اور خالص اسی کی عبادت کرنے کی طرف دعوت دی۔ یہ صرف انبیاء کا فریضہ نہیں بلکہ امت اسلامیہ کے افراد بھی دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کے پابند ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ ۴

۱۔ القرآن الحکیم (الاحزاب) ۳۳:۴۵'۴۶
۲۔ القرآن الحکیم (الحج) ۲۲'۶۷
۳۔ القرآن الحکیم (الرعد) ۱۳:۳۶
۴۔ القرآن الحکیم (آل عمران) ۳:۱۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔''

ہر مسلمان مرد اور عورت پر ان آیات کی روشنی میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ صرف علما کا فریضہ نہیں بلکہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کا مکلف ہے۔دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے۔داعی بصیرت اور علم یقین سے آراستہ ہو۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾[5]

''آپ کہہ دیجیے کہ میرا طریق یہی ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، دلیل پر قائم ہوں، میں (بھی) اور میرے پیروکار بھی اور پاک ہے اللہ کی ذات اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ کے تمام پیروکاروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو بصیرت اور علم یقین کی روشنی میں اللہ پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دیں۔بصیرت، علم یقین اور ایمان کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔اگر کوئی اس سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے گویا وہ ایمان کے تقاضوں سے منحرف ہونے کا مرتکب ہو رہا ہے۔یہ کام ہر مسلمان کے فرائض میں شامل ہے۔جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے:

﴿فليبلغ العلم الشاهد الغائب﴾[6] ''ہر حاضر غیر حاضر تک علم کو پہنچادے۔''

دعوت الی اللہ کا کام کبھی انفرادی صورت میں اور کبھی اجتماعی صورت میں کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[7]

5۔ القرآن الحکیم (یوسف) ۱۲:۱۰۸ ۶۔ الجامع الصحیح للبخاری، ۱:۶۲۔۶۳

7۔ القرآن الحکیم (آل عمران) ۳:۱۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف دعوت دے اور بھلائی کا حکم دے اور بدی سے روکے اور پورے کامیاب یہی تو ہیں۔''

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دعوت الی اللہ کا کام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ظاہر ہے یہ فریضہ امت کا ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق انجام دے گا۔ قدرت سے یہاں مراد علم اور اختیار ہے۔ جس کو جتنا علم ہوگا جتنے اس کے اختیارات ہوں گے اس کے مطابق وہ دعوت کا فریضہ سرانجام دے گا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ سب مسلمان داعی الی اللہ ہیں تو نبی کریم ﷺ کے سفراء تو بدرجۂ اولیٰ دعوت کے میدان میں ممتاز اور نمایاں ہونے چاہییں۔ چونکہ سفراء کو یہ فریضہ عوام کے بجائے بادشاہوں کے دربار میں ان کے روبرو سرانجام دینا ہوتا ہے لہٰذا جتنے پختہ وہ مسلمان اور مومن ہوں گے اتنی ہی کامیابی کے ساتھ وہ سفارت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اس لیے سفیر کے ایمان کامل اور اسلام کو سفارت کی کامیابی کے لیے بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔

اسلامی سلطنت کا سفیر اگر مضبوط ایمان سے آراستہ نہیں ہوگا تو وہ آزمائش کی گھڑیوں میں سلطنت کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکے گا۔ اس لیے اسلامی سلطنت کے سفیر کا اسلامی رنگ میں رنگا ہونا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ اطاعتِ رسول اللہ ﷺ

اللہ کے احکامات انسان تک پہنچانے کا ذریعہ اللہ کا رسول ہے۔ وہی اس کی طرف سے اس کے احکامات وہدایات کو انسانوں تک پہنچاتا ہے اور وہی اپنے قول اور عمل سے ان احکامات و ہدایات کی تشریح کرتا ہے۔ اور اس بنا پر اس کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ کا ہی یہ حکم ہے کہ اس کے رسول کے امر و نہی اور اس کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کر لیا جائے اور دل میں بھی ان پر ناگواری پیدا نہ ہو ورنہ انسان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

﴿وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ ۸

''ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

قرآن میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ ۹

''جس نے رسول کی اطاعت کی دراصل اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

رسول اللہ کی بات سے اختلاف کرنے والوں اور اس کی اطاعت نہ کرنے والوں کو اس انداز میں وعید کی گئی ہے:

﴿وَ مَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَ يَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتۡ مَصِيۡرًا﴾ ۱۰

''اور جو کوئی رسول سے اختلاف کرے جبکہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی ہو اور ایمان لانے والوں کی روش کو چھوڑ کر دوسری راہ چلے اسے ہم اسی طرف پھر دیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا اور اس کو ہم جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کا جس قدر حکم دیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے:

۸۔ القرآن الحکیم (النساء) ۴:۶۴ ۹۔ القرآن الحکیم (النساء) ۴:۸۰ ۱۰۔ القرآن الحکیم (النساء) ۴:۱۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [11]

چنانچہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم قانون کی رو سے وہ بالاتر قانون ہے جس کے مقابلہ میں اہل ایمان صرف اطاعت ہی کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ جن معاملات میں اللہ اور رسول ﷺ فیصلہ دے چکے ہیں ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلے کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اس فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [12]

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو اپنے اسی معاملہ میں ان کے لیے کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔''

اطاعتِ رسول کی بارے میں صرف قرآن میں ہی ارشاد نہیں ہوا بلکہ بہت سی احادیث میں بھی اطاعتِ رسول کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

﴿من اطاعني دخل الجنة و من عصاني فقد ابى﴾ [13]

''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔''

ایک اور جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿فمن اطاع محمداً صلى الله عليه و سلم فقد اطاع الله و من عصى محمداً صلى الله عليه و سلم فقد عصى الله﴾ [14]

''جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

۱۱۔ القرآن الحکیم (الحشر) ۵۹:۷ ۱۲۔ القرآن الحکیم (الاحزاب) ۳۳:۳۶

۱۳۔ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ، ۴/ ۱۲۹

۱۴۔ الجامع الصحیح للبخاری، ۴/ ۱۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿فاذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه، و اذا امرتكم بامر فاتوا منه ما استطعتم﴾ ۱۵

''جس کام سے تم کو منع کروں تو اس سے بچے رہو اور جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اسکو بجالاؤ۔''

چنانچہ جب اطاعتِ رسول کا یہ معیار ہے اور قرآن اور احادیث میں اس قدر تاکید پائی جاتی ہے اور رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کا نام دیا گیا ہے تو ہر مسلمان رسول ﷺ کی اطاعت کا مکلّف ہے اور نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ اطاعتِ رسول کے اس معیار پر ہر طرح سے پورے اترتے تھے اور انہی صحابہ کرامؓ میں سے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفیر منتخب کئے تھے۔ جو ہر لحاظ سے اطاعتِ رسول ﷺ کے اس معیار پر پورے اترتے تھے جو اللہ نے قائم کیا تھا۔ وہ جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری ہی تھا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ایک حکم پر حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو لے کر اپنا گھر بار اور وطن چھوڑ کر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ۱۶

غزوۂ موتہ میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا علم حضرت زید بن حارثہ کو عطا کر کے فرمایا:

﴿ان قتل زيد فجعفر و ان قتل جعفر فعبدالله بن رواحة﴾ ۱۷

''اگر زید شہید ہوں تو جعفر اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ اس جماعت کے امیر ہوں گے۔''

چونکہ حضرت جعفرؓ اپنے مخصوص تعلقات کی بنا پر متوقع تھے کہ شرفِ امارت ان ہی کو حاصل ہوگا اس لیے انہوں نے کھڑے ہو کر عرض کی:

''یا رسول اللہ! میرا کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ زید کو مجھ پر سردار بنائیں گے؟'' ۱۸

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جانے دو تم نہیں جان سکتے کہ بہتری کس میں ہے۔

۱۵۔ الجامع الصحیح للبخاری، ۴/۱۴۲ ۱۶۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۴
۱۷۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۸ ۱۸۔ محمد احمد باشمیل، غزوۂ موتہ ص ۳۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ ﷺ کا حکم سنکر حضرت جعفر نے دوبارہ اس بات کا تذکرہ نہ کیا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس جنگ میں اپنا کردار ادا کیا۔ یہ اطاعت کا ہی جذبہ تھا کہ جس کی بدولت آپ رضی اللہ عنہا خواہش کے باوجود حضرت زید بن حارثہ کی سربراہی میں میدان جنگ کی طرف چل پڑے۔۱۹

حضرت عمرو بن امیہ الضمری ﷺ نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کو ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے حضرت خبیب بن عدی کا جسد خاکی سولی سے اتار لانے کا حکم دیا جنہیں مشرکین مکہ نے ظلم سے شہید کر دیا تھا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر فوراً اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔۲۰ حضرت عثمان بن عفان کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کی طرف سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے بھیجا تو آپ ﷺ قریش مکہ کی طرف سے اپنی جان کے خطرہ کے باوجود مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کا حکم پورا کیا اور آپ کی اطاعت کی۔ اور اس کے لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔۲۱

غزوۂ بدر کے موقع پر جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں تو وہ حکم نبی ﷺ کی بجا آوری کا ہی جذبہ تھا کہ آپؓ غزوہ میں شرکت کی خواہش کے باوجود حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں ہی رک گئے۔۲۲ حضرت شجاع بن وہب الاسدی ایک جلیل القدر صحابی رسول ﷺ تھے۔ آپ ﷺ ہروقت نبی کریم ﷺ کے حکم کی بجا آوری کے لیے تیار رہتے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو آپ حکم نبی ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے دوسری ہجرت حبشہ میں مہاجرین کے قافلے میں شریک ہوئے۔۲۳

الغرض نبی کریم ﷺ کے تمام سفراء آپ کے اطاعت گزار تھے اور ان کے دل میں اطاعت کا جذبہ اس قدر موجزن تھا کہ تمام سفراء نبی کریم ﷺ کے ایک حکم پر آپ کا خط اور پیغام لے کر دوسرے ممالک کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے کی صعوبتیں برداشت کیں اور ہر طرح کے خوف سے بالاتر ہو کر ہر سفیر صحابی ﷺ نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جو اس کے ذمہ تھا۔ کیونکہ اس سے ذرہ برابر بھی انحراف ان کو گوارا نہ تھا۔

۱۹۔ محمد احمد باشمیل، غزوۂ موتہ، ص ۳۳۳ ۲۰۔ طبقات ابن سعد، ۴/۲۴۹

۲۱۔ عبدالوہاب الخلفاء الراشدون، ص ۲۶۹

۲۲۔ حسن ابراہیم حسن، تاریخ اسلام، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۱ ص ۲۰۶ ۲۳۔ اسد الغابۃ، ۲/۳۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ فصاحت و بلاغت

جزیرہ نمائے عرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب فصیح البیان تھے۔ اس لیے عجمیوں کے ساتھ ان کا میل جول بہت کم تھا۔ اس طرح انہوں نے عربی زبان کو محفوظ رکھا۔ صاحب حیثیت عرب اپنے بچوں کو دیہاتی علاقوں میں اس لیے بھیج دیا کرتے تھے تا کہ فصیح عربی زبان سے آشنا ہوں کہ جس میں دیگر کسی زبان کا شائبہ تک نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کے تمام سفیر فصاحت و بلاغت میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے پانچ تو قریشی تھے۔ ان میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ، حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی القرشی ؓ، حضرت سلیط بن عمرو العامری القرشی ؓ اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ المخزومی قرشی ؓ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ، حضرت شجاع بن وہب الاسدی ؓ اور حضرت علاء بن الحضرمی ؓ قریش کے حلیف تھے اور ان کی پرورش مکہ معظمہ میں خاندان قریش میں ہی ہوئی اور قبیلۂ قریش فصاحت و بلاغت میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔

ایک اور سفیر رسول حضرت عمرو بن امیہ الضمری ؓ بنوضمرہ قبیلے کے چشم و چراغ تھے جو کہ مقام بدر کے قریب رہائش پذیر تھا اور ان کا کثرت سے مکہ آنا جانا تھا اور بنوضمرہ فصاحت کے اعتبار سے معروف قبائل میں سے تھا۔ اسی طرح حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی ؓ قبیلہ بنوقضاعہ میں سے تھے جو فصاحت کے میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتا تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور حضرت حارث بن عمیر الازدی دونوں یمنی تھے اور یمنی لوگ بھی بہت فصیح اللسان ہوتے تھے۔

چنانچہ اس فصاحت و بلاغت میں ممتاز عربی معاشرے سے نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کو منتخب کیا وہ تمام لوگوں میں زیادہ ممتاز اور فصیح اللسان تھے۔ اس لیے انہیں سفارت کا مشن سونپا گیا۔ نبی کریم ﷺ کے سفراء کے ذمے جو فریضہ سونپا گیا تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ اس مہم پر جانیوالا زبان اور کلام پر پوری دسترس رکھتا ہو۔ گفتگو کا سلیقہ، برجستہ جواب دینا اور دوران گفتگو جچے تلے الفاظ ادا کرنے کی صلاحیت اس میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہو۔

جیسا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ؓ نے مقوقس کے دربار میں اس کے سوالوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے برجستہ جواب دے کر اسے حیران کر دیا۔ جب اس نے نبی کریم ﷺ کا خط مبارک پڑھ کر کہا کہ "اگر وہ واقعی نبی ہیں تو وہ میرے خلاف دعا کرتے اور مجھ پر غالب آ جاتے ایسا کرنے سے انہیں کس چیز نے روکا؟"

اس پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"یہ کام عیسیٰ بن مریم نے اپنے مخالفین کے خلاف کیوں نہیں کیا؟"

مقوقس آپ کا یہ حکیمانہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور کہا:

﴿احسنک، انت حکیم، جئت من حکیم﴾ [۲۴]

"بہت خوب، تم بہت دانا ہو اور دانا انسان کی طرف سے میرے پاس آئے ہو۔"

اسی طرح جب حضرت جعفر طیار نجاشی کے دربار میں گئے اور مشرکین مکہ کے سفیر عمرو بن العاص کا سامنا ہوا تو حضرت جعفر نے ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس انداز میں گفتگو کی کہ دربار میں سننے والے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ سفیرِ رسول ﷺ حضرت عمرو بن العاص بھی بہت فصیح البیان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے دورِ خلافت میں سمندر کے بارے میں رپورٹ پیش کی اور اس میں ایسا فصیحانہ انداز اختیار کیا گیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت پر دلالت کرتا ہے۔ کہتے ہیں:

﴿انی رایت خلقاً کبیراً یرکبا خلق صغیر، یزداد فیا الیقین قلة، و الشک کثرة هم فیه کدود علی عود، ان مال غرق، و ان نجا برق﴾ [۲۵]

"میں بڑی مخلوق دیکھی ہے جس پر چھوٹی چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے۔ اگر وہ رک جائے تو دلوں کو پھاڑ دے اگر حرکت میں آئے تو عقلیں دنگ رہ جائیں۔ اس پہ یقین کم آتا ہے۔ اور شکوک وشبہات زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ لوگوں کے حوالے سے یوں سمجھئے کہ جیسے لکڑی پر کیڑے ہوں اگر وہ کسی طرف مائل ہو تو غرق ہو جائے اور اگر وہ صحیح سالم کنارے لگے تو چاندی ہو جائے۔" چنانچہ حضرت عمرو بن العاص کے اس بیان سے ان کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۲۴۔ تہذیب الاسماء واللغات' ۱/۱۵۱

۲۵۔ الکامل فی التاریخ' ۳/۹۵۔ ابن عبدربہ ابی عمر احمد بن محمد العقد الفرید' ۱/۸۹' مطبع الجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر۔ القاہرہ' ۱۹۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیر رسول اللہ ﷺ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بھی ایک بہت بڑے شاعر، خطیب اور گفتگو کا سلیقہ رکھنے والے انسان تھے۔آپ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ عراق کے گورنر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

﴿کیف ترکت سعداً فی ولایته؟﴾

"تم سعد کو اس کے حکومتی معاملات میں کیسا چھوڑ کر آئے۔"

تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

﴿ترکته اکرم الناس مقدرة، و احسنهم معذرة، هو کالام البرة، یجمع لها کما تجمع الذرة، مع انه میمون الاثر، مرزوق الظفر، اشد الناس عند الباس، و احب قریش الی الناس﴾ ۲۶

"میں نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ اختیارات کے اعتبار سے تمام لوگوں میں معزز اور معذرت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ اچھا برتاؤ کرنے والے ہیں ان کی مثال اس نیک انسان کی سی ہے جو چیونٹی کی طرح غلہ جمع کرتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے ہی کامیاب انداز میں زندگی بسر کرتا ہے۔لڑائی کے وقت تمام لوگوں سے زیادہ مضبوط اور لوگوں میں تمام قریشیوں سے زیادہ محبوب اور منظورِ نظر ہے۔" الغرض سفراء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عرب معاشرے میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز تھے۔

۲۶۔ الاستیعاب ۱/۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ علم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے معلم اول تھے۔ آپ انہیں قرآن وسنت کی تعلیم اور دینی مسائل میں تفقہ کی تربیت دیتے اور زندگی کے روزمرہ مسائل کو بڑے ہی تفصیلی انداز میں سکھلاتے۔

اسلام لانے سے پہلے لوگوں میں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی تھی لیکن اسلام نے علم پر بہت زور دیا۔ قرآن کریم اور سنتِ نبویہ اس بات پر شاہد ہیں کہ عہدِ نبوی میں صحابہ کرام ؓ علم کے نعمت سے مالا مال ہوکر نہایت بلند مقام پر فائز ہوئے۔ قرآن میں بھی ارشاد ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ۲۷

''کہہ دیجئے کہ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر ہوسکتے ہیں؟''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر علم حاصل کرنے کے لیے جس طرح زور دیا۔ اس کے نتیجہ میں تھوڑے ہی عرصے میں لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد میں بڑی تیزی کی ساتھ اضافہ ہوا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کو سفیر بنا کر بادشاہوں کی طرف بھیجا وہ سب کے سب عالم وفاضل تھے۔ جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو سرزمینِ حبشہ کی طرف بھیجا اور انہوں نے نجاشی کے سامنے جس انداز میں نبی کریم ﷺ کی ترجمانی اور اسلام کا دفاع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؓ علم وفضل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

نجاشی ان کا عالمانہ خطاب سن کر رو پڑا اور اس نے برملا یہ اعتراف کیا کہ آپ ؓ جو کچھ کہتے ہیں وہ بالکل برحق ہے۔ سفیرِ رسول ﷺ حضرت عمرو بن امیہ الضمری ؓ بھی عالم وفاضل صحابہ کرم میں تھے۔ ان سے نبی کریم ﷺ کی 20 احادیث مروی ہیں۔ ۲۸ ان کے علاوہ سفیر رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم حضرت عمرو بن العاص ؓ بھی بہت بڑے عالم دین تھے۔ آپ بہت بڑے فقیہ اور مجتہد تھے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور اس کے بعد بھی بہت سے مواقع پر اجتہاد کیا۔

۲۷۔ القرآن الحکیم (الزمر) ۹:۳۹ ۲۸۔ تہذیب الاسماء واللغات ۲/۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فقیہہ ہونے اور آپ کی ذہانت وفطانت پر یہ واقعہ دلالت کرتا ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی ایک جھگڑا لے کر آئے۔ آپ نے حضرت عمرو بن العاص سے کہا کہ تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دو۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ دینے میں آپ کا زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ یہ درست ہے لیکن میں تمہیں فیصلہ کرنے کا اختیار دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کروں گا تو مجھے کیا ملے گا آپ نے فرمایا "اگر تو درست فیصلہ کر دے تو دس نیکیاں ملیں گی اور اگر اجتہاد کیا اور غلط کا ارتکاب کر بیٹھے تو پھر بھی تجھے ایک نیکی ضرور ملے گی۔[۲۹]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی علمی ذہانت وفطانت کا اعتراف کیا۔ سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ بھی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں قرات اور کتابت پر عبور حاصل ہے۔[۳۰] حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بھی بہت بڑے محدث، عالم اور فقیہہ تھے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ سفراء عالم، فاضل صحابہ کرام میں سے تھے۔ علم وعمل کے پیکر تھے۔ اسی لیے ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور میدانِ سفارت میں انہوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے۔

۲۹۔ مسند احمد بن حنبل ۴/۲۰۴ ۳۰۔ سیرۃ الحلبیہ ۲/۳۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ حسن اخلاق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سفراء اخلاقِ عالیہ سے آراستہ تھے۔ حسن اخلاق کی وہ تمام خوبیاں جو قرآن میں بیان کی گئی ہیں اور جن کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور تعلیمات میں ملتا ہے۔ وہ سب کی سب صحابہ کرام ﷺ میں پائی جاتی تھیں اور سفرائے نبوی ان قدسی نفوس صحابہ کرام میں سے تھے۔

صداقت، حسن اخلاق کی اولین علامت ہے۔ قرآن میں اس کا تذکرہ بہت سی آیات میں کیا گیا ہے۔ اہلِ ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سچ بات کہنے والوں کا ساتھ دو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ ۳۱

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہا کرو۔"

سچائی کے خوگر سفیر کے چہرے اور آواز سے ہی صداقت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سفیر کا مخاطب اثر حاصل کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شفقت، رحمت اور خیر خواہی بھی حسنِ اخلاق کی واضح علامتیں ہیں ان سے عفو اور درگذر کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح تواضع اور انکساری بھی حسن اخلاق کی علامت ہے تواضع اور انکساری سے آراستہ انسان ہمیشہ خیر و بھلائی پاتا ہے۔ تکبر و نخوت انسان کے لیے تباہی کا باعث بنتی ہے۔ متکبر انسان کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ ۳۲

"میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھرا ہوا ہی رکھوں گا جو روئے زمین پر ناحق تکبر کرتے رہتے ہیں۔"

اسی طرح سورۃ غافر میں متکبرین کی مذمت اس انداز میں کی گئی ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ ۳۳

۳۱۔ القرآن الحکیم (التوبہ) ۱۱۹:۹ ۳۲۔ القرآن الحکیم (الاعراف) ۱۴۶:۷
۳۳۔ القرآن الحکیم (المومن) ۳۵:۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسی طرح اللہ ہر مغرور و جابر کے قلب پر مہر لگا دیتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تواضع اختیار کرنے اور تکبر سے پہلو تہی کرنے کا حکم دیا اور اللہ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا:

﴿وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾ ۳۴

''اور جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلے اس کے ساتھ شفقت سے پیش آیئے۔''

جب اسلام تواضع ، انکساری اور تکبر سے بچنے کا ہر انسان کو حکم دیتا ہے تو سفیر کو تو دوسروں کی نسبت زیادہ متواضع اور منکر المزاج ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، لوگوں کے دلوں میں بھی اس انسان کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے جو تواضع اور انکساری کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ لوگ متکبر انسان کی بات کو قبول نہیں کرتے اور اس سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اگر چہ وہ سچی بات ہی کیوں نہ کہے۔

سفیر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ معاشرے کے متعدد طبقات کے ساتھ میل جول رکھے اور لوگوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرے۔ جس سفیر کے لوگوں کے ساتھ گہرے تعلقات و روابط نہ ہوں وہ سفارت کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام نہیں دے سکتا۔ اسلام اخلاق کا دین ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق کے نکتۂ عروج تک پہنچانے کے لیے دنیا میں بھیجا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾ ۳۵

''اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔''

اس کے علاوہ وفاداری، امانت، صداقت، استقامت، صلۂ رحمی، پڑوسی سے حسن سلوک، بےحیائی سے کنارہ کشی، ایثار، فقراء و مساکین کے ساتھ ہمدردی، عدل و انصاف، مہمان کا اکرام و احترام، یہ سب اخلاق عالیہ کی علامتیں ہیں۔ حقیقی مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان بردار ہوتا ہے۔ نافرمان نہیں ہوتا، صابر ہوتا ہے بے صبرا نہیں ہوتا۔ بہادر ہوتا ہے بزدل نہیں ہوتا۔ پیش قدمی کرنے والا ہوتا ہے پیٹھ پھیرنے والا نہیں ہوتا۔ ثابت قدم رہتا ہے، لڑکھڑاتا ہے نہیں ایک

۳۴۔ القرآن الحکیم (الشعراء) ۲۶:۲۱۵   ۳۵۔ القرآن الحکیم (القلم) ۶۸:۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا مجاہد ہوتا ہے جو پیچھے نہیں ہٹتا۔ وہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے مال اور جان کی سخاوت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ میدان جہاد میں حق کی سربلندی کے لیے کے لیے داخل ہوتا ہے اور موت سے نہیں ڈرتا۔ نہ ہی فقر و محتاجی سے ڈرتا ہے۔ اس کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور وہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اور حالات کا مقابلہ جواں مردی سے کرتا ہے۔ یہ تمام اوصاف اعلیٰ اخلاق کی علامت ہیں اور یہ تمام اوصاف صحابہ کرام میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ اور سفرائے کرام بھی ان اوصاف سے پیراستہ تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسن اخلاق کے پیکر تھے اور سفرائے عظام انہیں صحابہ کرام میں سے نبی کریم ﷺ نے منتخب کیے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سفرائے کرام جہاں بھی گئے انہوں نے اپنے اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے۔ سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علاء بن الحضرمی مستجاب الدعوۃ تھے۔ ۳۶؎ اور یہ بات آپ رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق کی دلیل ہے۔ حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ جن کو نبی کریم ﷺ نے شاہ بصریٰ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ آپ ابھی راستے میں ہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شرحبیل بن عمرو الغسانی ملا اور پوچھا کہ "کہاں کا ارادہ ہے؟"

آپ نے جواب دیا: "شام" اس نے پوچھا "شاید تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سفیر ہو؟" آپ نے جواب دیا "ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر ہوں۔"

تو یہ سن کر اس نے آپ کو باندھ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دی۔ ۳۷؎ اس طرح حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان تو قربان کر دی لیکن سچائی کو نہ چھوڑا۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے بہت پسند کرتے تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ماحجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منذ اسلمت، ولا رانی الا تبسم۔﴾ ۳۸؎

"جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے

۳۶۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۳۴۲ ۳۷۔ اسد الغابہ ۱/۳۴۲۔ کتاب المغازی ۲/۷۵۵

۳۸۔ الاصابہ ۱/۲۳۲۔ تہذیب التہذیب ۲/۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا مسکرا پڑے۔"

ایک دفعہ تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر بھی آپ رضی اللہ عنہ کے لیے بچھادی اور فرمایا:

﴿اذا جاء کم کریم قوم فاکرموہ﴾ ۳۹

"جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز فرد آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔"

ایک موقع پر امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو کہا:

﴿مازلت سیداً فی الجاھلیة والاسلام﴾ ۴۰

"آپ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں ہمیشہ سرداری کی حیثیت سے رہے ہیں۔"

اور آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

﴿جریر منا اھل البیت﴾ ۴۱

"جریر ہم میں سے ہے اور ہمارے اہل بیت کا ایک فرد ہے۔"

چنانچہ یہ تمام اقوال سفیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے اخلاق عالیہ پر دلالت کرتے ہیں۔ سفیرِ رسول ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی بہت با اخلاق انسان تھے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب آپ دشمنوں کے نرغے میں آئے تو آپ نے اس وقت بھی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا اور ان سے ترش روئی سے پیش نہ آئے۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سفرائے عظام حسن اخلاق کے پیکر تھے۔

۳۹۔ البدایہ النھایہ ۵۶/۸ ۴۰۔ الاستیعاب ۲۳۲/۱ ۴۱۔ الاصابۃ ۲۳۲/۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶ صبر وتحمل

ایک کامیاب سفیر کے لیے صبر وتحمل سے آراستہ ہونا بھی از بس ضروری ہے۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جس کو نصف ایمان بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں صبر کا تذکرہ تقریباً اسی (۸۰) مقامات پر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ۴۲

''نماز اور صبر سے مدد مانگو۔''

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ بے صبری سے اس انداز میں منع کرتے ہیں۔

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ، وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ﴾ ۴۳

''آپ صبر کیجئے جیسا کہ ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے حق میں جلدی نہ کیجئے۔''

صابرین سے محبت کا قرآن پاک میں یہ انداز نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ﴾ ۴۴

''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اللہ رب العزت صبر کرنیوالوں کو خوشخبری اس انداز میں سناتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ۴۵

''ثابت قدم رہنے والوں کو بے حساب اجر ملے گا۔''

یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صبر اللہ کے نزدیک ایک نہایت پسندیدہ فعل ہے۔ صبر ایک ایسا بنیادی وصف ہے۔ جس کے ذریعے انسان کامیابی کی منزلیں طے کرتا ہے اور صبرِ جمیل حسن اخلاق ہی کی ایک علامت ہے۔ اور ایک کامیاب سفیر کے لیے صابر وشاکر ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ سفارت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے بہت سے کٹھن مراحل آتے ہیں جہاں صبرِ جمیل کا سہارا لے کر ہی کامیابی کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔ مصائب و مشکلات میں ہمیشہ صبرِ جمیل سے آراستہ لوگ ہی اپنا دامن بچا کر منزلِ مقصود کی طرف گامزن رہ

۴۲۔ القرآن الحکیم (البقرہ) ۲:۴۵ ۴۳۔ القرآن الحکیم (الاحقاف) ۴۶:۳۵
۴۴۔ القرآن الحکیم (آل عمران) ۳:۱۴۶ ۴۵۔ القرآن الحکیم (الزمر) ۳۹:۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سفراء کرام صبرِ جمیل کے وصف سے آراستہ تھے۔ جس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چودہ سال کا عرصہ انتہائی صبر و شکر کے ساتھ دوسرے ملک میں گزارا۔ اس دوران قریش مکہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ واپس آ جائیں اور اس کے لیے ہر حربہ استعمال کیا تاکہ جب وہ واپس آ جائیں تو انہیں دردناک سزا سے دوچار کیا جائے۔ لیکن انہوں نے بڑے حوصلے، جوانمردی اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے طویل عرصے تک حالات کا مقابلہ کیا اور اپنے مشن میں کامیاب رہے اور بالآخر اپنے مہاجر ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اسی طرح حضرت دِحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے شاہِ روم ہرقل کو نبی ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچانے کے لیے انتہائی کٹھن مراحل کا سامنا انتہائی صبر و تحمل سے کیا اور بالآخر اپنے مشن میں کامیابی حاصل کی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ نے شاہِ ایران پرویز بن ہرمز کو نبی کریم ﷺ کا مکتوبِ گرامی دینے کے لیے انتہائی مشکل حالات کا سامنا کیا لیکن آپ بھی صبرِ جمیل اور پیہم کوشش کرتے ہوئے اپنے مشن میں کامیاب ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نہایت صابر انسان تھے۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ ایک معرکے میں رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کو شاہِ روم کے سامنے پیش کیا گیا تو شاہِ روم نے انہیں کہا کہ اگر تم نصرانیت قبول کر لو تو میں تمہیں شریکِ اقتدار کر لوں گا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم سے آپ رضی اللہ عنہ کو تختہ دار پر لایا گیا اور آپ کے گرد و نواح میں تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ کی گئی لیکن آپ نہیں گھبرائے۔ تختہ دار سے اتارا گیا تو شاہِ روم نے حکم دیا کہ ایک دیگ میں پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلائی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر جب پانی ابلنے لگا تو اس کے حکم سے ایک قیدی کو پکڑ کر اس کھولتے ہوئے پانی میں پھینکا گیا۔ جس کے پانی میں گرتے ہی اس کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ اس کے بعد پھر شاہِ روم نے آپ رضی اللہ عنہ کو نصرانیت قبول کرنے کی پیش کش کی تو آپ نے سختی سے انکار کر دیا تو شاہ نے آپ کو بھی اس دیگ میں پھینکنے کا حکم دیا۔ جب بادشاہ کے ہرکارے آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ یہ دیکھ کر شاہِ روم نے آپ رضی اللہ عنہ کو واپس لانے کا حکم دیا اور پھر کہا کہ ابھی موقع ہے۔ اگر تم عیسائیت قبول کر لو گے تو تمہیں انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ شاہِ روم نے پوچھا کہ تم روئے کیوں تھے؟ اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن حذافہ نے جواب دیا کہ میں اپنی موت سے گھبرا کر نہیں رویا۔ مجھے تو رونا اس بات پر آیا کہ اس موقع پر میری ایک ہی جان ہے۔ کاش کہ میری اتنی جانیں ہوتیں جتنے میرے جسم پر بال ہیں تو وہ میں سب کی سب اس راہ میں قربان کر دیتا۔ شاہِ روم نے کہا کہ اگر تم نصرانیت قبول کر لو تو میں تمہیں اپنا داماد بنالوں گا اور آدھی سلطنت تمہارے اختیار میں دے دوں گا۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں ایسا کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ تو اس نے کہا کہ اگر تم میرے سر کو چوم لو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا اور تمہارے ساتھ جو اسی مسلمان گرفتار ہیں ان کو بھی آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے شاہِ روم کا سر پکڑ کر چوم لیا۔ تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب آزاد ہو کر امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی داستان سن کر خوشی سے آگے بڑھے اور آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ ۴۶

اس واقعے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ نہایت صابر انسان تھے اور آپ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل مواقع پر بھی انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھی اسکندریہ کے سفر میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مقوقس تک پہنچانے میں نہایت صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا۔ اور آپ ہر قدم پر ثابت رہے۔ اسی طرح حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر الغسانی سے ملاقات کے لیے اس کے محل کے دروازے پر ایک طویل عرصے تک صبر و تحمل سے انتظار کرنا پڑا۔ ۴۷

سفیرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے متعدد مقامات پر صبر و تحمل کے ذریعے بڑی کامیابی حاصل کی۔ سفیرِ رسول حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی صبر و تحمل کا پیکر تھے۔ مصائب و آلام کو نہایت صبر کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا وہ آپ اپنی نظیر ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام اور ہزاروں معاون و انصار سرفروشی کے لیے تیار تھے۔ مگر اس ایوبِ وقت نے خونریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا آخری منظر دکھا کر ہمیشہ کے لیے دنیا سے روپوش ہو گئے۔

ان کے علاوہ حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ، حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ، حضرت مہاجر بن ابی امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ۔ غرضیکہ تمام سفرائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ سفارت اور جہاد میں قابلِ رشک صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابیاں حاصل کیں۔

۴۶۔ اسد الغابۃ، ۳/۱۴۳

۴۷۔ طبقات ابن سعد، ۳:۹۴۔۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ شجاعت

شجاعت اور بہادری صرف مجاہدین کے لیے ہی ضروری نہیں بلکہ زمانہ امن میں ہر انسان کے لیے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔شجاعت کے بغیر انسان زندگی کو کامیابی کے ساتھ گزارنے میں ناکام رہتا ہے۔

جس طرح ایک مجاہد کے لے شجاعت کا ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر میدان جہاد میں کامیابی کے جھنڈے نہیں گاڑے جاسکتے۔اسی طرح عام زندگی میں بھی مصائب ومشکلات اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے شجاعت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ سفرائے کرام شجاعت و بہادری میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔انہوں نے سفارت کے فرائض بڑی بہادری اور جوانمردی سے سرانجام دیے۔جو سفیر جس بادشاہ یا سربراہ کی طرف گیا اس نے بغیر کسی جھجک ،گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ کے پوری جرأت و شجاعت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اس تک پہنچایا۔اور ہر طرح کے خوف سے بالا تر ہوکر اپنی ذمہ داری پوری کی۔

جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں اس وقت جرأت و شجاعت کے ساتھ اسلام کا تعارف پیش کیا جب قریش مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے نجاشی کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کا سہارا لیتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نجاشی کو براشیختہ کر کے نو آموزانِ اسلام مہاجرین کو حبشہ سے نکلوانے کی بھرپور کوشش کی۔لیکن حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جرات مندانہ اندازِ گفتگو سے نجاشی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے مہاجر ساتھی 14 سال تک مسلسل حبشہ میں رہے اور جب یہ حبشہ سے مدینہ منورہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی جرات وشجاعت کو دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں شریک ہونے والے لشکرِ اسلام کی قیادت کا فیصلہ کرتے ہوئے زید بن حارثہ کو لشکرِ اسلام کا قائد نامزد کیا۔آپ نے اس تاریخی موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

﴿امیر الناس زید ابن حارثه فان قتل فجعفر بن ابی طالب، فان قتل فعبد الله بن رواحة ، فان قتل فلیرتضن المسلمون رجلا فیجعلوه علیهم﴾[۴۸]

۴۸۔ طبقات ابن سعد،۴: ۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں کے امیر حضرت زید بن حارثہ ﷺ ہوں گے اور اگر وہ قتل کر دیے جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب اور اگر وہ قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن روحہ امیر لشکر ہوں گے اور اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے جسے چاہیں امیر بنالیں۔"

اس جنگ میں حضرت زید بن حارثہ ﷺ کی شہادت کے بعد جب لشکرِ اسلام کی قیادت حضرت جعفر بن ابی طالب نے سنبھالی تو آپ اپنے گھوڑے سے اتر آئے اور اس کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اور جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاپیادہ دشمنوں کی صف میں گھس گئے۔ کئی دشمنوں کو تہ تیغ کیا۔ بالآ خر داد شجاعت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے اور آپ ﷺ کے جسم پر ۹۰ سے زاید زخم آئے۔۴۹ یہ تاریخ اسلام کا پہلا موقع ہے کسی مجاہد نے اپنے گھوڑے کی ٹانگیں اپنے ہاتھوں سے کاٹ دیں اور اس کو گہرے زخم لگائے تا کہ مدِ مقابل دشمن ان کی سواری سے فائدہ نہ اٹھا سکیں اور آپ ﷺ کا یہ انداز جرات و شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن امیہ الضمری میں مثالی نوعیت کی جرأت و شجاعت پائی جاتی تھی۔ جب مشرکینِ قریش نے حضرت خبیب بن عدی ﷺ کو مکہ مظمہ میں تختۂ دار پر چڑھا دیا اور آپ ﷺ جام شہادت نوش کر گئے تو آپ کا جسمِ اطہر لانے کا فریضہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ الضمیری ﷺ کو سونپا۔ آپ اپنی راویتی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور بغیر کسی ڈر اور جھجک کے حضرت خبیب بن عدی کی لاش کو اٹھا کر چل پڑے قریش مکہ میں سے دو افراد نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو حضرت عمرو بن امیہ نے ایک کو تہہ تیغ کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ میں لے آئے تو نبی کریم ﷺ نے اور خوشی کا اظہار فرمایا ورد یگر صحابہ کرام ﷺ بھی ان کے اس جرات مندانہ اقدام کے بارے میں سن کر انگشت بدنداں رہ گئے۔

۵۰ سفیر رسول ﷺ حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی ﷺ جنگِ یرموک میں لشکر کے ایک دستے کے قائد تھے اور آپ کو یہ فریضہ حضرت خالد بن ولید ﷺ نے آپ کی جرأت اور شجاعت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سونپا تھا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی ﷺ صبر و تحمل کے ساتھ ساتھ جرأت و شجاعت کے بھی پیکر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مواقع پر آپ کو لشکر کی قیادت کا فریضہ سونپا

۴۹۔ طبقات ابن سعد ۴۰٬۳۸٬۳۹ ۵۰۔ طبقات ابن سعد ۲/۹۳-۹۴۔ عیون الاثر ۲/۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔۵۱ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر نہایت جرات کا مظاہرہ کیا۔ اس کے علاوہ غزوۂ احد میں بھی آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ آپ بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ آپ نے اپنی تیراندازی سے بہت سے مشرکین کو ڈھیر کیا۔۵۲ حضرت شجاع بن وہب الاسدی نے بھی غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں جرات و شجاعت کے جوہر دکھلائے۔ نبی کریم ﷺ نے بیشتر مواقع پر آپ کو لشکر کی قیادت کا فریضہ سونپا۔ آپ ۱۱ ہجری کو جنگ یمامہ میں داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔۵۳

حضرت مہاجر بن ابی امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ نے یمن میں پائے جانے والے مرتدین کے خلاف انتہائی جرات و شجاعت، بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابیاں حاصل کیں۔ اور آپ کی کوششوں سے بہت سے مرتدین از سرِ نو اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سفیر اور جرنیل صحابہ میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یمن میں مرتدین کے خلاف بڑے کارنامے سرانجام دیے اور جس سے انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آنے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ آپ نے عراق، شام اور یرموک کی جنگوں میں بھی جواں مردی کی داستانیں رقم کیں اور اسی بہادری اور جنگی تجربات کی بنا پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کو بیشتر مواقع پر قیادت کے فرائض سونپے۔

حضرت عثمان بن عفان بھی نہایت بہادر صحابی تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے آپ کو سفارت کے لیے قریش مکہ کے پاس بھیجا تو آپ نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مکہ روانہ ہو گئے۔ الغرض نبی کریم ﷺ کے تمام سفراء شجاعت و بہادری سے بدرجہ اتم آراستہ و پیراستہ تھے۔

www.KitaboSunnat.com

۵۱۔ اسد الغابۃ، ۳/۱۴۳ ۵۲۔ طبقات ابن سعد، ۳/۱۱۴ ۵۳۔ طبقات ابن سعد، ۹۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ حکمت ودانائی

چیزوں کی فضیلت اور افضل مقام کو پہچاننے کا نام حکمت ہے۔حکمت کا علم سمجھداری کا علم ہے۔جیسا کہ قرآن عزیز میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ ۵۴ ''اور ہم نے لقمان کو حکمت دی۔''

حکیمانہ کلام ایک ایسا کلام ہوتا ہے جو الفاظ کی قلت اور معانی ومفہوم کی وسعت پر مشتمل ہوتا ہے۔حکمت کا لفظ قرآن میں تقریباً ۲۰ آیات میں استعمال ہوا ہے۔حکمت علم'عدل اور حسن تدبیر کا نام ہے۔

نبی کریم ﷺ کے تمام سفراء حکمت ودانائی سے آراستہ تھے۔کیونکہ سفیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ عاقل ودانش مند'ذہین وفطین'زود فہم' تجربہ کار'سلیم الفطرت'سلیم المنطق ہو اور حکمت ودانائی سے بات کرے۔اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔چنانچہ تمام سفرائے رسول ﷺ نے سفارت کے فرائض نہایت حکمت ودانائی سے ادا کیے۔جس طرح کہ سفیرِ رسول حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں مشرکینِ مکہ کے سفیر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حیلہ سازی کا دفاع نہایت حکمت ودانائی سے کیا۔جس سے حبشہ کا حکمران نجاشی اور اس کے حاشیہ نشین متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔۵۵

اسی طرح جب حاکم مصر مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا جو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسے ملا تھا۔تو مقوقس نے سفیرِ رسول ﷺ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

﴿مامنعه ان كان نبيا ان يدعوا الى فيسلط علىّ۔؟﴾

''اگر وہ واقعی نبی ہیں تو ان کو کس چیز نے روکا ہے کہ مخالفین کے لیے بددعا کریں اور ان پر غالب آ جائیں۔''

یہ سن کر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے حکمت ودانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مامنع عيسى بن مريم 'ان يدعوا على من ابى عليه؟﴾

۵۴۔ القرآن الحکیم (لقمان) ۳۱:۱۲ ۵۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱/۳۵۸۔۳۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عیسیٰ بن مریم کو کس چیز نے روکا کہ ان لوگوں کے خلاف بددعا کریں جنہوں نے ان کا انکار کیا۔''

مقوقس سفیر رسول ﷺ کا یہ برجستہ اور حکیمانہ جواب سن کر انگشت بدنداں رہ گیا۔۵۶

''تہذیب الاسماء واللغات'' میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

﴿اخبرنی عن صاحبک' الیس ھو نبیاً﴾

''مجھے اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ کہ کیا وہ نبی نہیں ہیں۔''

تو حضرت حاطب نے فرمایا۔

''بلیٰ'' کیوں نہیں

تو مقوقس نے پوچھا۔

﴿فماله یدع علی قومه' حیث اخرجوہ من بلدته﴾

''تو انہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کیوں نہ کی جب ان کی قوم نے ان کو شہر سے نکال دیا تھا۔''

یہ سن کر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

﴿فعیسی بن مریم حین اراد قومه صلبه' لم یدع علیھم حتی رفعه الله﴾

''جب عیسیٰ بن مریم کو ان کی قوم نے سولی پر لٹکانے کا فیصلہ کیا تھا تو انہوں نے اس کے خلاف دعا کیوں نہ کی یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔''

یہ جواب سن کر مقوقس بولا!

﴿احسنت' انت حکیمٌ' جئت من حکیم﴾

''بہت خوب' تم خود بھی دانا ہو اور ایک دانا انسان کی طرف سے میرے پاس آئے ہو۔''۵۷

سفیر رسول ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی بہت حکیم و دانا انسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اکثر باتیں حکمت و دانائی سے پر ہوتی تھیں آپ رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

۵۶۔ فتوح مصر والمغرب۔۶۵ ۵۷۔ تہذیب الاسماء واللغات۔۱/۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اعمل لدنیاک کانک تعیش ابدًا' واعمل لآخرتک کانک تموت غدًا۔﴾ ۵۸

''اپنی دنیا کے لیے اس طرح کام کرو جیسے تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور آخرت کے لیے اس طرح کام کرو گویا کہ تم کل مر جاؤ گے۔''

امیر معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے ایک روز پوچھا۔

﴿مابلغ من عقلک۔؟﴾ ''تم اپنی عقل سے کس مقام پر پہنچے ہو۔''

تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا۔

﴿مادخلت فی شیءٍ قط فکرھتہ الاخرجت منہ﴾

''میں جب بھی کسی ناگوار صورتِ حال سے دوچار ہوا تو میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ (یعنی میں کسی مہم میں داخل ہونے سے پہلے اس سے نکلنے کا راستہ دیکھ لیتا ہوں۔)'' ۵۹

چنانچہ آپؓ کے یہ اقوال آپؓ کی حکمت و دانائی پر دلالت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام سفرائے کرام نے عقل و دانش اور حکمت و دانائی کے ساتھ سفارت کے فرائض انتہائی کامیابی سے ادا کیے۔ تمام سفراء چوں کہ اسلام کے داعی اور مبلغ تھے تو انہوں نے دعوت و تبلیغ اور سفارت کے فرائض قرآن حکیم کے اس حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے سرانجام دیے۔

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ ۶۰

''اور بلاؤ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت سے' اچھی نصیحت سے اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقہ سے بحث کرو۔ بے شک تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔''

الغرض نبی کریم ﷺ کے تمام سفراء حکمت اور دانائی سے آراستہ تھے اس لیے انہوں نے سفارت کا فریضہ نہایت کامیابی سے سرانجام دیا۔

۵۸۔ العقد الفرید' ۶/۲۰۴ ۵۹۔ العقد الفرید' ۲/۲۴۲ ۶۰۔ القرآن الحکیم (النحل) ۱۶:۱۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ منصوبہ سازی

کامیابی کے ساتھ سفارت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے سفیر کو حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فوری طور پر منصوبہ سازی کی صلاحیت سے آراستہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ منصوبہ سازی کی بنیاد در حقیقت عقل و دانش پر ہوتی ہے۔ ذہین و فطین انسان ہی ماحول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کامیابی کی راہیں ڈھونڈنے کے لیے منصوبہ سازی کرسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے تمام سفراء بڑے ذہین و فطین اور عقل و دانش سے پوری طرح آراستہ تھے اور منصوبہ سازی میں بے مثال تھے۔

نبی کریم ﷺ کے تمام سفرائے کرام میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ منصوبہ سازی کے حوالے سے زیادہ نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ انہوں نے بیشتر مقامات پر حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے۔ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں فلسطین میں مسلمانوں کے قائد تھے۔ اور اسلامی لشکر کا مقابلہ رومی فوج سے تھا جس کا قائد ''ارطبون'' تھا۔ ایک دن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ رومی لشکر کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جائیں۔ تو یہ بھیس بدل کر رومی قائد ارطبون کے پاس پہنچ گئے۔

اور اس سے ملاقات کے دوران خود کو لشکرِ اسلام کے امیر کا نمائندہ ظاہر کیا۔ دورانِ گفتگو رومی قائد ارطبون کو یہ احساس ہوا کہ یہ تو لشکرِ اسلام کا قائد اور امیر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنی دانش مندی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے رومی قائد ارطبون کو جل دینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور رومی لشکر کی صورتِ حال کا بچشمِ خود مشاہدہ کرتے ہوئے بسلامت واپس لوٹ آنے میں کامیاب ہوئے۔ جب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔

اور جب رومی قائد ارطبون کو یہ پتہ چلا کہ مجھ سے ملاقات کر کے جانے والا واقعی لشکرِ اسلام کا قائد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھا تو اس نے اس موقع پر برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس دور کا بہت بڑا زیرک اور منصوبہ ساز قائد ہے۔ [۶۱] جب حضرت عمرو بن العاص

۶۱۔ الکامل فی التاریخ، ۲/ ۴۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ؓ نے فلسطین کے مشہور ومعروف شہر ''قیساریہ''٦٢' کو فتح کیا تو اس وقت آپ ؓ نے فلسطین کے شہر ''غزہ''٦٣' میں پڑاؤ کیا۔ غزہ کے سردار نے آپ ؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے پاس اپنی طرف سے کسی آدمی کو نمائندہ بنا کر بھیجیں تا کہ میں اس سے تبادلۂ خیال کروں۔ حضرت عمر بن العاص ؓ نے اس معاملے میں بہت غور وفکر کیا اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ اس نازک ترین موقع پر نمائندگی کا حق ادا کرنے کے لئے مجھے ہی جانا ہوگا۔ لہٰذا آپ ؓ خود ہی سردار کے پاس پہنچ گئے۔ اس سے گفتگو کی اور اس کی باتیں سنیں اور وہ گفتگو میں بڑا ہوشیار اور ماہر دکھائی دیا۔

فلسطین کے سردار نے حضرت عمرو بن العاص ؓ سے پوچھا۔

﴿حدثنی 'هل فی اصحابک احد مثلک.؟﴾

''مجھے بتاؤ کہ کیا تمہارے ساتھیوں میں کوئی تم جیسا (ذہین وفطین) شخص موجود ہے؟''

تو حضرت عمرو بن العاص ؓ نے جواب دیا۔

﴿لاتسالوا عن هذا 'انی هین علیهم اذا بعثوا بی الیک 'وعرضونی لما عرضونی له' ولایدرون ماتصنع بی﴾

''اس بارے میں کچھ نہ پوچھئے۔ میں تو اپنے ساتھیوں میں سب سے ادنٰی انسان ہوں اسی لئے انہوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ آپ میرے ساتھ کیا سلوک کرو۔''

یہ سن کر اس سردار نے حضرت عمرو بن العاص ؓ کو بہت سے قیمتی تحائف دیئے اور فاخرانہ لباس پیش کیا۔ اور ساتھ ہی دروازے پر پہرے دار کو یہ پیغام بھجوادیا کہ جب مسلمانوں کا یہ نمائندہ قلعے کے دروازے سے گزرنے لگے تو تلوار سے اس کی گردن اڑادینا۔٦٤

حضرت عمرو بن العاص ؓ اس سردار کے پاس سے اٹھے اور باہر چل پڑے تو راستے میں غسان کا ایک عیسائی ملا۔ اس نے آپ ؓ سے کہا کہ:

﴿یاعمرو! قد احسنت الدخول 'فاحسن الخروج﴾

''اے عمرو ؓ! جس حسن وخوبی سے اندر تشریف لائے ہیں اسی حسن وخوبی اور احتیاط سے باہر نکلنا۔''

٦٢۔ معجم البلدان ۴/۴۲۱-۴۲۲ ٦٣۔ معجم البلدان ۴/۲۰۲-۲۰۳ ٦٤۔ العقد الفرید ۱/۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے اندازِ گفتگو سے پہچان گئے کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔تو وہیں سے واپس فلسطین کے سردار کے پاس دوبارہ آئے۔اس نے پوچھا خیر تو ہے؟ واپس کیوں لوٹ آئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جناب آپ نے مجھے جو تحائف عنایت کیے ہیں یہ تو میرے لیے کافی نہیں ہوں گے کیونکہ میرے چچازاد بھائی جو کہ میرے دست و بازو ہیں وہ بھی مجھ سے مطالبہ کریں گے۔

وہ تقریباً دس افراد ہیں۔جو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں۔وہ میرے معاون ہیں اور میرے لئے حفاظتی امور کی انجام دہی میں ان کی بڑی اہم اور نمایاں خدمات ہیں۔میری رائے یہ ہے کہ آپ اگر اجازت دیں تو میں ان دس افراد کو آپ کے پاس لے آؤں۔آپ قیمتی تحائف دے کر انہیں بھی شکریہ کا موقع دیں۔ایک آدمی کو احسان مند کرنے کی بجائے اگر آپ دس آدمیوں کو تحائف دے کر اپنا گرویدہ بنالیں گے۔تو یہ آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنتے ہی اس سردار نے خوشی کا اظہار کیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کی کیونکہ یہ تجویز سن کر اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم ایک کی بجائے دس افراد کو بڑی آسانی سے تہِ تیغ کردیں گے۔اور اس سے ہمارے مدمقابل دشمن کی کمر ٹوٹ جائے گی۔لہٰذا اس نے دروازے پر متعین پہرے دار کو یہ پیغام بھیج دیا کہ مسلمانوں کے نمائندے کو دروازے پر کچھ نہ کہا جائے بلکہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اسے الوداع کیا جائے۔اس طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دشمن کے نرغے سے امن و سلامتی کے ساتھ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ [۶۵]

غرضیکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سفارت کے فرائض سونپے ان میں دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ منصوبہ سازی کے وصف کو بطورِ خاص پیش نظر رکھا۔اور یہ وصف تمام سفرائے کرام میں بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا۔اور مشکل مقامات سے آسانی کے ساتھ گزر جانے کی وہ بھرپور صلاحیت رکھتے تھے۔

۶۵۔ العقد الفرید ۱/ ۱۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ شخصی وجاہت

نبی کریم ﷺ نے سفارت کے لیے جن صحابہ کا انتخاب کیا۔ان میں دیگر خوبیوں کے علاوہ آپ ﷺ نے انتخاب کرتے وقت شخصی وجاہت کو بھی پیش نظر رکھا۔اگر چہ اسلام میں ظاہری خوب صورتی کو کسی کے فضل وشرف کے لیے کوئی بنیادی اہمیت نہیں دی گئی کیونکہ دینِ اسلام میں کسی شخص کے کمال کو جانچنے کے لیے ہمیشہ اس شخص میں پائے جانے والے جوہر کو دیکھا جاتا تھا۔ ظاہری خوبصورتی کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی اور اسلام میں گورے اور کالے میں کوئی تمیز نہیں برتی جاتی۔جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ﴾ ۶۶

"تم میں اللہ کے نزدیک معزز وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

﴿کلکم بنو آدم و آدم خلق من تراب﴾ ۶۷

"تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

﴿ان اللہ تعالی لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن انما ینظر الی قلوبکم واعمالکم.﴾ ۶۸

"اللہ تمہاری صورتوں اور دولت کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔"

اس لئے جہاں تک عام مسلمانوں کا تعلق ہے تو اسلام میں انہیں برابری کی سطح پر دیکھا جاتا ہے۔تمام کے حقوق یکساں تصور کئے جاتے ہیں۔تمام مسلمان آپس میں اخوت کے رشتے میں منسلک ہیں۔اس لحاظ سے تمام کو مساوی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔لیکن جہاں تک انتظامی

۶۶۔ العقد الفرید ۱/۱۲۴

۶۷۔ المناوی فیض القدیر مختصر شرح الجامع الصغیر (جلال الدین السیوطی) دار احیاء الکتب العربیہ' عیسی البابی الحلبیہ و شرکاہ۔ ۲/۱۵۸

۶۸۔ فیض القدیر مختصر شرح الجامع الصغیر ۱/۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امور کا تعلق ہے تو اس اعتبار سے ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق فرائض سونپے جاتے ہیں۔ اندرونی وظاہری صلاحیتوں کے اعتبار سے ہر انسان دوسرے سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام میں سے سفراء کا انتخاب کرتے ہوئے جہاں جوہرِ قابل کو پیش نظر رکھا وہاں ظاہری شکل وصورت اور شخصیت کو بھی آپ ﷺ نے خصوصی ترجیح دی۔ کیونکہ مدِ مقابل پر سب سے پہلا اثر ظاہری شکل وصورت کا پڑتا ہے۔

سفیرِ رسول ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب نہایت حسین وجمیل انسان تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک دفعہ یہ ارشاد فرمایا تھا۔

﴿اشبهت خَلقي و خُلُقِي﴾ ۶۹

''تم عبادات اور شکل وصورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو''

حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس ؓ ان کی شہادت کے بعد تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

﴿ما رایت شابًا من العرب کان خیرًا من جعفر۔﴾ ۷۰

''کہ میں نے عرب میں جعفر سے بہتر کوئی نوجوان نہیں دیکھا۔''

حضرت دحیة بن خلیفة الکلبی ؓ نہایت خوبصورت انسان تھے۔ تمام صحابہ کرام ؓ میں سے ان کا چہرہ ایسا خوبصورت تھا کہ نگاہوں کو خیرہ کئے دیتا اور حسن وجمال میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

تہذیب الاسماء واللغات میں ان کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

﴿کان دحیة بن خلیفة الکلبی جمیلًا من اجمل الناس۔﴾ ۷۱

''دحیۃ بن خلیفہ الکلبی لوگوں میں سب سے خوبصورت انسان تھے۔

تہذیب التھذیب میں ان کے بارے میں یہ مذکور ہے:

﴿و کان اجمل الناس وجھاً.﴾ ۷۲

۶۹۔ طبقات ابن سعد ۴/۳۶
۷۰۔ طبقات ابن سعد ۴/۴۱
۷۱۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ ۱/۱۸۵
۷۲۔ تہذیب التہذیب ۳/۲۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وپیراستہ تھیں ۔حضرت جریر بن عبداللہ البجلی ﷺ بھی نہایت حسین وجمیل تھے ۔ایک دفعہ جب آپ ﷺ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی فرمایا۔

﴿وان علی وجهه مسحة ملک﴾ ۷۷

''بے شک ان کے چہرے پر فرشتوں کا سایہ ہے۔''

حضرت عمر بن الخطاب نے آپ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا:

﴿جریر یوسف هذه الامة﴾ ۷۸

''جریر اس امت کے یوسف ہیں۔''

آپ ﷺ کے دراز قد کے بارے میں تہذیب الاسماء واللغات میں اس طرح مذکور ہے:

﴿وکان طویل القامة یصل الی سنام البعیر.﴾ ۷۹

''حضرت جریر ﷺ اس قدر دراز قد تھے کہ ان کا سر اونٹ کی کوہان کے برابر ہوتا تھا۔''

سفیرِ رسول ﷺ حضرت عثمان بن عفان ﷺ بھی نہایت حسین وجمیل انسان تھے۔اور آپ ﷺ ایک بارعب شخصیت کے مالک تھے۔انسان کی شخصی وجاہت دیکھنے والے پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اس لئے رسول اکرم ﷺ نے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سفارت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے منتخب کیا تو ان کی ظاہری شکل وصورت' حسن وجمال' رعب ودبدبہ اور قد کاٹھ کو پیشِ نظر رکھا۔اس طرح سفرائے عظام دیگران گنت خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی نہایت حسین وجمیل دکھائی دیتے تھے۔

۷۷۔ الاصابۃ ۱/۲۳۲ ۷۸۔ البدایہ والنہایۃ ۸/۵۵ ۷۹۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر ۶

اثرات ونتائج

- دینی اثرات
- معاشرتی اثرات
- سیاسی اثرات
- معاشی اثرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثرات ونتائج

عہدِ نبوی میں سفارتی ذرائع سے مختلف ممالک کے حکمرانوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے اوران میں دعوتِ دین اوراشاعت حق کے لئے کام کرنے کے بہت سے دوررس نتائج برآمد ہوئے۔سب سے زیادہ اہم فائدہ تو یہی ہوا کہ بہت سے حکمرانوں' قبائل کے سرداروں اورسیاسی راہ نماؤں نے اسلام قبول کرلیا۔اوردعوتِ دین کے کام میں خودبھی شریک ہوگئے۔معاشرہ کے ان اثرورسوخ والے طبقات کے اسلام قبول کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی رعایا اوران کے زیراثر لوگ بھی دلچسپی اورجستجو کے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔اور بہت تھوڑے عرصے میں یہ لوگ بھی دائرہٴ اسلام میں داخل ہوگئے۔

بعض حکمرانوں نے اگرچہ اسلام قبول تونہیں کیا لیکن ذہنی طور پر یہ بات ماننے پر مجبور ہوگئے کہ اسلام حق وصداقت کا دین ہے۔اور محمد ﷺ دعوتِ دین کا کام مخلصانہ طور پر اسلام کی حقانیت کی بناپر کررہے ہیں۔ملکوں اورعلاقوں پر قبضہ کرنا یا اپنی مملکت کی سرحدوں کووسیع کرنا ان کا مقصد نہیں۔اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اسلام قبول کرنے والے حکمرانوں یا قبائلی سرداروں کو حکومت وقیادت سے برطرف نہیں کیا کرتے تھے بلکہ انہی لوگوں کو برقراررکھتے تھے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے بے مثال عزم واستقامت نے ان حکمرانوں کو یہ سوچنے پر بھی مجبور کردیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ آج جس اعتماد ویقین کے ساتھ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں' مستقبل میں یہ دین ضرور کامیاب اورغالب ہوگا۔انہی وجوہات کی بناپر بہت سے حکمرانوں نے رسول اکرم ﷺ کے ان سفراء کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا' انہوں نے ان سفیروں کو تحفے پیش کیے اوررسول اللہ ﷺ کوبھی تحائف بھیجے تاکہ دوستانہ تعلقات قائم کرسکیں۔

شاہِ فارس کسریٰ اور کچھ دوسرے حکمرانوں نے سفراء الرسول ﷺ سے اچھا سلوک نہیں کیا اوررسول ﷺ کے مکتوبِ گرامی کے جواب میں سخت ردعمل کا مظاہرہ کیا۔کیونکہ انہیں اپنی طاقت اورحکومت کا گھمنڈ تھا لیکن جلد ہی چشمِ فلک نے ان کی اس طاقت اورحکومت کا شیرازہ بکھرتا ہوادیکھا۔

ان سفارتی سرگرمیوں کا جوفوری فائدہ ملاوہ یہ تھا کہ ان حکمرانوں کے جوابات اوران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ردِعمل نے ان کے مقاصد اور سیاسی رجحانات کو واضح کر دیا۔ جس کی روشنی میں مملکتِ اسلامیہ کے لیے ان کے ساتھ مستقبل کی پالیسی مرتب کرنا اور ان کے ساتھ آئندہ تعلقات کی نوعیت متعین کرنا آسان ہو گیا۔

اس کے علاوہ بھی سفراء کی ان دعوتی سرگرمیوں کے بہت سے اثرات و نتائج وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آئے جو کہ درج ذیل ہیں:

- دینی اثرات
- معاشرتی اثرات
- سیاسی اثرات
- معاشی اثرات

۱ دینی اثرات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو دعوتِ اسلام کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اس حکم کی فوری تعمیل کی اور اس دعوت کا آغاز اپنے اہلِ خانہ سے کیا۔ پھر خاندان والوں کو اور اس کے بعد اہلِ مکہ کو اسلام کی دعوت پیش کی اور اس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں جن کا آپ ﷺ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آپ ﷺ کا اولین مقصد دعوتِ اسلام کو اطراف و اکناف عالم تک پہنچانا تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے آپ ﷺ نے اذن الٰہی سے اپنے ارد گرد کی ریاستوں کے امراء و سلاطین کو اسلام کی دعوت پہنچانے کا آغاز کیا۔ اور اس عالمی دعوت کے سلسلے کا آغاز آپ ﷺ نے ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد کیا۔ اور اپنے سفراء کو خطوط دے کر ان امراء و سلاطین کے پاس بھیجا۔ اس سفارت کا اولین مقصد اشاعتِ اسلام ہی تھا۔

ان مکتوبات میں سے کچھ کا اثر تو فوری طور پر ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ یہ مکتوب جن امراء اور بادشاہوں کے پاس گئے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان میں سے ایک حاکم بحرین منذر بن ساوی ہیں جو مکتوبِ نبوی ﷺ سے متاثر ہو کر سفیرِ رسول ﷺ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک سے پیش آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بحرین کے بیشتر باشندے مسلمان ہو گئے۔ اور جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفیر کو بھیجا وہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے میں کما حقہٗ پورا ہو گیا۔

سربراہِ عمان جیفر بن جلندی اور اس کے بھائی عبد بن جلندی نے بھی سفیرِ رسول اللہ ﷺ حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح یہاں بھی مکتوبِ نبوی کا فوری اثر ہوا اور مقصودِ نبوی پورا ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک اور صحابی حضرت مہاجر بن ابی امیہؓ کو یمن کے سردار حارث بن عبد کلال کی طرف دعوتِ اسلام دے کر بھیجا اور اس نے بھی اسلام کی حقانیت کو اپنے دل میں محسوس کیا اور اپنے بھائیوں، نعیم بن عبد کلال اور شرحبیل بن عبد کلال کے ساتھ اسلام قبول کر لیا اور صدقِ دل سے نبی کریم ﷺ برحق پر ایمان لے آئے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ ہمیں دین اسلام کے احکام کے بارے میں تفصیل سے بتایا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل الانصاری کو یمن میں معلم اور مبلغ بنا کر بھیجا جنہوں نے وہاں جا کر اسلام کی تبلیغ کی اور یمن میں اسلام بہت تیزی سے پھیلا۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں بیشتر اہلِ یمن نے اسلام قبول کر لیا۔

www.KitaboSunnat.com

دعوتِ اسلام اور اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں سب سے بڑی جو کامیابی حاصل ہوئی وہ شاہِ حبشہ نجاشی کا اسلام قبول کرنا تھا۔ اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے ہجرت حبشہ کے موقع پر حضرت جعفر طیارؓ کو اور ۶ ہجری میں حضرت عمرو بن امیۃ الضمریؓ کو بھیجا۔ ۹ ہجری میں جب نجاشی فوت ہوا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نجاشی اسلام قبول کر چکا تھا اور اس کی عظمت و توقیر نبی کریم ﷺ کے دل میں موجود تھی۔

ذوالکلاع یمن کی ایک چھوٹی سی ریاست کا امیر تھا۔ اس کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت جریر بن عبد اللہ البجلیؓ کو بھیجا۔ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی بیوی ضریبۃ بنت ابرہہ اور بھائی ذو عمرو بھی مسلمان ہو گئے۔ قبولِ اسلام کے بعد اس نے ۴ ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے نبی کریم ﷺ کی زیارت تو نہ نصیب ہوئی لیکن اس نے اسلام کی بہت زیادہ خدمت کی۔ عہدِ صدیقی میں فتنہ ارتداد کے خاتمے میں اور اس کے بعد بہت سے معرکوں میں اسلام کی خدمت کی۔ چنانچہ یہاں بھی سفارتِ نبوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا مقصد فوری طور پر پورا ہو گیا اور تیزی سے دین اسلام کی اشاعت ہوئی یہ تو وہ امراء وسلاطین تھے کہ جن کے قلوب پر دعوتِ اسلام فوری اثر انداز ہوئی اور دین اسلام ان کے علاقوں میں بہت تیزی سے پھیلا۔ کیونکہ ان کے اسلام قبول کر لینے سے ان کی رعایا بھی مسلمان ہو گئی کیونکہ اس دور میں رعایا وہی مذہب اختیار کرتی تھی جو ان کے بادشاہوں کا ہوتا تھا۔

لیکن ان کے علاوہ کچھ امراء وسلاطین ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے اسلام کی حقانیت کو اپنے دل میں محسوس تو کیا لیکن دولت وحکومت کی محبت ان پر غالب آ گئی اور انہوں نے سفیر رسول کا اکرام بھی کیا اور اسلام کی حقانیت کا اقرار بھی لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ ان میں سرفہرست شاہ روم ہرقل ہے کہ جس نے حضرت دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ سے اسلام کی باتیں سن کر اور مکتوب نبوی ﷺ پڑھ کر اس کے اثرات اپنے دل میں محسوس کئے۔ اور نبی کریم ﷺ کی تائید وتصدیق کی لیکن درباریوں کا دباؤ اور حکومت چھن جانے کا خوف اس پر غالب آ گیا اور اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

حاکم مصر مقوقس جو کہ شاہِ روم کے ماتحت تھا۔ اس کی دلی حالت بھی ہرقل سے کچھ مختلف نہ تھی اس نے بھی اپنے دل میں اسلام کی حقانیت کو محسوس کیا اور اسے تسلیم بھی کیا۔ اس نے سفیر رسول ﷺ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے اسلام کے بارے میں سوالات بھی کئے۔ اور ان کے برجستہ جواب سن کر وہ حیران رہ گیا۔ اور آپ کی باتوں کی تائید کی۔ لیکن اسلام قبول نہ کیا اور سفیرِ رسول ﷺ کو واپسی پر نبی کریم ﷺ کے لیے بہت تحائف دیے اور مکتوب کو محفوظ کر لیا۔ اور ایک خط بھی دیا جس میں آپ ﷺ کے نبی برحق ہونے کی تصدیق وتائید کی۔

اگرچہ مقوقس اور ہرقل نے اسلام قبول نہیں کیا۔ لیکن اس بات کے ضمن میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ نے جو سفارتی مشن بھیجے وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے۔ ان دونوں کا اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لینا بھی ایک کامیابی تھی جو یہاں سفارت کے نتیجے میں حاصل ہوئی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد ایک وقت ایسا آیا جب ان دونوں کے ملک مسلمانوں کے قبضہ میں اور ان کے زیرِ اقتدار آ گئے۔ اور ان پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اور پھر وہاں تیزی سے اسلام پھیلا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فتح کے سلسلے میں ان دونوں ممالک میں جو تیزی سے اشاعتِ اسلام ہوئی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد اس وقت سے پڑی اور اس کا آغاز اس وقت ہوا جب نبی کریم ﷺ نے اپنے سفراء کو ان ممالک میں اشاعتِ اسلام کے لیے بھیجا۔

اس کے علاوہ حضرت سلیط بن عمرو العامری ؓ یمامہ کے سردار ہوذہ بن علی کے پاس دعوتِ دین لے کر گئے۔ تو اس نے اس عظیم سعادت سے منہ موڑ لیا۔ اگرچہ وہ اسلام کی حقانیت کا معترف ہوا اور حضرت سلیط کے دلائل سے قائل بھی ہوا۔ اور اس کی سرداری نبی برحق کی غلامی میں آنے کی راہ میں رکاوٹ بن گئی اور اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے حکومت میں حصے کی پیشکش کردی۔ حالانکہ یہی پیش کش تو مکتوب نبوی ﷺ میں موجود تھی کہ تم اسلام قبول کرلو تو تمہاری حکومت تمہارے ہاتھ میں ہی رہے گی۔ لیکن اس کی عقل وفہم نے اس کی توجہ اس طرف مبذول نہ کروائی اور وہ اپنی آنکھوں پر بندھی لالچ کی پٹی اور حکومت کرنے کے شوق میں اس نور کو نہ پہچان سکا۔ جس کی دعوت حضرت سلیط ؓ نبی کریم ﷺ کی طرف سے لے کر گئے تھے۔ اس طرح ہوذہ حالت کفر میں ہی مرا۔ لیکن حضرت سلیط ؓ جو دینِ اسلام کی چنگاری وہاں چھوڑ آئے اس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور ھوذہ کے مرنے کے بعد اہل یمامہ کی ایک بڑی جماعت مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر مشرف باسلام ہوگئی۔

کچھ امراء وسلاطین' ایسے بھی تھے جنہوں نے اسلام کی دعوت کو نہایت حقارت سے دیکھا اور ٹھکرادیا۔ کیونکہ ان کو اپنی حکومت اور طاقت پر گھمنڈ تھا۔ ان میں ایک شاہِ ایران کسرٰی پرویز ہے جس نے غیظ وغضب میں آکر مکتوبِ نبوی ﷺ کو پھاڑنے کی جسارت کی اور حاکم مصر حارث بن ابی شمر الغسانی دعوتِ اسلام سن کر آگ بگولا ہوگیا اور اپنی فوج کو مدینہ پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ لیکن شاہِ روم کی مداخلت سے وہ اس سے باز رہا۔ ان دونوں حکمرانوں نے جس چیز پر گھمنڈ کرتے ہوئے اسلام کی دعوت کو ٹھکرادیا وہ بھی ان کے پاس نہ رہی اور جلد ہی ان کے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

شاہِ ایران کسرٰی کے مکتوب نبوی ﷺ کو پھاڑنے کی پکڑ اللہ نے اس طرح کی کہ اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کردیا۔ اور اس نے حکومت حاصل کرنے کے لئے اپنے ہی باپ کو قتل کردیا اور خود بھی زیادہ عرصہ حکومت نہ کرسکا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس تخت پر دس حکومتیں بدلیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آخری حکمران یزدگرد تھا جس سے بالآخر عہدِ فاروقی میں مسلمانوں نے حکومت چھین لی اور پورے ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ اور اس کے بعد وہاں تیزی سے اسلام پھیلا۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو سفراء مختلف بادشاہوں کی طرف روانہ کئے اور جس مقصد کے لیے روانہ کئے۔ وہ پورا ہوگیا۔ کہیں فوراً اسلام پھیلا اور کہیں کچھ تاخیر سے، کسی نے تائید وتصدیق کی اور کسی نے انکار لیکن ہر جگہ اسلام کی کرنیں ضرور پھوٹیں کہیں جلد کہیں دیر سے۔ اور جن امراء وسلاطین نے اپنی حکومت پر گھمنڈ کیا ان کی حکومت بھی ایک دن مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی اور مسلمانوں کو جو عظیم کامیابیاں حاصل ہوئیں ان کی بنیاد وہی سفارتی مشن تھے جو نبی کریم ﷺ نے ۶ ہجری اور اس کے بعد روانہ کئے۔

۲ معاشرتی اثرات

اسلام کی آمد سے انسانی معاشرے میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا ہوا۔ کیونکہ اسلام نے معاشرتی زندگی کے لیے جو سنہری اصول دیے اس کے انسانی معاشرے پر بڑے گہرے اثرات پڑے۔

اسلام نے کسی کا ناحق خون بہانے اور کسی سے از خود بدلہ لینے پر قدغن لگا دی اور قتل کا بدلہ (قصاص) لینے کی ذمہ داری حکمرانِ وقت پر ڈال دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ قصاص کو معاشرتی زندگی کے لئے بطور علامت متعارف کرایا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ۔﴾[1]

قصاص کے ساتھ ہی مقتول کے ورثا کو معاف کر دینے پر آمادہ کرتے ہوئے ان کی اخلاقی عظمت کو اجاگر کیا۔ اور فرمایا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.﴾[2]

۱۔ القرآن الحکیم (البقرۃ) ۲:۱۷۹ ۲۔ القرآن الحکیم (البقرۃ) ۲:۱۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے باب میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے میں آزاد غلام کے بدلے میں غلام' عورت کے بدلہ میں عورت' ہاں جس کسی کو اس کے فریقِ مخالف سے کچھ معافی حاصل ہو جائے' سو مطالبہ معقول طریق پر کرنا چاہیے۔ اور مطالبہ کو اس (فریق) کے پاس خوبی سے پہنچا دینا چاہیے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے۔ سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اس کے علاوہ اسلام نے معاشرے میں خوشحالی اور امن کی زندگی گزارنے کے لئے شادی بیاہ' خرید و فروخت' معاشرتی آداب' خاوند اور بیوی کے حقوق' اولاد اور والدین کے حقوق و فرائض اور رشتوں کے تقدس کے حوالے سے احکامات نازل کئے۔ اور اسی طرح معاشرے میں رہنے سہنے کے طریقے بتائے۔ ایک دوسرے کے گھر جانے کے آداب سے روشناس کرایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ﴾[۳]

"اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔"

اسی طرح معاشرے میں کامیاب اور خوشگوار تعلقات کو فروغ دینے پر زور دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا۔

﴿وَأَوْفُوا۟ بِعَهْدِ ٱللَّهِ إِذَا عَـٰهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا۟ ٱلْأَيْمَـٰنَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ ٱللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا﴾[۴]

"اور پورا کرو اللہ کے عہد کو جب تم عہد کر چکے ہو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد مت توڑو اس صورت میں کہ تم اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَأَتِمُّوٓا۟ إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ﴾[۵]

"ان کا معاہدہ ان کی مدتِ (مقررہ) تک پورا کرو۔"

۳۔ القرآن الحکیم (النور) ۲۴:۲۷ ۴۔ القرآن الحکیم (النحل) ۱۶:۹۱ ۵۔ القرآن الحکیم (التوبہ) ۹:۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام کی مکمل تصویر پیش کرتی ہے اور ساتھ ہی اس میں مسلم اور غیر مسلم معاشرتی اقدار کا تقابل بھی ہے۔حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے خوبصورت پیرائے میں پیش کیا۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی دیگر سفارتوں کے بھی اسلامی معاشرے پر اور اسلام کے ان معاشروں پر گہرے اثرات پڑے۔حضرت دحیۃ بن خلیفۃ جب شاہِ روم کے دربار میں گئے تو انہوں نے وہاں اسلام کا تعارف نہایت اچھے انداز میں پیش کیا۔اور جب یہ مملکتیں جہاں جہاں نبی کریم ﷺ کی سفارت گئی۔کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کے زیر نگیں آ گئیں۔تو ان کے ساتھ گھلنے ملنے سے اسلامی معاشرے کے اثرات ان ممالک پر پڑے۔

۳ سیاسی اثرات

داخلی اور خارجی سیاست کے معاملات میں عوام کے نمائندوں سے مشورہ کرنا جدید جمہوریت کی بنیاد ہے۔لیکن یہ اصول سب سے پہلے قرآن نے بتایا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ.﴾[۶]

چنانچہ اسلام نے سیاست اور حکومت کا ایک ایسا نظام پیش کیا جس میں حکمران اپنی رعایا کا خدا نہیں بلکہ خادم ہوتا ہے۔جبکہ عہدِ جاہلیت میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔حکمران اپنی رعایا کے خدا بنے ہوتے تھے اور ایک پتہ بھی ان کی اجازت کے بغیر نہ ہلتا تھا۔اسلام نے اس قسم کی کوئی تخصیص نہ کی بلکہ اعلیٰ اقدار دیں اور ان اقدار کو دوسرے معاشروں میں متعارف کرانے میں کچھ حصہ سفرائے کرام کا بھی ہے جو نبی کریم ﷺ نے مختلف علاقوں کی طرف بھیجے۔نبی کریم ﷺ نے دیگر ممالک سے جو سفارتی تعلقات قائم کئے اس کے سیاسی طور پر بھی بہت دوررس اثرات سامنے آئے جن کو ایک دنیا نے دیکھا۔

شاہِ روم ہرقل نے اسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا کیونکہ اسے اپنی سلطنت چھن جانے کا خطرہ تھا لیکن اس وقت انہیں یہ خبر نہ تھی کہ جس حکومت اور سلطنت پر فخر کرتے ہوئے وہ یہ دعوت ٹھکرا رہے ہیں وہ عنقریب مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے گی۔چنانچہ یہی ہوا اور کچھ ہی عرصے

۶۔ القرآن الحکیم (الشوریٰ) ۳۸:۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حضرت عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں روم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ وہی سلطنت جس پر شاہِ روم اور اس کے درباریوں کو گھمنڈ تھا مسلمانوں کے زیرنگیں آ گئی۔ چنانچہ یہ سیاسی طور پر ایک بڑی کامیابی تھی اور اس کی بنیاد وہی سفارت تھی جو نبی کریم ﷺ نے اس ملک میں بھیجی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے ایک اور سفارتی مشن ایران کی جانب روانہ کیا جہاں سفارت کے فرائض حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیے۔ شاہِ ایران نے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی چاک کر دیا۔ کیونکہ اسے اپنی حکومت پر بہت گھمنڈ تھا اور وہ اپنی رعایا کو اپنا غلام سمجھتا تھا اور نبی کریم ﷺ کا بادشاہوں کو مخاطب کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ بادشاہ اپنے عوام کے خدا بنے ہوئے تھے اور بادشاہ کا جو مذہب ہوتا رعایا بھی وہی مذہب اختیار کرتی۔ چنانچہ بادشاہ کے راہِ راست پر آنے سے اس کی عوام کے سدھرنے کے امکانات بھی بہت زیادہ تھے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے براہِ راست حکمرانوں کو مخاطب کیا اور شاہِ ایران کسریٰ کو دعوتِ اسلام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ لیکن اس نے مکتوب نبوی چاک کر دیا۔ اور اپنے گورنر باذان کو خط لکھا کہ اس خط کے بھیجنے والے کو گرفتار کر کے میری خدمت میں پیش کیا جائے۔ لیکن حالات نے پلٹا کھایا اور باذان تمام اہلِ یمن کے ساتھ مسلمان ہوگیا اور شاہِ ایران نے مکتوب نبوی کو پھاڑنے کی جو جسارت کی تھی اس کی پکڑ اللہ نے اس طرح کی کہ اس گستاخی کے کچھ عرصہ کے بعد ہی اس کے بیٹے شیرویہ نے حکومت حاصل کرنے کے لیے اس کو قتل کر دیا۔ اور خود مسند اقتدار سنبھالی۔ لیکن وہ بھی زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا۔ اور چار سال کے عرصے میں ایران میں دس حکومتیں بدلیں۔ آخری بادشاہ یزدگرد تھا۔ عہدِ فاروقی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں قادسیہ میں فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ اور اسی معرکے نے خاندانِ کسریٰ کی قسمت کا آخری فیصلہ کر دیا۔ اور ایرانی پرچم ہمیشہ کے لیے سرنگوں ہوگیا۔ اور اسلامی علم بڑی شان و شوکت کے ساتھ ایران کی سرزمین پر لہرانے لگا۔ قادسیہ کے بعد تمام چھوٹے چھوٹے علاقوں کو مسلمانوں نے بآسانی فتح کر لیا۔ اور بالآخر پورے ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

نبی کریم ﷺ نے دمشق میں بھی سفارت بھیجی۔ عہدِ فاروقی میں اس پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ۱۴ ہجری میں اپنے حسن تدبر سے اس کو مسخر کر لیا۔

نبی کریم ﷺ نے جب مصر کی طرف سفارت بھیجی تو اس وقت اس کا سربراہ مقوقس تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے حکومت کے لالچ میں اسلام قبول نہ کیا لیکن اس کے ملک کو بھی عہدِ فاروقی ﷜ میں مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ حضرت عمرو بن العاص﷜ نے بہ اصرار حضرت عمر فاروق ﷜ سے اجازت لے کر چار ہزار فوج کے ساتھ مصر پر حملہ کیا اور چھوٹے چھوٹے علاقوں پر قبضہ کرتے ہوئے فسطاط کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عمر﷜ نے اس وقت ان کی درخواست پر امدادی فوج بھیج دی۔ سات ماہ بعد حضرت زبیر کی غیر معمولی شجاعت سے یہ قلعہ مسخر ہوا۔ اس کے بعد فوجیں اسکندریہ کی طرف بڑھیں اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اسکندریہ فتح ہوتے ہی تمام مصر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور بہت سے قبطی برضا و رغبت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس طرح اس سفارت کے بھی سیاسی طور پر بہت گہرے اثرات پڑے۔ اس وقت نہ سہی لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ہی وہ مقصد حاصل ہو گیا جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے سفیر کو بھیجا تھا۔

ان کے علاوہ جن امراء و سلاطین نے اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کے عہدے پر برقرار رہنے دیا۔ ان میں حاکمِ بحرین منذر بن ساوی، یمن کے سربراہ حارث بن عبد کلال الحمیری، یمن کی ایک ریاست کے سردار ذوالکلاع، سردارِ عمان جیفر بن جلندی شامل ہیں۔ ان کے ساتھ سفارتی رابطہ قائم کرنے کا پہلا فائدہ تو یہ ہوا کہ فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کے عہدے پر بھی برقرار رہنے دیا اس کا سیاسی طور پر یہ نتیجہ نکلا یہ تمام ریاستیں مسلمانوں کے زیر نگیں آ گئیں اور اسلام کو وسعت ملی۔ الغرض اس طرح سفارتِ نبوی ﷺ کے سیاسی اثرات بھی ظاہر ہوئے۔ جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ان سفارتی تعلقات کو فروغ دینے کے جتنے مقاصد تھے وہ کما حقہ پورے ہوئے۔

۴ معاشی اثرات

سفرائے کرام کی سفارتی سرگرمیوں کے جہاں بہت سے دوسرے اثرات مرتب ہوئے وہاں ان کے معاشی اثرات بھی ظاہر ہوئے۔ جب سفراء کی دعوت سے جو امراء و سلاطین مشرف باسلام ہوئے اور ان کے ساتھ ہی ان کی رعایا نے اسلام قبول کر لیا تو ان پر اسلام کی طرف سے زکوٰۃ نافذ ہوئی اور جنہوں نے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان ممالک میں جہاں سفارت نبوی کے نتیجے میں فوراً لوگ مسلمان ہوئے اور تیزی سے اسلام کی اشاعت ہوئی وہاں اس کے معاشی اثرات بھی فوراً سامنے آئے۔ان علاقوں سے بڑی تعداد میں زکوۃ اور ٹیکس کی آمدن ہوئی اور مدینہ میں پہنچی جسے فوراً بیت المال میں جمع کر دیا جاتا۔اور مستحق اور نادار صحابہ کی اس سے مالی مدد ہوتی اور جنگ کی تیاری بھی کی جاتی۔

جن ممالک کے امراء وسلاطین فوری مسلمان نہ ہوئے بلکہ انہوں نے دعوتِ اسلام کو ٹھکرا دیا۔جیسے ایران، مصر اور دمشق وغیرہ وہاں سفارتِ نبوی کے معاشی اثرات فوری طور پر ظاہر نہ ہوئے بلکہ جب عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں مسلمانوں نے ان علاقوں کو فتح کیا تو اس وقت ان علاقوں سے بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔اور بیت المال کی آمدنی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

الغرض نبی کریم ﷺ کے تمام سفیر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے انہوں نے بلا خوف وخطر سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔اسلام کی بہتر طور پر اشاعت کی اور نبی کریم ﷺ کی ہر لحاظ سے عمدہ ترجمانی کی اس طرح ان کے اس طریق سفارت کے اسلام اور اسلامی معاشرے پر بہت سے اثرات مرتب ہوئے۔اور مقصودِ نبوی ﷺ کما حقہ پورا ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ سفیر کے تمام حقوق کا خیال رکھے۔ اور سفیر کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے فرائض ذمہ داری اور اخلاص سے نبھائے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دور حکومت میں ہم عصر حکومتوں کے ساتھ سفارتی روابط اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لیے اسی طریقِ سفارت کو رواج دیا اور اپنے سفراء کا انتخاب کرتے وقت انہی خصوصیات کو مدنظر رکھا جو ایک سفیر میں پائی جانی ضروری ہیں۔ اور ان تمام اصول وضوابط کا خیال رکھا جو کہ اس ضمن میں مہذب ممالک میں رائج تھے۔

آپ نے ان حکومتوں سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کی طرف جو قدم بڑھایا اس کا اولین مقصد دعوت واشاعت اسلام تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ ﷺ نے ۶ ہجری میں اپنے صحابہ کو مختلف امراو سلاطین کی طرف روانہ کیا۔

آپ ﷺ کے سفراء میں حضرت دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی رضی اللہ عنہ، حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ، حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص القرشی رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ عنہ، حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ، حضرت مہاجر بن ابی امیہ المخزومی رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، شامل ہیں۔ یہ تمام سفراء اعلی اوصاف اور خوبیوں سے مزین تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے سفارت کے فرائض پوری ذمہ داری سے ادا کیے۔

ان سفرائے کرام کی سفارتی ودعوتی سرگرمیاں تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی دعوت وسفارت کا مقصد ہی اشاعتِ اسلام تھا۔ یہ جن امراء وسلاطین کے پاس گئے ان میں سے کچھ نے تو فوراً اسلام قبول کرلیا۔ ان میں عمان کے سربراہ جیفر بن جلندی اور اس کے بھائی عبد بن جلندی شامل ہیں۔ جنہوں نے سفیرِ رسول ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اسلام کو قبول کیا۔ حاکم بحرین منذر بن ساوی جنہوں نے حضرت علاء بن الحضرمی کے ہاتھ پر اور ذوالکلاع جو یمن کا سردار تھا، اس نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسول ﷺ ہر طرح کی خصوصیات سے مزین تھے۔

ان سفراء کی سفارت کے نتیجے میں اسلام کو جو فوائد حاصل ہوئے اور جو اثرات ونتائج ظاہر ہوئے وہ بہت دوررس تھے۔اس سفارت کے دینی اثرات بھی ظاہر ہوئے' معاشرتی بھی سیاسی طور پر بھی مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہوا اور معاشی لحاظ سے بھی اسلام کو تقویت ملی۔اس طرح سفراء رسول ﷺ نے سفارت کے ذریعے دینِ اسلام کو چہار دانگ عالم میں متعارف کرانے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

نبی کریم ﷺ کے جملہ سفرائے کرام عظمت کے مینار تھے۔ان میں شاہین کا تجسس' عقاب کی نگاہ' شیروں کا حوصلہ' چیتے کا عزم' پہاڑوں کا وقار' سمندروں کا تموج' دریاؤں کا شور' آبشاروں کا ترنم' پھولوں کی مہک' بلبل کی چہک' سبزہ زاروں کی لطافت' بادِ صبا کی ٹھنڈک اور طوفانوں کی ہیبت پائی جاتی تھی۔وہ جدھر سے بھی گزرے اپنی یادوں کے خوشگوار اثرات چھوڑتے چلے گئے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیم تربیت نے انہیں کندن بنادیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ سربراہ مصر مقوقس نے جب نبی کریم ﷺ کے سفیر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے طرزِ تکلم' آدابِ گفتگو اور سلیقہ شعاری کو دیکھا تو بے ساختہ پکارا تھا۔

﴿احسنت انت حکیم جئت من عند حکیم﴾

''بہت خوب یوں دکھائی دیتا ہے کہ آپ خود بھی دانا ہیں اور بہت بڑے دانا کی طرف سے یہاں آئے ہیں۔''

غرضیکہ سفراء النبی ﷺ کی سفارت نے اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لیے بنیادی طور پر بڑا اہم کردار ادا کیا۔بلاشبہ سفراء النبی ﷺ صبر وعظمت کے کوہِ گراں' ایثار کے نشانِ جلیل' دین کے علمبردار مملکتِ علم وعمل کے تاجدار' قرآن وسنت کے امین' امتِ مسلمہ کے محسن اور سلطنتِ مدینہ کے ترجمانِ حق بیان تھے۔

وصلی اللہ علیہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم وبہٖ تتم الصالحات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نوٹ ویادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرسول ﷺ ہر طرح کی خصوصیات سے مزین تھے۔

ان سفراء کی سفارت کے نتیجے میں اسلام کو جو فوائد حاصل ہوئے اور جو اثرات ونتائج ظاہر ہوئے وہ بہت دوررس تھے۔اس سفارت کے دینی اثرات بھی ظاہر ہوئے' معاشرتی بھی سیاسی طور پر بھی مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہوا اور معاشی لحاظ سے بھی اسلام کو تقویت ملی۔اس طرح سفراء رسول ﷺ نے سفارت کے ذریعے دینِ اسلام کو چہار دانگ عالم میں متعارف کرانے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

نبی کریم ﷺ کے جملہ سفرائے کرام عظمت کے مینار تھے۔ان میں شاہین کا تجسس' عقاب کی نگاہ' شیروں کا حوصلہ' چیتے کا عزم' پہاڑوں کا وقار' سمندروں کا تموج' دریاؤں کا شور' آبشاروں کا ترنم' پھولوں کی مہک' بلبل کی چہک' سبزہ زاروں کی لطافت' بادِ صبا کی ٹھنڈک اور طوفانوں کی ہیبت پائی جاتی تھی۔وہ جدھر سے بھی گزرے اپنی یادوں کے خوشگوار اثرات چھوڑتے چلے گئے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیم تربیت نے انہیں کندن بنا دیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ سربراہ مصر مقوقس نے جب نبی کریم ﷺ کے سفیر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے طرزِ تکلم' آدابِ گفتگو اور سلیقہ شعاری کو دیکھا تو بے ساختہ پکارا تھا۔

﴿احسنت انت حکیم جئت من عند حکیم﴾

''بہت خوب یوں دکھائی دیتا ہے کہ آپ خود بھی دانا ہیں اور بہت بڑے دانا کی طرف سے یہاں آئے ہیں۔''

غرضیکہ سفراء النبی ﷺ کی سفارت نے اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لیے بنیادی طور پر بڑا اہم کردار ادا کیا۔بلاشبہ سفراء النبی ﷺ صبر وعظمت کے کوہِ گراں' ایثار کے نشانِ جلیل' دین کے علمبردار مملکتِ علم وعمل کے تاجدار' قرآن وسنت کے امین' امتِ مسلمہ کے محسن اور سلطنتِ مدینہ کے ترجمانِ حق بیان تھے۔

وصلی اللہ علیہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم وبہٖ تتم الصالحات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نوٹ و یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نوٹ و یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ، شہادت اور ہجرت کے احکام

تالیف:

عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ

مترجم

عبد الصبور۔ ایم۔ اے
(فاضل درس نظامی)

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

E MAIL nomania2000@hotmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

حیاتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منفرد انداز میں لکھی گئی کتاب

سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کامل

تالیف

امام العصر حضرۃ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

NOMANI KUTAB KHANA

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی! ہمیں تیرے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گہری محبت اور عقیدت ہے۔

الٰہی! ہمیں روزِ قیامت صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک کا ہی ساتھ نصیب فرما دینا۔

الٰہی! یہ بات تیرے علم میں ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ سے خالص تیری رضا کی خاطر محبت کرتے ہیں۔

یا ارحم الراحمین

دعاگو

○ عبدالرحمٰن ابن الرشاد

○ محمود احمد غضنفر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

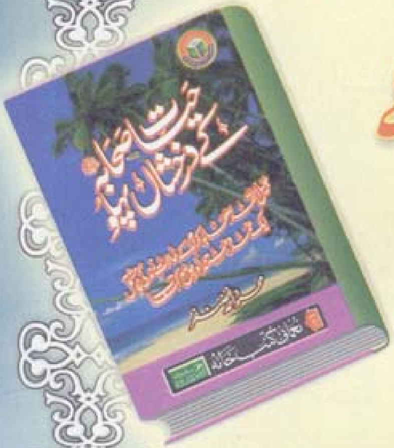

حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو

تالیف: عبدالرحمٰن رافت الباشاء

مترجم: محمود احمد غضنفر

شمع رسالتؐ کے پروانے، آسمانِ نبوت کے چمکتے ستارے، بُستانِ نبوت کے مہکتے پھول، آفتابِ رسالتؐ کی چمکیلی شعائیں درسگاہِ نبویؐ کے فیض یافتگان اور آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیاں صحابۂ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

- جن کے سینوں پر انوارِ رسالتؐ براہِ راست پڑے۔
- جنہوں نے دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے گھربار، مال ومتاع، ہر چیز اللہ کی راہ میں لُٹادی۔
- جن کی قدسی صفات کا تذکرہ قرآنِ مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں کیا گیا۔
- جن کی پاکیزہ سیرت کا ہر پہلو درخشاں اور ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

E-Mail: nomania2000@hotmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ وحید عبدالسلام بالی کی

جنات، شیاطین اور جادو کے موضوع پر لکھی مشہورِ زمانہ کتاب

"وِقَايَةُ الإِنْسَانِ مِنَ الجِنِّ وَالشَّيْطَانِ"

کا اردو ترجمہ

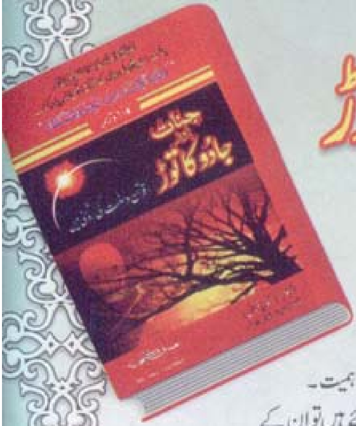

جنات اور جادو کا توڑ

(قرآن و سنت کی روشنی میں)

الحمدللہ اس مشہور ترین کتاب میں قرآن الکریم اور احادیث نبویؐ کے دلائل کے ساتھ درج ذیل امور (عنوانات) کو واضح کیا گیا ہے۔

باب اول : **جنات حقیقت ہیں کوئی خیالی چیز نہیں۔** ایمان بالغیب کی اہمیت۔
جنات کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ اگر جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کے کافروں کو آگ سے عذاب کیسے ہوگا؟ جنات کی اقسام' جنات کی رہائش' جنات کی غذاء' جنات انسانوں سے ڈرتے ہیں؟ کیا جنات کی شادی ہوتی ہے اور ان سے اولاد ہوتی ہے؟ حیوانات شیطان کو دیکھتے ہیں؟ جنات کے لیے ذبح کرنا شرک ہے۔ گھر سے جنات کو کیسے نکالا جائے؟ کیا جنات لوگوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں؟

باب دوم : **حقیقت مرگی اور اس کا علاج۔** جنات انسانوں میں کیسے داخل ہوتے ہیں اور کہاں ٹھہرتے ہیں' انسانی جسم میں جن کے داخلے کی علامات' جن کے داخلے کی اقسام' معالج کے اوصاف' علاج کی مرحلہ وار تفصیل۔ آپ غیر مسلم جن سے کیسے معاملات طے کریں؟ معالج کے لیے ضروری ہدایات' مرگی سے بچنے کے لیے چند نصیحتیں۔

باب سوم : **جادو۔ جادو کی تعریف۔** جادو کی تعلیم و تعلم' جادو کی اقسام' جدائی ڈالنے والے جادو کی علامات' جادو کا علاج' (محبت کا جادو) کی علامات اور اسباب' جادو کی جائز قسم' نظر بندی کا جادو اور اس کی علامات' نظر بندی کے جادو کا علاج' شادی میں رکاوٹ ڈالنے کا جادو اور اس کی علامات' جادوئی رکاوٹوں کا علاج اور اس کے متعلق اہم نکات' قرآنی معالج میں شرائط' جادو کے مقام کی تلاش۔

باب چہارم: **یہ باب شیطان کے تعارف'** شیطان کے جال اور انسانوں میں اس کے داخلے کے بارے میں ہے۔

باب پنجم: لوگوں کے دل فسادزدہ کرنے کے لیے شیطان کے داخلی راستے کون سے ہیں؟

باب ششم: **شیطان کے بچاؤ کی تدابیر۔** یہ آخری باب ان اذکار مسنونہ سے مزین ہے جن سے ہر مسلمان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے شہر کے ہر اسلامی کتب خانے میں دستیاب ہے۔ صرف 90 روپے میں بذریعہ منی آرڈر درج ذیل ایڈریس سے منگوا کر گھر بیٹھے یہ کتاب پڑھیے۔

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصادر و مراجع

۱-	القرآن الکریم	
۲-	اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابن اثیر الجذری
۳-	الکامل فی التاریخ	ابن اثیر الجذری
۴-	المحبر	ابن حبیب محمد
۵-	الاصابۃ فی تمییز الصحابہؓ	ابن حجر العسقلانی
۶-	فتح الباری	ابن حجر العسقلانی
۷-	تہذیب التہذیب	ابن حجر از عسقلانی
۸-	جوامع السیرۃ	ابن حزم علی بن احمد
۹-	جمھرۃ انساب العرب	ابن حزم علی ابن احمد
۱۰-	الطبقات الکبریٰ	علامہ ابن سعد
۱۱-	عیون الاثر	ابن سید الناس
۱۲-	العقد الفرید	ابن عبد ربہ
۱۳-	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابن عبد ربہ
۱۴-	الدرر فی مختصر المغازی والسیر	ابن عبد ربہ
۱۵-	فتوح مصر و المغرب	ابن عبدالحکم
۱۶-	زاد المعاد فی ھدی خیر العباد	ابن قیم الجوزیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷-	البدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر
۱۸-	لسان العرب	ابن منظور الافریقی
۱۹-	السیرۃ النبویۃ	ابن ہشام
۲۰-	سنن ابی داؤد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث
۲۱-	مکاتیب الرسول	علی بن حسین بن علی
۲۲-	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل
۲۳-	ایران بعہد ساسانیان	ڈاکٹر محمد اقبال
۲۴-	الجامع الصحیح للبخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری
۲۵-	غزوۃ موتہ	محمد احمد باشمیل
۲۶-	محیط المحیط	بطرس بستانی
۲۷-	فتوح البلدان	احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری
۲۸-	انساب الاشراف	البلاذری
۲۹-	البدء والتاریخ	ابو احمد بن سہل
۳۰-	التاج فی اخلاق الملوک	الجاحظ
۳۱-	سیرت عمر بن عاص	حسن ابراھیم حسن
۳۲-	تاج العروس فی جواہر القاموس	محمد مرتضیٰ الزبیدی
۳۳-	انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون	علی بن برہان الدین الحلبی
۳۴-	معجم البلدان	یاقوت بن عبداللہ الحمدی
۳۵-	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر حمید اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶-	مجموعة الوثائق السياسية في عهد النبوی والخلافة والراشده	ڈاکٹر حمید اللہ
۳۷-	قادة فتح الشام و مصر	محمود شیث خطاب
۳۸-	دائرہ معارف اسلامیہ اردو	دانش گاہ پنجاب لاہور
۳۹-	تاریخ جمهورية روما	ڈبلیو ای ہیٹ لینڈ
۴۰-	العبر فی خبر من غبر	شمس الدین ذہبی
۴۱-	سیر اعلام النبلاء	شمس الدین ذہبی
۴۲-	المفردات فی غریب القران	الراغب اصفہانی
۴۳-	مسلمانوں کے سیاسی افکار	رشید احمد
۴۴-	شرح علی المواہب اللدنیہ	محمد بن عبدالباقی الزرقانی
۴۵-	الادب العربی	احمد حسن الزیات
۴۶-	المعجم الوسیط	احمد حسن زیات
۴۷-	اعلام صحابہؓ	سیف الدین الکاتب
۴۸-	تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی
۴۹-	الروض الانف	عبدالرحمن بن احمد السہیلی
۵۰-	سیرۃ النبیؐ	شبلی نعمانی
۵۱-	الرحیق المختوم	صفی الرحمن مبارک پوری
۵۲-	تاریخ الامم والملوک	محمد بن جریر الطبری
۵۳-	الخلفاء الراشدون	عبدالوہاب النجار
۵۴-	عمرو بن عاص	محمد فرج المصری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵-	صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء	ابو العباس احمد
۵۶-	القاموس المحیط	محمد بن یعقوب
۵۷-	امتاع الاسماع	تقی الدین المقریزی
۵۸-	فیض القدیر مختصر شرح جامع الصغیر	عبدالرؤف المناوی
۵۹-	تہذیب الاسماء واللغات	امام نووی
۶۰-	نقوش رسول نمبر	ادارہ فروغ اردو لاہور
۶۱-	کتاب المغازی	محمد بن عمر بن واقد الواقدی
۶۲-	قسطنطنیہ	ہیرلڈلیم مترجم غلام رسول مہر
۶۳-	الفاروق	محمد حسین ہیکل
۶۵-	عثمان بن عفان	محمد حسین ہیکل
۶۶-	تاریخ یعقوبی	محمد بن یعقوب یعقوبی
۶۷-	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام	لیڈن ای جے برل (انگلش)
۶۸-	انسائیکلو پیڈیا آف امریکہ	انگلش
۶۹-	انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا	انگلش
۷۰-	المینار	انگلش' عربی ڈکشنری
۷۱-	تاریخ زوال روما	انگلش
۷۲-	بین الاقوامی تعلقات	مطبوعۃ لندن (انگلش)
۷۳-	آکسفورڈ ڈکشنری	انگلش

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر 15017

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

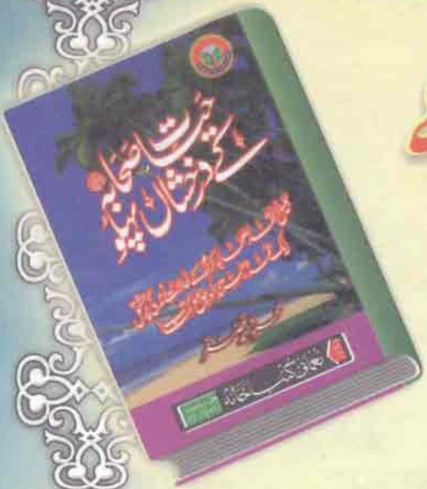

حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو

تالیف: عبدالرحمٰن رافت الباشاء

مترجم: محمود احمد غضنفر

شمع رسالتؐ کے پروانے، آسمانِ نبوت کے چمکتے ستارے، بُستانِ نبوّت کے مہکتے پھول، آفتابِ رسالتؐ کی چمکیلی شعائیں درسگاہِ نبویؐ کے فیض یافتگان اور آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیاں صحابۂ اِکرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین۔

- جن کے سینوں پر اَنوارِ رسالتؐ براہِ راست پڑے۔
- جنہوں نے دینِ اِسلام کی سربلندی کے لئے اپنے گھر بار، مال ومتاع، ہر چیز اللہ کی راہ میں لُٹادی۔
- جن کی قُدسی صفات کا تذکرہ قرآنِ مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں کیا گیا۔
- جن کی پاکیزہ سیرت کا ہر پہلو درخشاں اور ہمارے لیئے مشعلِ راہ ہے۔

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

E-Mail: nomania2000@hotmail.com